گمراہ اور گمراہ کرنیوالوں کی عُریاں تصویر

تحقیق المُبین
الی تلبیس الوہابین

۱۳۹۹ ہجری

تالیف:

احقر العبد الی اللہ الصمد المدعو ولی محمد ابن فیض محمد ساکن جمالی تھل

ناشر:

محمد ضیاء الرحمٰن سیالوی و محمد حفیظ الرحمٰن ساکنان
جمالی تھل ضلع خوشاب

بمصطفٰے بر سال خویش را کہ دین ہمہ اوست

اگر باو نہ رسیدی تمام بوالہبی است

فرقہائے ضال ومضل کی عریانی تصویر بنام تاریخی

تحقیق المبین الی تلبیس الوہابین 1399ھ

بلقیہ

قرن الشیطان کے سر پر ایٹم بم

تالیف

احقر العبد الی اللہ الصمد المدعو ولی محمد ابن فیض محمد ساکن جمالی تھل

ناشران

محمد ضیاء الرحمٰن سیالوی و محمد حفیظ الرحمٰن

ساکناں بمقام جمالی تھل وڈاکخانہ خاص ضلع خوشاب

جملہ حقوق طباعت واشاعت محفوظ

کتاب کا نام:	تحقیق المبین الی تلبیس الوہابین
مصنف:	ولی محمد چشتی گولڑوی خطیب جامعہ مسجد غوثیہ
اشاعت:	پہلا ایڈیشن
کمپوزنگ:	پروفیشنل کمپوزر 10/C دربار مارکیٹ میلارام ملز لاہور
طابع:	محمد ضیاء الرحمٰن و محمد حفیظ الرحمٰن جمالی تھل ضلع خوشاب
تعداد:	1000
سائز:	16-36X23
صفحات:	186
قیمت:	70.00

ترتیب کتاب

عنوان اول:	عرض حال
عنوان دوم:	تقدیم
عنوان سوم:	الاھدائی
عنوان چہارم:	متن کتاب
عنوان پنجم:	تقریظات علمائے کرام
عنوان ششم:	الاعتذار وتشکر

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1-	عرض حال	4
2-	تقدیم	6
3-	ہدیہ ثواب	14
4-	آغاز حدیث کی زبانی	16
5-	فتنہ وہابیت	18
6-	نئے روپ	20
7-	ابن عبد الوہاب نجدی	21
8-	وہابی مذہب	24
9-	عقائد ابن تیمیہ	24
10-	فتویٰ وہابیہ نجدیہ	26
11-	تحریک اسماعیل دھلوی	33
12-	دیوبندی یا دیوبندیت	42
13-	اثر ابن عباس کی حقیقت	46
14-	تقریر مولانا گولڑہ شریفؒ	
15-	دیوبندی عقائد	66
16-	توہین خدا تعالیٰ	72
17-	توہین رسالت	80

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
18-	توہین قرآن	98
19-	توہین اہل بیت	100
20-	تبلیغی جماعت	103
21-	تبلیغی جماعت کا مقصد	111
22-	تبلیغی جماعت وہابیت کے نقش قدم پر	118
23-	تنظیمی جماعت	122
24-	عقائد تنظیمہ	124
25-	مسلک اہل سنت	132
26-	خلافت علیؓ	134
27-	امیر معاویہؓ کے متعلق عقیدہ	138
28-	جماعت اسلامی یا مودودیت	141
29-	تشخص مودودی	142
30-	مودودی کے ہاتھوں عظمت انبیاء کا قتل	153
31-	وہابیہ کی کہانی حدیث کی زبانی	165
32-	چبھتا ہوا کانٹا	173
33-	کانٹے کا علاج	173
34-	نسخہ شفاء	175
35-	دعائے مؤلف	177
36-	تقریظات علمائے کرام	178
37-	الاعتذار واظہار تشکر	182

عنوان اول

عرض حال

الحمدو لله رب العالمین والعاقبة للمتقین - الصلواة والسلام علی سید المرسلین و خاتم النبین وعلے اله الطاهرین واصحابه الذین فاضوا باالصدق والیقین وعلے اولیاء امته و علماء اهل سنة اجمعینط

اما بعد لاشئ ولی محمد حنفی مذهباً چشتی مسلکا ”گولڑوی بیعتا“ و جمالوی مولداًیوں عرض گزار ہے کہ اس مقالہ کے لکھنے کا باعث یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں بہت لوگ جن میں پیر و مشائخ و علماء کرام بھی شامل ہیں ان میں بعض پیر امام مولوی خطیب شرعی لباس پہن کر خانقاہوں، مسجدوں میں اور ممبروں پر بیٹھ کر سادہ لوح اہل سنت وجماعت کے عقائد صیحہ مسخ کرنے میں مصروف ہیں اور ان کو وہابیت، دیوبندیت، مودودیت، تبلیغیت و تنظیمیت کے لباس سے ملبوس کر رہے ہیں۔ ان پیشہ وروں کی ظاہری شکل وصحت جبہ و دستار اہل سنت کے ساتھ کمال مشابہت رکھتی ہے اس وجہ سے عام لوگ ان کو نہیں پہچان سکتے۔ ظاہری طور پر تو یہ محاسن الفعل ہیں مگر باطن فی الحقیقت میں کٹر وہانی ہیں۔ مخبر صادق رسول امین بشیر ونذیر رؤف رحیم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے خداداد غیبی علم وادراک سے صدیوں پہلے ان دھوکہ بازوں کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ان کے اعمال و افعال کی حیثیتیں امت مرحومہ کے سامنے بیان فرمادی تھیں ”کچھ لوگ زمانہ کے اخیر میں ظاہر ہوں گے وہ دین متین کو ظاہر کر کے دنیا

کمائیں گے۔ ”اَلْسِنَتُهُم احلٰی مِنَ الْسکرُ“ زبانیں ان کی شکر سے میٹھی ہوں گی ”وَقُلُوبُهم الذُّبَابُ“ اور قلب ان کے بمانند بھیڑیوں کے ہونگے انہی کا ذکر فاضل بریلوی مجدد مائۃ حاضرہ رضی اللہ عنہ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے۔

ذِیَابٌ فی ثِیَابٍ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

اندریں فرصت ان ہی لوگوں کے نقاب کو الٹ دیا گیا ہے تاکہ ان کی حقیقت بے حجاب ہو کر عریاں ہو جائے اور ہر خاص و عام عوام ان کے خوش نما چہروں کی طرف التفات نہ کریں نہ ان کی صورت و سیرت پر توجہ دیں اس مقالہ میں جو شواہد پیش کئے گئے ہیں ان ہی کی اپنی ہی داستانیں ہیں جن کو ان لوگوں نے اپنی سوانح حیات کی کتابوں میں مختلف جگہوں پر ثبت کر رکھی ہیں ان کو تلاش کر کے ایک ساتھ پیش کیا جارہا ہے تاکہ دھوکا بازوں کا ظاہری و باطنی عکس (فوٹو) اظہر الشمس اور بین کالامس ہو کر کاشف رموز ہو جائے غرضیکہ جو کچھ لکھا جائے گا وہ ان کی اپنی تحریرات - اقوالات اور فرسودہ خیالات - قلمی تسویدات کا پلندہ ان کے سامنے آئے گا۔

انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی
انہی کے مطلب کی کہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی

ناچیز ولی محمد گولڑوی عفا اللہ عنہ

عنوان دوم

تقدیم

از حضرت علامۃ العصر مولانا القاری شیر محمد صاحب سیالوی

پرنسپل جامعہ حسنیہ چشتیہ شمس القرآن نور پور

الحمد و لله حمداً حامداً و اصلی مصلیا و مسلما

ہماری زیر نظر یہ کتاب کوئی بحث و مباحثہ یا مناظرانہ صنف نہیں ہے وہ اس لئے کہ اس حوالے سے اس موضوع پر لکھی جانے والوں کی کتابوں میں کمی نہیں قبل ازیں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور بہت سے علماء متقدمین نے اس جولانگاہ میں اپنے توسن خامہ رواں دواں رکھ چکے ہیں یہ تو خدائے عزوجل کے علم میں ہے کہ علمائے متاخرین بعد میں اس موضوع پر کہاں تک قلم فرسائی کریں گے ہمارا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ ایک صدی سے پھیل جانے والے اختلافات کے سلسلہ میں رب کائنات کی توحید اور واحدنیت اور نجات دھندہ انسانیت کعبہ نیاز مندی عشق و قبلہ عبادت گزاران شوق حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے نام ملت اسلامیہ کی کھلی عدالت میں ایک فریاد و استغاثہ پیش کرنا ہے بحد اس سے ہمارا مقصود پہلے سے موجود تلخی میں زہر گھولنا نہیں بلکہ مقصد وحید صرف اور صرف یہ ہے کہ صدق دل اور اخلوص نیت سے اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ وہ بنیادی نکتہ کیا ہے جس نے برصغیر میں اسلام کے نام لینے والوں کو تقسیم کر کے کئی حصوں میں بانٹ دیا ہے ملت اسلامیہ کے پڑھے لکھے طبقے نے غالباً اس طرف

کبھی غور نہیں کیا۔ کیا وجہ ہے سواد اعظم اہل سنت و جماعت اور دیگر گروپز جو اپنے آپ کو واحدنیت کے پجاری کہلائے پھرتے ہیں ان کے اختلاف ختم ہونے کو نہیں آتے بلکہ ان میں اور اضافہ ہو رہا ہے حالانکہ ان اختلافات کو شروع ہوئے تقریباً ایک صدی سے کچھ زائد اوسطاً تین نسلیں گزر چکی ہیں اگر نئی نسل کا پڑھا لکھا طبقہ اسے سنی (سواد اعظم اہل سنت و جماعت) اور وہابیہ (دیوبندی، تبلیغی، تنظیمی، مودودی، غلام خانی، ندوی، احراری، خاکساری، اہلحدیثی) کے علماء کا جھگڑا سمجھتا ہے تو وہ حقائق سے بالکل بے بہرہ ہے یا پھر مذہب و عقائد سے اس کی وابستگی برائے نام ہے۔

بندہ نواز! آج ملت اسلامیہ کو شمار اور اتفاق کی جو ضرورت ہے وہ کسی باخبر انسان سے پوشیدہ نہیں خصوصاً ہمارا ملک پاکستان جس دوراہے پر کھڑا ہے اور مسائل کی جن سنگینیوں میں گھرا ہوا ہے اس کا تقاضا ہے کہ ملت اسلامیہ کا ہر ایک فرد جسم واحد کی شکل میں اپنی جگہ بنیان مرصوص بن جائے اور ہر حال یکجہتی کو اپنا کر پاکستان کا ہاتھ بٹائے تاکہ یہ اسلامی ملک اپنے مشن میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکے، مگر افسوس قوم گروہ در گروہ میں بٹ رہی ہے پھر ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ گروہ مختلفہ آگے بڑھیں اور خود اعتمادی و جرأت کے ساتھ اصل سوئے اختلاف کی طرف توجہ دیں اور اس اختلاف کی طرف توجہ دیں اور اسے باہر نکال پھینکیں۔ یاد رہے کہ کوئیں سے مردار نکالے بغیر ساری زندگی پانی نکالتے رہیں تو کنواں کبھی پاک نہیں ہوگا۔ پس اس لئے ضروری ہے کہ ٹھنڈے دل سے ہر مسئلے کو سمجھا جائے اور پھر اس کی تحلیل کر لیجیے

وہابیوں .... کو یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ اس ملک میں واضح اکثریت انہی کی ہے اور باقی سب لوگ بدعتی، قبر پرست پیر پرست گیارہویں کھانے والے نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں اس سواد اعظم جماعت جو اہل سنت و جماعت ہی ہے انہیں نظر انداز کر کے آخر اسلامی اور دینی محاذ پر کوئی فیصلہ کن قدم کس طرح اٹھایا جا سکتا ہے اگرچہ کچھ علماء اپنی طرز پر یہ کہتے ہیں اجی! یہ تو میلاد خوانی لوگوں کی جماعت ہے جن کی کوئی حیثیت ہی نہیں تو وہ لوگوں کو فریب دینے کے ساتھ ساتھ خود کو بھی فریب دیتے ہیں ہم نے جس دردمندی کے ساتھ اور سوز دل سے اپنا استغاثہ ملت اسلامیہ کے پیش کیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ علمی بحثیں و دراز کا تفاصیل اور غیر ضروری باریکیوں کی بجائے سیدھے سادھے دو ٹوک الفاظ میں اپنا مطلب واضح کریں اصولاً پہلے یہ طے ہونا چاہئے کہ برصغیر کے قدیم مسلمانوں کا مسلک اور عقیدہ کیا تھا یہ لوگ آج کے اصطلاحی وہابی دیوبندی تھے یا بریلوی پھر یہ بات دیکھی جائے کہ اختلاف کہاں پیدا ہوئے اور کہاں ہوئے اور ان کے موجد کون ہیں اور ان اختلافات کا نکتہ آغاز کیا ہے اس ساری کدوکاوش سے ہمارا مقصد نزاعی لٹریچر میں کسی نئی کتاب کا اضافہ نہیں ہے بلکہ خدائے عزوجل اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر ملت اسلامیہ کو ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی دعوت کا بیان کرنا مقصود ہے آیئے یہ بھی عرض کئے چلوں کہ اس برصغیر ملک پاکستان میں عام لوگ کس عقیدہ و مسلک کے تھے سو اس کے متعلق

نمبر ۱:- سید سلیمان ندوی اس کی وضاحت کرتے ہو الکھتا ہے "تیسرا

فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا وہ اپنے آپ کو اہل سنت کہتا رہا اور اس گروہ کے زیادہ پیشوا بریلی اور بدایوں کے علماء تھے۔

حیات شبلی ص ۴۵-۴۴ بحوالہ دعوت فکر ص ۱۱

نمبر ۲:- مولانا ثناء اللہ امرتسری بھی سید سلیمان ندوی کی تائید کرتے ہیں حوالہ پڑھئے "امرتسر میں مسلم آبادی غیر مسلم آبادی کے مساوی ہے اسی سال پہلے قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے (شمع توحید ص ۴۰ بحوالہ دعوت فکر ص ۱۱ واتہامات عبدالرزاق ص ۱۷۶)۔

نمبر ۳:- دور حاضر کے ایک معروف مورخ شیخ محمد اکرم موج کوثر میں صفحہ ۷۰ میں لکھتا ہے انہوں (فاضل بریلویؒ) نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔

نمبر ۴:- ہندوستان کا مشہور محقق مالک رام رقمطراز ہے "جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ بریلی مولانا احمد رضا خان مرحوم کا وطن ہے وہ بڑے سخت گیر اور قدیم الخیال عالم تھے برصغیر کے مسلمانان کے عقیدہ و مسلک کی واقفیت حاصل کر چکنے کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ اختلاف کسی بات پر شروع ہوئے کیا اختلافات کی بنیاد فاتحہ، میلاد و قیام گیارہویں شریف حاضر و ناظر پر مسئلہ علم غیب نور و بشر اور دعا بعد نماز جنازہ ایسے ہیں یا کچھ اور (نذیر عرشی ص ۱۳۰ دعوت فکر ص ۱۳) اس سلسلہ میں علمائے دیوبند کے ایک ممتاز فرد مولوی منظور نعمانی اس طرح ذکر کرتے ہیں "شاید بہت سے لوگ ناواقفی سے یہ سمجھتے ہیں کہ میلاد و قیام عرس و قوالی فاتحہ تیجہ ودسواں و بیسواں اور چالیسواں برسی وغیرہ رسوم کے جائز

وناجائزاور بدعت وغیرہ کے بارے میں مسلمانوں کے مختلف طبقوں میں جواختلافات پایا جاتا ہے یہی دراصل بریلوی اختلاف ہے مگر یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کیوں کہ مسلمانوں کے درمیان ان مسائل میں اختلافات تو اس وقت سے ہے جبکہ دیوبند کامدرسہ قائم بھی نہیں ہوا تھااور مولوی احمد رضاخان صاحب ابھی پیدا نہ ہوئے تھے اس لئے ان مسائل کو دیوبندی بریلوی اختلافات نہیں کہا جاسکتا"

فیصلہ کن مناظرہ ص۵ مصنفہ نعمانی صاحب

ہاں اصل اختلاف جو ہے وہ صرف عبارات دیوبندیہ وہابیہ ہیں جن میں گستاخیاں اور بے باکیاں متصور ہیں اس بارے میں ہمارے ممتاز عالم دین حضرت علامہ غزالی زماں ورازی دوراں جناب مولانا احمد سعید کاظمی شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ دیوبندی (وہابی) حضرات اور اہل سنت و جماعت کے درمیان بنیادی اختلافات کا موجب علمائے دیوبند کی صرف وہ عبارات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں کھلی توہین کی گئی ہے۔

الحق المبین ص ۱۲-۱۳

دونوں طرف کے ممتاز اور معتمد علماء کی زبانی آپ نے سن لیا کہ اصل اختلاف یہ نہیں ہے جو ایک عرصہ سے عوام کو بتائے جارہے ہیں یہ محض گستاخانہ عبارات سے عوام کی توجہ ہٹانے کا ایک حربہ ہے۔ پروفیسر محمد ایوب قادری کی تحقیق بھی بعینہ اسی طرح ہے جس طرح کاظمی شاہ صاحب نے بیان کی ہے۔ پروفیسر صاحب یوں لکھتے ہیں۔

"اس جگہ اس بات کی جانب اشارہ کرنا بھی ضروری ہے کہ اثر ابن

عباس کے مسئلہ میں علمائے بریلی اور بدایوں نے مولوی محمد احسن نانوتوی شدومد سے مخالفت کی بریلوی میں اس محاذ کی قیادت مولوی نقی علی خان (والد ماجد مولانا احمد رضاخان) اور بدایوں کے ابن مولانا فضل رسول بدایونی سرخیل جماعت تھے یہی بریلوی اور دیوبندی کے اختلاف کا نکتہ آغاز ہے جو بعد کو ایک بڑی وسیع خلیج کی شکل اختیار کرگیا۔

مولانا احسن نانوتوی ص ۹۴ بحوالہ دعوت فکر ص ۱۳

یادرہنا چاہئے کہ قادری صاحب کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے جس کے الفاظ یہ ہیں اِنَّ اللّٰہَ تعالیٰ خَلَقَ سَبْعَ اَرَضِیْنَ فِیْ کُلِّ اَرْضٍ آدَمَ کآدَمُکُمْ وَ نُوْحٌ کَنُوْحِکم و ابراھِیم کَاِبْرَاھِیمَکُمْ و مُوْسیٰ کَمُوْسٰکُمْ وَعِیْسیٰ کَعِیْسٰکُمْ وَ نَبِیٌّ کَنَبِیِّکُمْ" اس حدیث کو اثر ابن عباس کہا جاتا ہے اور یہ (وھذ الحدیث من الاقسام الاحادث شاذ) اس حدیث پر غیر مقلدوں نے اصرار کیا اور مولوی احسن نے اس پر ان کی تائید کی جبکہ ہندوستانی علماؤں نے اسے قبول نہ کیا کیوں کہ یہ اثر عقیدہ ختم نبوت پر چوٹ لگاتا ہے اور ماننے والا اس اثر کا منکر عقیدہ ختم النبوۃ ٹھہرتا ہے اسی اثر کے زیراثر مولوی قاسم نانوتوی نے ایک کتاب بنام "تحذیر الناس عن اثر ابن عباس" لکھ دی اس کتاب نے بحث و مباحثے کا ایک نیا دروازہ کھول دیا اور ساتھ ہی اس کتاب نے قادیانیت کا رستہ بھی ہموار کردیا دیکھئے تحذیرالناس کا صفحہ نمبر ۲۵ وہاں صاف لکھا ہے "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔

دوستو! یہی اختلاف ہیں جو مین التفریق ہیں مولوی محمد شاہ پنجابی اور

مولانا قاسم کے درمیان اس عبارت پر مناظرہ بھی ہوا۔ تحذیر الناس کے رد میں کئی کتابیں منظر عام پر آگئیں دوسری طرف تقویۃ الایمان کے جارحانہ انداز نے مسلمانوں کے دلوں کو رنجا کر اوران کے دماغوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ تقویۃ الایمان دراصل تقویۃ الایمان نہیں بلکہ تفویۃ الایمان ہے اس کتاب کے صفحہ نمبر کا ملاحظہ کیجئے چنانچہ لکھا ہے "اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتہ اور جبرائیل و محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے برابر پیدا کر ڈالے" اس عبارت کی شدید لے دے پر مسئلہ امکان نظیر اور امتناع نظیر پیدا ہو گیا اور علماء کے درمیان ایک اور اختلاف رونما ہو گیا اسی عبارت کے پیش نظر مولانا ابوالکلام آزاد کو لکھنا پڑا دیکھئے (آزاد کی کہانی ان کی زبانی ص۹۷ بحوالہ دعوت فکرہ) مولانا اسماعیل نے جب جلاء العینین اور تقویۃ الایمان لکھیں اور ان کے مسلک (وہابیت) کا ملک بھر میں چرچا ہوا تو علماء میں ہل چل پڑ گئی۔ غرض یہاں ایک اختلاف شروع ہوا بات معمولی نہ تھی بارگاہ رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عزت پر براہ راست زد پڑ رہی تھی اگر بات یہاں ختم ہو جاتی تو خیر تھی یہاں تو ماشاء اللہ شب تار کی طرح زلف دراز ہوتی رہی تقویۃ الایمان کے بعد براہین قاطعہ، حفظ الایمان فتاویٰ رشیدیہ کی قسم کی کئی کتابیں یکے بعد دیگرے اس انداز سے منظر عام پر آئیں کہ جن کی گستاخانہ عبارات نے مسلمانوں کو جھنجھوڑ کر رکھدیا اور ان کے دلوں پر آرے چل گئے ان کتابوں میں شاہکار قدرت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بارے میں گستاخانہ اور جارحانہ زبان استعمال کی گئی۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی کفر ہے آمدم بر سر مطلب مولف نے ایسی عبارات جو باعث اختلاف ہیں بلاکم و کاست اصل کتابوں سے نقل کر دی ہیں تاکہ قارئین کرام پر واضح ہو جائے کہ یہ تمام گروپز دیوبندی، وہابی، تبلیغی، تنظیمی، مودودی، اہل حدیثی سب کے سب مختلف الاسماء ہیں لیکن عقائد ان سب کا واحد و متفق ہے اب ملت اسلامیہ کے ہر ذی شعور فرد حبیب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت کے امیدوار کو معلوم ہونا چاہئے کہ آقائے دو جہاں سرور عالمیاں کو کائنات ارضیہ سماویہ و مافیھا سے افضل جاننے والے ہر کلمہ گو کے سامنے دردمندانہ اپیل ہے کہ اہل سنت و جماعت اور وہابیہ کا اختلاف نہ مسلمہ علم غیب پر ہے نہ ہی حاضر و ناظر پر اور نہ اختلاف گیارہویں شریف کے بارے میں اور نہ ہی دعا بعد نماز جنازہ سے متعلق یہ تو سب کے سب فروعات میں ہیں۔ درحقیقت اصولی اختلاف ان عبارات کے بارے میں ہے جن میں رسول معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین کی گئی ہے۔

مرے محب محترم مولانا ولی محمد گولڑوی مدظلہ نے وہ عبارات جو ان کی کتابوں میں درج ہیں انہی کو دیانت و امانت کا چراغ ہاتھ میں لے کر یک جا جمع کر دیا ہے اب جو کتابی صورت میں تمہارے سامنے ہے۔

والحمد علے ذالك متعنا الله تعالی بطول حیاته و بکلامه

نوک خنجر کی عبارت آپ پڑھئے تو سہی
خون کے دھبے بتائیں گے کہ قاتل کون ہے

الراقم الحروف:- دعاگو شیر محمد سیالوی نورپور

عنوان سوم

الاھدیٰ

رب کائنات کے محبوب داغائے غیوب راحت الصلوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ اور وسیلہ جلیلہ سے اس بھائی (پٹواری عبدالرحمٰن انور) کی جانب جسے اپنے عملہ (پٹواری، گرداور اور قانون گو وغیرہ) والے جامی صاحب کر کے پکارا کرتے اگرچہ وہ میرا بھائی بعمر مجھ سے کمسن تھا مگر ذوق میں بڑا تاریخ عالم کے جاننے والا اور معلومات عامہ کا خزانہ ہر گھڑی زندہ دلی کا مظاہرہ اور ہر وقت خوش مزاجی کی لہر اپنی دھن میں مست اور ہر حال صابر و شاکر سورج اور چاند کی منزلوں سے لے کر ستاروں کی گردش تک جاننے والا بھائی آسمان کے برج کہکشاں کی تعداد کا علم رکھنے والا بھائی ہر موضوع پر سیاسی ہو یا مذہبی بحث تاریخی ہو یا ادبی گفتگو معاشی ہو اقتصادی اور روئے سخن کسی شاعر کی جانب ہو شاعری اور اس کے اشعار پر پوری دسترس رکھنے والا حقیقت شناس بھائی زندہ دل خوش مزاج اور صاحب ذوق اور حسن اخلاق کی دولت انسانیت کا خزانہ شرافت کا سرمایہ اپنے دامن میں رکھنے والا اپنی بھرپور جوانی کو پھولوں کی طرح پاک وصاف رکھنے والا اپنی نگاہوں کو پاکیزہ اور آلودگیوں سے دور رکھنے والا فرشتہ سیرت بھائی جامی آہ! افسوس وہ بھی قبر کے آغوش میں جالیٹا گویا کہ میرا ایک بازو کٹ گیا کسی نے سچ کہا ہے۔ ع

بھائیاں باجھ نہ جوڑیاں تے پتراں باجھ نہ نانواں

حضرات گرامی! خون کے مقدس رشتہ کی اس بندھن میں ہم تین

بھائی تسبیح کے دانوں کی طرح سے پروئے ہوئے تھے جن میں قائد کی حیثیت اس ناچیز کو حاصل تھی آخرکار میرے بھائی جامی پر موت بجلی بن کر گری جس کے بچانے کیلئے میری سب کوششیں ناکارہ ثابت ہوئیں حکیموں، ڈاکٹروں کے علاج معالجے کارآمد نہ ہوئے آخری مرحلے پر میرا امیر بھائی (P.F.SAR) پی ایف سرگودھا کے ہسپتال کے گیٹ پر پہنچ کر دم توڑ گیا تصور میں جب یہ منظر آنکھوں میں ابھرتا ہے تو زبان بولنے سے گنگ اور قلم نوشت سے محروم ہو جاتی ہے اس مقالہ خیر سکانہ کا ثواب اس بھائی کی جانب ہدیہ نظر کیا جاتا ہے۔

فقط

عنوان چہارم

آغاز حدیث کی زبانی

فتنہ نجد :-

(۱) عن ابن عمر قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰهم بَارِكْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوا یا رَسُولَ اللّٰه فِیْ نَجْدِنَا قَالَ اللهم بارك لنا فی شامنا اللهم بارك لنا فی یمننا قالوا یا رسول الله و فی نجدنا فَاظُنُّهٗ قال الثالثة هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا یَطْلَعُ قَرْنُ الشَّیْطَانَ

مشکوات مترجم ج۳ ص۳۰۹

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ خداوندا ہمارے لئے ملک شام اور یمن کیلئے برکت نازل فرما کچھ لوگ نجد کے موجود تھے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہمارے نجد کیلئے بھی دعا فرمادیں اس پر حضور علیہ السلام نے دوبارہ دعا مانگی لیکن نجد کا نام پھر بھی نہ لیا راوی کا بیان ہے غالباً تیسری مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ زلزلوں اور فتنوں کی جگہ ہے اور اس جگہ سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔ (اس جگہ سے شیطان کی سینگ نکلے گی)۔

(۲) عن ابن عمرؓ اَنَّهٗ سَمِعَ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم وَهُوَ مُسْتَقْبِلَ المشرق اِن الفِتْنَةَ هٰهُنَا انَّ الْفِتْةَ هٰهُنَا مِن حَیْثُ یَطْلَعُ قَرْنَ الشَّیْطَانَ.

مترجم مسلم شریف کتاب فتن جلد۶ ص۴۳۶

عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے مشرق کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ فتنہ یہاں سے اٹھے گا۔ یہاں سے فتنہ اٹھے گا جہاں سے قرآن الشیطان طلوع ہوگی۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس فتنہ کے ظہور کی خبر رسول معظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے ہیں وہ فتنہ علاقہ نجد سے ظاہر ہوگا اول الذکر ارشاد عالیہ میں تو صریحاً نجد کا نام موجود ہے اور دوسرے ارشاد گرامی میں مشرق کی جانب اشارہ ہے جس کا مشار الیہ بھی نجد ہے اگر جغرافیائی اٹلس کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو مدینہ منور سے نجد مشرق کی طرف برآمد ہوتا ہے۔ مَنْ شَاءَ الْاِطِّلَاعِ فَلْیَرجِعُ اِلَیه۔

نجدی گروہ :- عن شریک ابن ابن شہاب مرفوعاً (ال ان قال) یُخْرُجُ فی اٰخِرِ الزّمان قوماً کَانَ هٰذَا مِنْ هُمْ یقرآ وُنَ القران لَایُجاوزُ تَرَاقِیهِم یمرقُونَ مِنَ الْاِسْلَامِ کما یمرُقُونَ السَّهْمَ مِنَ الرَّمِیَّةِ سِیمَا هُمُ التحلیق.

نسائی شریف جلد۲ ص۱۵۴

حضرت شریک ابن شہاب بیان کرتے ہیں .... حضور علیہ السلام نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک جماعت نکلے گی ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ لوگ دائرہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے ان کی خاص علامت سر منڈانا ہوگی۔

علامت کی توثیق:- عرب کے مشہور مورخ علامہ زینی دحلان مکی صاحب فرماتے ہیں۔ سِیمَاً هُمْ التَّحْلِيق تَصْرِيحٌ بِهٰذِهِ الطَّائِفَةِ النَّجْدِيَّةِ لِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَأْمُرُوْنَ كل من اِتَّبَعَهُمْ اَنْ يُحْلِقَ رَاْسِهِ۔

الدرالسنیہ ص ۵۰

ابن عبدالوہاب کے متبعین کی تصریح میں ہے جو قوم مشرق سے نکلی اس نے اپنے متبع کو سر منڈانے کا حکم دیا۔

نوٹ:- یعنی آخری زمانے میں نکلنے والی جماعت کی پہچان کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا یہ فرمان کہ ان کی علامت سر منڈانا ہو گی نجدی وہابی گروہ کے بارہ میں بالکل صراحت ہے کیونکہ سر منڈانا انہی لوگوں کا جماعتی شعار ہے۔

گروہ کا نام:- مولوی رشید احمد گنگوھی اپنی تصنیف میں لکھتا ہے کہ "محمد بن عبدالوہاب (جس نے علاقہ نجد میں نیا مذہب نامہذب تدوین کیا) کے مقتدیوں کو وہابی کہا جاتا ہے ان کے عقائد عمدہ تھے۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۵۵۱

فتنہ وہابیت:- خطہ نجد وہ منحوس خطہ ہے جسے نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اپنے نور نبوت سے دیکھ رہے تھے کہ یہ زلزلوں اور فتنوں کی جگہ ہے جس کے بارے میں باوجود توجہ موجہ عالیہ مبذول کروانے کے اس خطہ کو دعائے برکت سے محروم رکھا آخر کار نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا فرمان عالیہ سچ نکلا اسی نجد میں ایک شخص ابن عبدالوہاب محمد نامی پیدا ہوا جو معمولی تعلیم حاصل کر کے وہابی مذہب کے ایجاد کرنے کا موجب اور موسس ہے شروع میں یہ تحریک وہابیت مذہبی تحریک تھی

لیکن بعد میں سیاسی تحریک بن گئی فرمانروایان نجد نے اس کا ساتھ دیا اور وہابی مذہب بزور شمشیر پھیلانے لگا پہلے پہل اس کا ساتھ درعیہ کے حاکم سعود نے دیا اور مسلمانوں کا خون بہا کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کر لی جواب تک نجدی حکومت چلی آ رہی ہے اسی امداد حاکمیہ سعودیہ سے وہابی مذہب اشاعت پذیر ہوا اس کے بعد یہ مذہب نجد سے نکل کر مکہ اور مدینہ سے ہوتا ہوا بمبئی کے راستے سے ہندوستان میں داخل ہو کر دہلی تک آ پہنچا دہلی شہر کے ایک علمی خاندان کے گھرانے کا ایک فرد جس کو مولوی اسماعیل شہید کے نام سے موسوم کرتے ہیں اس نے وہابی مذہب کو اپنانا شروع کر دیا اس مولوی کا خاندان اس فتنہ وہابیت سے پہلے سنی مذہب حنفیہ کا پاسبان تھا انہوں نے مولوی اسماعیل کو بہت سمجھایا مگر یہ اپنی انانیت کی وجہ سے راجع الی الحق نہ ہوا اور ابن عبدالوہاب نجدی کے نئے ایجاد کردہ وہابی مذہب کے ممد و معاون اور پشتیبان ہو کر اس برصغیر میں وہابیت کے پھیلانے میں مصروف ہوا۔ قبل ازیں اس ملک میں وہابیت کا نام و نشان تک نہ تھا لیکن مولوی اسماعیل نے تحریک وہابیت چلا کر اس ملک کی پر سکون فضا کو مکدر کر کے رکھ دیا اس کے بعد بدقسمتی سے ضلع میانوالی میں ایک شخص حسین علی نامی پیدا ہوا جو ہوش سنبھالنے کے بعد دینی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے ہندوستان میں جا نکلا جہاں وہابیت پروان چڑھ رہی تھی مولوی حسین علی واں بھچروی جب ہندوستان سے فارغ التحصیل ہو کر واپس لوٹا تو اس وقت یہ بھی وہابیت کی دستار باندھ چکا تھا گھر پہنچتے ہی وہابیت پھیلانے میں مصروف ہو گیا اور بے جا مسلمانوں پر کفر و شرک کی

اندھا دھند لاٹھی چلانے لگا اور اپنے آپ کو پکا موحد کہلانا شروع کر دیا مغربی پنجاب میں غالباً وہابیت کا بیج تقریباً اسی نے بویا گویا اس طرح یہ وہابیت پورے ملک میں پھیل گئی جو آج کل مختلف لبادے اوڑھ کر مسلمانوں کے عقائد صحیحہ کو برباد کر رہی ہے۔

نئے روپ:- ابن عبد الوہاب نجدی کا نام نہاد وہابی مذہب نجد سے آگ بگولے کی طرح اٹھ کر اطراف و اکناف عالم میں پھیلنے لگا صحیح العقائد مسلمانوں کے ایمان مذبذب ہونے لگے تو علمائے حق سے خاموش نہ رہا گیا فوراً اپنے اپنے توسن خامہ کو حرکت میں لا کر جولانگاہ میں اتر پڑے اور وہابی مذہب کے اصول و ضوابط اعمال و عقائد کی تصویر کو تقریر و تحریر سے عریاں کر کے اس مذہب کا بھانڈا چوراہے پر پھوڑ دیا اور نجدیوں نے جو سلوک مسلمانوں اور مقامات مقدسہ مثل مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ اور روضہ اطہر کے ساتھ کئے ان کے جور و جفا کی داستانیں لوگوں کے سامنے تحریراً تقریراً پیش کیں جیسا کہ کتب سیر التواریخ پر نگاہ رکھنے والوں پر کچھ بوجھل نہیں۔ اس سلسلہ میں ایک حوالہ ملاحظہ ہو چنانچہ علامہ ابن عابدین المعروف شامی لکھتے ہیں۔

كَمَا وَقَعَ فِىْ زَمَانِنَا فِىْ اِتْبَاعِ عَبْدُالْوَهَابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوْا اعلَے الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوْا يعنتحِلُوْنَ اِلَى الْحَنَابِلَةِ الٰكِنَّ هُمْ اِعْتَقَدُوْا اَنَّهُمْ مُسْلِمُوْنَ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتقَا دَهُمْ الْمُشْرِكُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذَالِكَ قَتْلَ اَهْلُ السُّنَّتِ وَعُلَمَاءُ هُمْ

رد المختار شامی باب الیفات ص ۴۲۸

یعنی جیسا کہ ہمارے زمانہ میں واقع ہوا ہے یہ لوگ نجد سے نکلے

اور حرمین پر انہوں نے غلبہ کر لیا یہ اپنے آپ کو حنبلی مذہب سے نسبت کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف ہم مسلمان ہیں اور جو ہمارے عقائد کے خلاف ہیں وہ مشرک ہیں اس لئے انہوں نے اہل السنّت کا قتل کرنا جائز کہا اور ان کے علماء کو قتل کیا۔

ان حالات کے پیش نظر مسلمانان عالم خبردار ہو چکے تھے اور وہابیت کی بد عقیدگی کو سمجھ کر وہابیوں سے دور رہنے لگے مگر پھر بھی وہابیت کی آگ سلگتی رہی جو پھر ایک بار شعلہ زن ہوئی مگر مسلمانان عالم نفرت ہی نفرت کرنے لگے اس لئے آج کل وہابیوں نے وہابیت پر نقاب ڈالنے شروع کر دیئے ہیں تاکہ کسی نہ کسی طرح وہابیت کو برقرار رکھا جائے چنانچہ آج وہابیت پھر اپنے مختلف روپ میں مسلمانوں کے ایمان تباہ کرنے میں مصروف عمل ہے خواہ دیوبندی ہوں یا مودودی اسلامی جماعت خواہ تنظیمی ہوں یا تبلیغی وہابی نجدی وغیرہ یہ سب جماعتیں مختلف الاسماء ہیں لیکن مسمّیٰ ان کا ایک ہی ہے عقائد کے لحاظ سے سب متحد و متفق یا یوں جانئے کہ یہ سب کے سب ایک ہی منزل کے مسافر ہیں مگر راستہ ہر ایک کا الگ الگ ہے۔ گویا یہ سب ایک ہی رشتہ کے افراد ہیں اب ان ہی گروہوں کی آئندہ صفحات میں عریانی تصویر پیش کی جا رہی ہے تاکہ ان کے باطل عقائد کی تصویر سامنے آ جائے۔

ابن عبد الوہاب:- یہ نجد کے گاؤں عنینیہ میں ۱۷۰۵ء کو پیدا ہوا مذہباً حنبلی تھا اس کے عقائد پر زیادہ اثر ابن تیمیہ کی تعلیمات کا تھا تعلیم اس نے مدینہ اور بصرہ میں حاصل کی (مورخین لکھتے ہیں کہ اس کے اساتذہ اور مشائخ اپنی قوت فراست سے اس میں الحاد بے دینی کے آثار پاتے اور

فرماتے تھے "سَیُفِلُ ھٰذا وَیضِلُ اللّٰہ مَنْ ابعدَہٗ وَاشقاہ" یعنی عنقریب یہ گمراہ ہوگا اور اس کی وجہ سے بہت سے بد بختوں کو گمراہ کرے گا خدا کا کرنا کہ بعد کے واقعات نے اس پیشگوئی کا حرف بہ حرف صادق کر دکھایا اساتذہ تو الگ اس کا باپ عبدالوہاب جو علمائے صالحین سے تھا ایسا ہی اندازہ کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ فتنہ کسی دین قیامت خیز ہوگا اور حد یہ ہے کہ اس کے بھائی شیخ سلیمان بن عبدالوہاب بھی اس کی مخالفت کیا کرتے تھے۔

از آشوب نجد علامہ سلہٹوی ص ۲

شروع شروع میں ابن عبدالوہاب نجدی نے جب عرب قبائل کے سامنے اپنے عقائد پیش کئے تو اس کی اتنی مخالفت ہوئی کہ عرب قبائل ان کے جانی دشمن ہو گئے یہ عینیہ سے بھاگ کھڑا ہوا اور درعیہ کے حکام محمد بن سعود کے ہاں پہنچ کر پناہ پکڑلی اور ابن سعود کو اپنے نئے مذہب نامسذب میں ڈھالنے میں کامیاب ہو گیا آخر کار ۱۷۴۳ء میں محمد بن سعود نے اس کی بیٹی سے شادی کرلی اور نجدی کے تمام عقائد بھی قبول کر لئے اس طرح محمد بن سعود نجد کے پہلے وہابی امیر ہوئے اور یہی سلسلہ اب تک چلا آرہا ہے ابن سعود نے قرب وجوار کے تمام علاقے فتح کر لئے اور لوگوں کو وہابی عقائد پر پابند کیا قصیم احساء اور عینیہ پر قابض ہو کر پورے نجد کا مالک بن گیا درعیہ اس کا درالسطنت تھا جسے اس نے مساجد اور محلات سے خوب آراستہ کیا ابن سعود کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا عبدالعزیز بن سعود حکمران ہوا عبدالعزیز نے مکہ مکرمہ مدینہ منورہ کربلا معلی پر قبضہ کر لیا اور بہت لوگوں کو تہ تیغ کیا اس حرکت مذمومہ

سے عالم اسلام میں غم وغصہ کی وسیع لہر پھیل گئی مکہ معظمہ، مدینہ منورہ میں اس سے اس نوع کی قابل اعتراض حرکتیں بھی سرزد ہوئیں مثلاً ایک روایت یہ ہے کہ اس نے خانہ کعبہ کے غلاف اتار لیا اور اسے برہنہ کر دیا آخر کار ۱۸۰۴ء میں عبدالعزیز ایک ایرانی کے ہاتھ سے جس کا نام عبدالقادر تھا قتل ہو گیا اس کے بعد اس کا بیٹا جو اس سلسلے کا تیسرا سعود تھا وہ تخت پر بیٹھا اس نے من وعن اپنے باپ کے مسلک کی پابندی کی اور وہابی عقائد کی ترویج کی خاطر ہر قسم کے جبر و تشدد کو روا رکھا۔ مثلاً رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس کو بالکل برہنہ کر دیا اور وہاں کے تمام خزانے لوٹ لئے اور بیش قیمت سامان کو اونٹوں پر لدوا کر اپنے دار السلطنت میں بھیج دیا اور حد یہ ہے کہ اس نے مزار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبہ کو گرادینے کا ارادہ کر لیا لیکن بعض وجوہ سے اس مذموم ارادے کی تکمیل نہ ہو سکی ابن سعود نے حکم دیا تھا کہ سوائے وہابیوں کے اور کوئی شخص حج نہیں کر سکتا چنانچہ کئی برس تک دیگر اسلامی ممالک کے لوگ حج سے محروم رہے .... ابتدأ یہ وہابیت ایک مذہبی تحریک تھی .... لیکن بعد میں آہستہ آہستہ یہ تحریک سیاسی رنگ اختیار کر گئی جب فرمانروایان نجد نے ترکی حکومت کے خلاف مسلسل جنگ وجدل کا سلسلہ شروع کر دیا تو اس تحریک کے تمام حامی سلطنت کے باغی قرار دیئے گئے .... مصیبت یہ تھی کہ وہابیوں نے تالیف قلب یا مناظرہ ومکالمہ کی بجائے ہر جگہ لوگوں کو بزور شمشیر اپنا ہم خیال بنانا شروع کیا اس جبر وتشدد کا رد عمل لازمی تھا چنانچہ وہابیت دلوں میں گھر نہ کر سکی اور لوگ اس سے متنفر ہوتے چلے گئے مکہ معظمہ مدینہ

منورہ اور کربلائے معلیٰ میں وہابیوں نے جو حد درجہ قابل اعتراض حرکتیں کی انہوں نے مسلمانوں کے ہر طبقہ کو رنج و غم میں مشتعل کر دیا تھا۔

بحوالہ ماہ نامہ ماہ طیبہ ۱۹۵۸ء

روزنامہ امروز ۱۴ اگست ۵۶ء

وہابی مذہب :- ابن عبد الوہاب نے ملت اسلامیہ میں فتنہ و انتشار پھیلانے کیلئے جو وہابی مذہب ایجاد کیا اس کی بنیاد ابن تیمیہ کے عقائد باطلہ پر تھی جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے ابن عبد الوہاب کی وہابیت سے خود اس کے گھر والے حتیٰ کہ باپ اور بھائی بھی بیزار تھے مولوی مسعود عالم ندوی نے اس کی سوانح عمری بنام "محمد بن عبد الوہاب" لکھی ہے اس میں ایک جگہ یہ لکھا ہے (محمد بن عبد الوہاب نے) توحید کی دعوت دی تھی .... بس پھر کیا تھا مخالفت کا سیلاب امڈ آیا اعزہ و اقرباء درپے آزاد ہو گئے خود باپ کو بھی یہ (وہابیانہ) ادا پسند نہ آئی۔

محمد بن عبد الوہاب ص ۳۴

شیخ کے بھائی سلیمان بن عبد الوہاب بھی ان کے مخالف ہوئے اور ان کی تردید میں رسالے بھی لکھے سلیمان بن عبد الوہاب کا رسالہ الصواعق الالٰہیہ فی الرد علی وہابیہ کے نام سے چھپا ہوا ملتا ہے۔

محمد بن عبد الوہاب ص ۴۸

محمد بن عبد الوہاب کے استاد چونکہ ابن تیمیہ تھا اس لئے ابن تیمیہ کے عقائد کا مختصر حال بھی سن لیجئے۔

عقائد ابن تیمیہ :- ابن تیمیہ ۶۶۱ھ میں پیدا ہوا اور اس نے ۷۲۸ھ میں وفات پائی اگرچہ یہ ایک بڑا جید عالم تھا مگر ستیاناس ہو استاذ الملکوت

ابلیس لعین کا جس نے ابن تیمیہ سے مالک حقیقی خالق کائنات اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام، اولیاء عظام کے متعلق گستاخانہ کلام اور طعن و تشنیع پر آمادہ کیا ابن تیمیہ گمراہی میں پھنس کر اتنا بے باک ہو گیا تھا کہ توحید خداوندی کی آڑ لے کر وہ کہہ گزرا جو شان الٰہی کے سراسر منافی تھا اب ابن تیمیہ کا عقائد نامہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ کتنا ایک گستاخ ہے اور اتنا بڑا عالم ہو کر جادہ حق سے کس قدر دور جا پڑا ہے۔

عقیدہ نمبر ۱:- كَانَ تَقِيُّ الدِّيْنِ ابن تيمة حَنْلِيًا وَ تَجَاوَزَ عَنِ الْحُدُوْدِ- یعنی ابن تیمیہ حنبلی تھا اور حدود شرعی سے تجاوز کر کے خدا کا جسم ثابت کرتا تھا۔

عجالہ بر موسالہ ص ۴۱

نمبر ۲:- وَقَدْ جسارت ابن تيميه .... وَادَّعٰى اِنَّ السَّفَرَ لِزِيَادَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم مُحَرَّمٌ بِالْاِجْمَاعِ- یعنی ابن تیمیہ نے جسارت کی .... اور دعویٰ کیا کہ روضہ اطہر رسول انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیلئے سفر کرنا بالاجماع حرام ہے۔

شواہد الحق

نمبر ۳:- اَنَّهٗ ذَكَرَ عَلَى ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فِيْ مَجْلِسٍ اٰخَرَ فَقَالَ اِنَّ عَلِيًّا اَخْطَاءَ فِيْ اَكْثَرَ ثَلٰثَ مِائَة مَكَانٍ فَيَالَيْتَ شِعْرِيْ مِنْ اَيْنَ يَحْصُلُ لَكَ لِلصَّوَابِ اِذَا اَخْطٰى عَلِيٌّ بِزَعْمِكَ كرم الله وجه و عُمَرُ ابْنُ خِطَابٍ۔

فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۰۱ بحوالہ براہین ساطعہ ۲۷

یعنی ابن تیمیہ نے ایک دوسری مجلس میں حضرت علی کا ذکر کیا اور کہا کہ علی کرم اللہ وجہ سے تین سو سے زائد غلطیاں ہوئی ہیں اے ابن تیمیہ تجھ پر افسوس کہ اگر سیدنا علی کرم اللہ وجہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غلطیاں کی تھیں تو تیری بات میں صداقت کہاں سے آئے گی۔

نمبر ۴:- وقد تجاسر ابن تیمیه حنبلی و الی بالخرافات لم یقل عالم قبله وصاربهابین الاسلام مثلة فانکر الاستعانة والتوسل بالنبی صلی الله علیه وآله وسلم - یعنی ابن تیمیہ نے ایسی جرات کی اور ایسی خرافات سے بھرپور باتیں کیں کہ قبل ازیں کسی عالم دین نے نہیں کیں اسی وجہ سے علمائے اسلام کی نظر میں مثلہ ہو کر رہ گیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استعانت اور توسل کے طلب کرنے کا انکار کیا۔

مقدمہ شواہد الحق بحوالہ مذکور بالا

نوٹ:- اب اندازہ لگائیے کہ ابن تیمیہ کے ان عقائد کے پیش نظر خداوند قدوس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کی توہین نہیں ہے اور ضرور ہے اس ہی ابن تیمیہ کی تعلیم کے اثر سے ابن عبدالوہاب نجدی وہابی بڑا دریدہ دہن ہو گیا تھا آئیے ان وہابیوں کے جور وجفا کی کہانی سنیئے وہابیوں نے مسلمانوں کے متبرک مقامات اور زیارت گاہوں کے ساتھ ایسے ناروا سلوک کئے جن سے مسلمانوں کے دلوں کو سخت ٹھیس پہنچی۔ آئیے سب سے پہلے ایک وہابی فتویٰ پڑھ لیجئے۔

فتویٰ وہابیہ نجدیہ:- اما من قال لااله الا الله محمد الرسول الله وهو مقیم علی الشرکه یدعوالموتی ویسئلهم قضاء

الحاجات و تفریح الکروبات فهذا کافر و مشرک حلال الدم و المال وان قال لا اله الا الله محمد الرسول الله وه صلی و صام و زعم انه مسلم.

محمد ابن عبد الوہاب ص ۱۵۲

یعنی جو مردوں سے دعائیں مانگتا ان سے ضرورتوں کے پورا کرنے اور مصیبتوں کو دور کرنے کی درخواست کرتا ہے تو وہ کافر و مشرک ہے اس کا خون اور مال حلال ہے اگرچہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا، نماز پڑھتا، روزے رکھتا ہے اور اپنے کو مسلمان بھی سمجھتا ہے۔

نوٹ:- نجدی حکومت نے اس فتوے کو دستور العمل بنا لیا تھا اسی قانون کے تحت قتل عام کیا اور مسلمانوں کے مال لوٹے، زیارات کو منہدم کیا اور چن چن کر علمائے اہلسنت وجماعت کا صفایا کیا۔ ذرا نجدی وہابی حکومت کے کارناموں پر نگاہ ڈال لیجئے۔

مکہ معظمہ:- ۱۸۰۳ء کو سعود بن عبد العزیز (نجدی بادشاہ) ایک فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوا.......... تا آنکہ مکہ کے تمام مشاہد اور قبے زمین کے برابر کر دیئے .... کعبہ کے جواہر اور قیمتی ذخیرے فاتحین میں تقسیم کر دیئے گئے قبلے گرائے گئے بعض مجاور قتل کئے گئے۔

محمد بن عبد الوہاب ص ۷۷-۷۸

مدینہ منورہ:- ۱۸۰۵ء کے آغاز میں اہل مدینہ نے بھی اطاعت قبول کر لی اور سمع وطاعت کا عہد کیا حسب دستور مدینہ منورہ میں عام قبروں کے قبے اور زیارت گاہیں منہدم کر دی گئیں۔

محمد بن عبد الوہاب ص ۸۲

کربلا معلی :- اس سال ۱۲۱۶ء سعود تمام نجد، جنوب، حجاز اور تہامہ سے ایک جرار لشکر لے کر کربلا کے ارادہ سے چلا اور بلد الحسین کے باشندوں پر حملہ کیا یہ ذی العقدہ کا واقع ہے مسلمانوں (وہابیوں) نے اسی پر دھاوا بول دیا اس کی دیواروں پر چڑھ گئے اور زبردستی (عنوۃ) داخل ہو گئے اور اکثر باشندوں کو گھروں اور بازاروں میں تہ تیغ کر دیا اور اس کے قبہ کو جو ان کے اعتقاد کے مطابق حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر بنایا گیا تھا منہدم کر دیا تھا قبہ اور اس کے آس پاس اور چڑھاوے .... کی تمام چیزیں لے لی قبہ زمرد یاقوت اور جواہرات سے آراستہ تھا اور اس کے علاوہ شہر میں جو کچھ مال متاع] ہتھیار، لباس، سونا، چاندی، قیمتی مصاحف اور سب چیزیں) ملا سب کو لے لیا اور شہر میں ایک پہر سے زیادہ نہیں ٹھہرے (اولم یلبثوا فیھا الا ضحوۃ) اور ظہر کے وقت تمام مال لے کر وہاں سے نکل آئے اور اس کے باشندوں میں سے تقریباً دو ہزار آدمی قتل کر دیئے گئے۔

موذن کا قتل :- ایک نابینا موذن اذان دینے کے بعد درود پڑھتا تھا پہلے اس کو منع کیا جب اس نے سماعت نہ کی تو اسے بے دردی سے قتل کروا ڈالا۔

آشوب نجد ص ۴ الدور السنیہ ص ۴۲

نوٹ :- وہابیوں کے مزید ظلم و ستم کے حالات کا جائزہ لینا ہو تو "سیف الجبار" اور "شب جائیکہ من بودم" کا ملاحظہ کیجئے۔ الغرض وہائیوں کے جور و جفا کی داستان بڑی طویل ہے جس کے پڑھنے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ کے قبرستانوں کی غارت گری

قبہ جات کا گرانا مقامات متبرکہ کی بے حرمتی مشاہد و ماثر کا صفایا وغیرہ اور اہل بیت و صحابہ کرام کے قبوں کو توہنیاً مسمار کرنا اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہ والدہ مکرمہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مزار کو گرانا قبہ مولد النبی، قبہ حضرت عثمان، قبہ حضرت خاتون جنت کا انہدام وغیرہ حد یہ ہے کہ مسجد ابو قبیس، مسجد بلال، مسجد کوثر یہ مسجدیں بھی گرا دی گئیں۔ (انالللہ وانااللہ راجعون)

وہابی جہاد :- وہابی مذہب نامہذب کے بانی ابن عبد الوہاب اور اس کے متبعین نے نہ کبھی کافروں اور مشرکوں کے ساتھ جہاد کیا ہے نہ کبھی کوئی میخانہ توڑا ہے ان کے جہاد کی حقیقت صرف یہ ہے کہ محبوبان خدا کی عظمت و شان پر آوازے کسنا ان کے مزارات کو گرانا اور مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنا اور تہ تیغ کرنا چنانچہ سب سے پہلے حضرت زید بن خطاب (جو یوم یمامہ میں شہید ہوئے تھے) کے نام سے مقام جبیلہ میں ایک قبر تھی .... اس پر شیخ (ابن عبد الوہاب) نے ہتھوڑا (فاس) لیا اور اپنے ہاتھ سے قبر کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔

محمد بن عبد الوہاب ص ۳۶-۳۷

نوٹ :- یہاں تک ان کے اعمال و افعال کی اختصاراً داستان بیان کی گئی اب ان کے عقائد کے خلاصہ کو ملاحظہ کیجئے۔

عقائد وہابیہ :- (۱) ممن اعتقد انه ذکر اسم نبی فیطلع هو علیه صار مشرکا لاعتقاد شرك سوا کان مع نبی او ولی او ملك اوجنی اوصنم او وثن وسوا کان یعتقدوا حصوله بذاته او باعلام الله تعالی بای طریق کان یصیر مشرکا ومن اعتقد

النبی وغیرہ وولیہ وشفیعہ فھو ابو جھل فی الشرک سوا.

عجالہ بردو سالہ جلد ۲ ص ۳۰ و سیف الجبار ص ۱۲۲

یعنی جو شخص نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنا ولی اور شفیع سمجھتا ہے وہ اور ابو جہل شرک میں برابر نہیں جو شخص اپنے حاجات کے وقت یا محمد کہتا ہے اگرچہ ان کے متعلق سب باتوں میں بندہ عاجز ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو تو بھی مشرک ہو جاتا ہے ابن عبدالوہاب نجدی نے جو رسالہ اہل مکہ کی طرف بطور حجت و دعوت بھیجا تھا اس میں یہ بھی ہے اما السابقون فا اللات والسواع والعزی واما اللہ حقون محمد وعلی و عبدالقادر (معاذ اللہ) یعنی پہلے بت لات سواع اور عزیٰ تھے اور پچھلے بت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و علی رضی اللہ عنہ و عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔

مہر منیر ص ۲۶۲ سیف الجبار ص ۱۵۲

یہ تھا ابن عبدالوہاب نجدی وہابی کا تشخص اواب اس کے عقائد کی تفصیل بزبانی مولوی حسین احمد دیوبندی سے بھی سنئیے۔

(۱) شان نبوت میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں۔

الشہاب ثاقب ص ۴۷

(۲) انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اس زمانہ تک تھی جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔

الشہاب ص ۶۵

(۳) الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل

حرمین پر سخت نفریں اس نداو خطاب پر کرتے ہیں۔

الشہاب ص ۶۵

(۴) برملا کہتے ہیں کہ یارسول اللہ، استعانت لغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے۔

الشہاب ص ۶۵

(۵) وہابیہ امر شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم (نہ ہونے کے برابر) تک پہنچا دیتے ہیں۔

الشہاب ثاقب ص ۶۷

(۶) جملہ علوم اسرار حقانی وغیرہ سے ذات سرور کائنات خاتم النبین علیہ الصلوات والسلام کو خالی جانتے ہیں۔

الشہاب ص ۶۷

(۷) ذکر ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلوات والسلام قبیح اور بدعت کہتے ہیں۔

الشہاب ثاقب ص ۶۷

(۸) اولیا صالحین سے توسل حرام بلکہ شرک کہتے ہیں۔

آشوب نجد ص ۸

(۹) انبیاء صالحین کی قبور کی زیارت حرام بلکہ شرک کہتے ہیں۔

آشوب نجد ص ۸

(۱۰) دلائل الخیرات قصیدہ بردہ قصیدہ ہمزیہ وغیر .... ورد بنانے کو سخت قبیح ومکروہ جانتے ہیں۔

الشہاب ثاقب ص ۶۶

نوٹ: - یہ ہیں وہابیہ نجدیہ کے عقائد ان امور کے علاوہ دل پر ہاتھ

رکھ کر ایک لرزا دینے والی عبارت اور بھی پڑھ لیجئے زبان و قلم تو گوارہ نہیں کرتی کہ اسے ضبط تحریر میں لایا جائے مگر تحمل مزاجی کا دامن تھام کروہ عبارت پیش کر رہا ہوں کیونکہ وہابیوں کا عقیدہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔

لرزہ خیز عبارت :- ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوات والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔

الشہاب ثاقب ص ۴۷/۱۱-۱۳

آیئے اب علمائے دیوبند کی چند جھلکیاں بھی دیکھ لیں جس ابن عبدالوہاب نجدی کے چند عقائد تم ابھی پڑھ چکے ہو ایسے ضال و مضل آدمی کے دیوبندی صاحب بڑے مداح خواں ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

جھلکیاں :-

(۱) محمد ابن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے مذہب ان کا حنبلی تھا ان کے مزاج میں شدت تھی مقتدی ان کے اچھے ہیں۔

فتاوے رشیدیہ کامل ص ۵۵۱

(۲) اسوقت ان اطراف میں وہابی متبع سنت کو کہتے ہیں اور دیندار کو کہتے ہیں۔

فتاوی رشیدیہ کامل صف ۴۰۵

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کے علاوہ دیوبندیوں کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی سنیئے۔

(۱) نجدی (ابن عبدالوہاب کے پیروکار) عقائد کے معاملہ میں اچھے ہیں۔

اضافات الیومیہ ج ۴ ص ۶۳

(۲) ویسے عقائد تو نہایت پختہ ہیں۔

اضافات الیومیہ ج ۴ ص ۷۷

(۳) اس لقب (وہابی) کے یہ معنی ہیں کہ جو مسلم میں ابن عبدالوہاب نجدی کا تابع ہو یا موافق ہو۔

فتاوی امدادیہ ج ۵ ص ۳۳۳ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۸۱

نوٹ :- ہر دو مولوی صاحبان دیوبندیت کے عمائد و قائد ہیں اور اکابرین میں شمار ہوتے ہیں یہ دونوں اکابر نجدی گروہ کے نغمہ سرائے ہیں یہ وہ نجدی گروہ ہے جس کے مظالم اور عقائد کا بیان کیا جا چکے ہیں اب ان کی یہ عقیدت صاف بتلا رہی ہے کہ ان کا اور نجدیوں کا عقیدہ بھی وہابیانہ اور نجدیانہ ہے اگر ایسے نہ ہوتا تو ایسے ظالم شخص جس نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضہ اللہ عنہ اور محبوب سبحانی قطب ربانی عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو لات اور سواع اور عزیٰ جیسے بتوں کے ساتھ ملا دیا ہے ان کی نغمہ سرائی ہرگز ہرگز نہ کی جاتی۔ آیئے اب اس تحریک وہابیت کا ہندوستان میں آنے کا واقعہ پڑھ کر اپنے دماغ کو منقش فرمالیجئے۔

تحریک اسماعیل دہلوی :- ہندوستان میں نجدی وہابی تحریک کے بانی اور سربراہ غیر مقلد وہابی حضرات کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی ہیں اسماعیل وہابی تحریک نجدی وہابی تحریک ہی کی شاخ ہے ماہنامہ ماہ طیبہ سیالکوٹ مجریہ ۱۹۵۸ء روزنامہ امروز کے حوالے سے لکھتا ہے

"جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ سید احمد بریلوی (مرشد اسماعیل دہلوی) اور اسماعیل شہید کی تحریک پر یقیناً نجدی کی وہابیت کا کافی اثر ہے.......... شاہ اسماعیل شہید و سید احمد بریلوی نے حج سے واپس آکر اپنے آپ کو غیر مقلد ظاہر کیا۔

روزنامہ امروز ۱۴ اگست ۱۹۵۶ء

"اس پر پادری ہیو جیز یہ تحریر کرتے ہیں کہ عبدالوہاب کے جانشین نے وہابیت کے اصول سید صاحب کو تعلیم کئے اور انہیں بتادیا کہ مذہبی روح لوگوں میں پھونکنے کے بعد یہ کامیابی ہوتی ہے اور یوں ملک ہاتھ لگتے ہیں۔

حیات طیبہ ص ۴۲۸

اسماعیلی وہابی فتنہ :۔ مولوی اسماعیل دہلی کے ایک مشہور و معروف صاحب علم و فضل گھرانے کا ایک فرد تھا یہ شاہ عبدالغنی فرزند شاہ ولی اللہ صاحب محدث کا پوتا اور شاہ عبدالعزیز محدث کا برادر زادہ تھا یہ خاندان مذہب حنفیہ میں منسلک اور عقائد صحیحہ کا پیروکار تھا مگر اسماعیل نے اپنے خاندان سے الگ ہو کر ابن عبدالوہاب نجدی کی پیروی کرتے ہوئے وہابیت پھیلانے کی ایک مہم چلادی وہابیت کے اختراعی اصول جب اسماعیل نے لوگوں کے سامنے بیان کئے تو لوگ ان کی مخالفت کرنے لگے کیوں کہ وہابی عقیدہ عقائد اہل السنت والجماعت کے برعکس تصادم ہی تصادم تھا چنانچہ مرزا حیرت دہلوی بیان کرتا ہے۔

(۱) "ہر شخص اپنے اپنے خیال کے مطابق مولانا کی مخالفت پر ٹوٹ پڑا اور شہر دہلی میں نئی نئی افواہیں نئی نئی باتیں مولانا رشید کی نسبت اڑنے لگیں

یہاں تک کہ عورتوں میں بھی اس کی گفتگو شروع ہو گئی اور وہ بھی اپنے مخالفت کے ہتھیاروں کو مولانا کے مقابلہ میں استعمال کرنے لگیں یعنی کوسنے دینے اور مولانا کا نام لے کے پیٹنا ایک دن مولانا شہید عصر کی نماز پڑھ کے جامع مسجد میں حوص پر بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک بڑھیا مولوی کے پاس آئی اور اس نے کہا مولوی صاحب موا اسماعیل کون نیا مولوی پیدا ہوتا ہے جو یہ کہتا ہے بیوی کی صحنک (خوفاتحہ اور توشہ بغرض ایصال ثواب جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دیا جاتا ہے اس کو اصطلاحاً زمانہ مروجہ میں صحنک بی بی فاطمہ کہتے ہیں) نہیں کرنا چاہئے۔

حیات طیبہ ص ۶۳

(۲) ایک دن آپ شاہ نظام الدین اولیاء کی درگاہ میں وعظ فرمارہے تھے ایک صوفی نے باآواز بلند جھر جھری میں یہ کہا آپ کیوں ہاتھ دھو کے دین کے پیچھے پڑے ہیں ہمارا استیاناس ہو گیا اور آپ کے ہاتھ کچھ نہیں لگتا اپنے باوا اور چچا ہی کو دیکھو انہوں نے کبھی ایسی باتیں سنیں کی حالانکہ وہ بھی بڑے فاضل ہیں۔

حیات طیبہ ص ۱۲۹-۱۳۰

نوٹ :۔ مرزا حیرت دہلوی کے ان بیانوں سے ظاہر ہے کہ مولوی اسماعیل اپنے والد اور چچا کے مسلک سے علیحدہ ہو کر نیا مذہب (جسے وہابیت کہا جاتا ہے) ایجاد کیا اور ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید سے خوشہ چینی کرتے ہوئے ایک کتاب بنام تقویۃ الایمان (جو فی الحقیقت تقویۃ الایمان نہیں تفویۃ الایمان ہے) شائع کی اس کتاب میں توہین خدا اور توہین عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محبوبان خدا

کے متعلق جی بھر گستاخیاں درج کیں مولوی اسماعیل نے تقویۃ الایمان لکھ کر ایک دائمی فتنہ و فساد کی بنیاد کھڑی کر دی اس کتاب سے متاثر ہونے والے وہابیوں کے دو الگ الگ گروہ بن گئے ایک تو ائمہ اربعہ کی تقلید سے منحرف ہو گئے اور دوسرے بظاہر حنفی رہے پہلے گروہ نے اپنا نام غیر مقلد (اہلحدیث) ظاہر کیا اور دوسرے گروہ نے اپنے آپ کو حنفی دیوبندی نام سے مشہور کیا ان دونوں گروہوں کے نام تو الگ ہیں مگر اعتقاداً متحد و متفق ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوھی دیوبندی سے مقلد اور غیر مقلد کی بابت جب سوال ہوا تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ’’عقائد میں سب متحد مقلد و غیر مقلد ہیں البتہ اعمال مختلف ہوتے ہیں‘‘

دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۵۱۰

الغرض مولوی اسماعیل جنہوں نے ہندوستان میں وہابی تحریک کی بنیاد کھڑی کر کے مسلمانوں کے درمیان ہمیشہ کیلئے مذہبی جنگ لڑنے کا دروازہ کھول دیا اور بذات خود ضدی ثابت ہوا کیونکہ اس کا خاندان علمی لحاظ سے عروج پر پہنچا ہوا تھا اقرباء اس کو سمجھاتے رہے مگر یہ اپنی وہابیت پر مضبوط رہا مولانا محمد رضا علی بنارسی صاحب اسماعیل کے متعلق یہ بیان کتے ہیں کہ ’’ایک دفعہ میری ملاقات مولوی مخصوص اللہ (پسر شاہ رفیع الدین) سے دھلی ہوئی میں نے پوچھا درباب اسماعیل آپ کیا فرماتے ہیں کہا ہم نے اس کو (اسماعیل دہلوی) بہت سمجھایا نہیں مانا اور جتنا فتنہ ہندوستان میں پھیلا ہے اسی کی ذات سے پھیلا ہے۔

دیکھئے سیف الجبار ص ۲۰۹

نافرمانی:۔ جس وقت اسماعیل نے ابن عبدالوہاب کی کتاب التوحید کا

مطالعہ شروع کیا شاہ عبدالعزیز محدث کو اطلاع ملی کہ اسماعیل کتاب التوحید مصنفہ ابن عبدالوہاب کو اپنا رہا ہے تو شاہ صاحب مولوی اسماعیل سے سخت ناراض ہوئے اور اس کو سخت الفاظ سے ڈانٹا چنانچہ فرماتے ہیں میری طرف سے کہو اس لڑکے (اسماعیل) نامراد کو کہ جو کتاب التوحید بمبئی سے آئی ہے میں نے بھی اس کو دیکھا ہے اس کے عقائد صحیح نہیں بلکہ وہ (کتاب التوحید) بے ادبی بد نصیبی سے بھری پڑی ہے میں آج کل بیمار ہوں اگر صحت ہو گئی تو میں اس کی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں تم (اے اسماعیل) ابھی نوجوان بچے ہو ناحق شور و شر برپا نہ کرو۔

انوار آفتاب صداقت ص ۵۱۶ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۴۷

لیکن بد قسمت مولوی اسماعیل نے وہابیت کا بیج بو ہی دیا یہاں پر یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اکثر متبعین اسماعیل اس بات پر بڑے نازاں ہوتے ہیں کہ اجی ہمارے شیخ نے سکھوں سے جہاد کیا انگریزوں سے لڑے یہ کیا اور وہ کیا آخر کار سکھوں کے ساتھ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے آیئے ذرا اس شہید کی شہادت کا منظر بھی دیکھئے چلئے۔

نظارہ:۔ تاریخی آئینہ میں اگر جھانک کر دیکھا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس بین کالامس ہے کہ مولوی اسماعیل سکھوں کے ہاتھ سے نہیں بلکہ اپنی بدعقیدگی کی بنا پر مسلمان افغانی پٹھانوں کے ساتھ لڑائی کرتے ہوئے قتل ہو گئے تھے مسلمانوں کے غیر اسلامی طریق پر لڑ کر مرنا شہادت نہیں کہلاتا یہ تو انگریزوں سے مشورہ کر کے سرحدی علاقہ میں فتح حاصل کر کے وہابیانہ حکومت بنانا چاہتے تھے یہ ہرگز شہید نہیں ہوئے بلکہ مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو گئے چنانچہ ان کے مدد و مورخ

مرزا حیرت کی زبانی سنیئے۔

"سید صاحب کے پاس مجاہد جمع ہونے لگے تو سید (احمد بریلوی) سید صاحب نے مولانا اسماعیل کے مشورہ سے شیخ غلام علی رئیس الہ آباد کی معرفت لیفٹننٹ گورنر ممالک مغربی پنجاب کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد کرنے کی تیاری کر رہے ہیں سرکار کا تو اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیفٹننٹ نے صاف لکھ دیا کہ ہماری عملداری میں امن میں خلل نہ پڑے ہمیں کچھ سروکار نہیں۔

حیات طیبہ ص ۴۳۱

اس مقام پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ اسماعیلی جہاد قرآن اور حدیث کی روشنی یا اسلامی تقاضے کی بنا پر نہ تھا انگریزوں کی ایماء اور ان کی اجازت پر مبنی تھا سب سے پہلے مولوی اسماعیل نے جو پہلا جہاد کا وہ مسلمانوں کے ساتھ کیا۔

صاحب تواریخ عجیبہ کا کہنا ہے کہ سید احمد اور مولوی اسماعیل دہلوی جب مقام پنج تار پہنچے تو وہاں کے رئیس فتح خان نامی نے شروع میں ان لوگوں کی خاطر تواضع کی یہ لوگ چند دن وہاں رہے لیکن ان دونوں (سید احمد اور اسماعیل) نے وہاں کے لوگوں پر ظلم و ستم کرنا شروع کیا اور ان کو بد عقیدہ اور بد مذہب ٹھہرایا (جیسا کہ ابن عبد الوہاب نجدی نے سوا اپنے متبعین کے تمام مسلمانوں کو شرک اور کافر قرار دے کر ان کے ساتھ جنگ کرنا ان کا مال لوٹنا جائز و حلال قرار دیا بعینہ اسماعیل اور سید احمد ان دونوں نے افغانی مسلمانوں کو بد مذہب اور بد عقیدہ قرار دے کر ان لوگوں سے لڑنے کی ٹھان لی) بات بڑھ گئی تو ان پٹھانوں نے ان کو

وہیں ختم کر دیا۔

خون کے آنسو ج ۱ ص ۳۹

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی تذکرۃ الرشید جلد نمبر ۲ ص ۲۷۵ پر رقم طراز ہے "مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی محمد حسین رامپوری بھی ہمراہ تھے اور یہ سب سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے سید صاحب نے پہلا جنگ مسمی یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا۔

ارواح ثلاثہ ص ۱۷۳

نوٹ: - دیکھئے جناب اسماعیل دہلوی کے جہاد کی ابتداء مسلمانوں کے ساتھ ہوئی صرف یہی نہیں بلکہ نو عدد جنگ مسلمانوں ہی سے ہوئے جن کے مقامی نام یہ ہیں۔ (۱) جنگ اوتمان زئی، (۲) جنگ پنڈاول، (۳) جنگ زیدہ، (۴) جنگ بنڈ دوم، (۵) جنگ کیزڑی، (۶) جنگ کھلا بٹ، (۷) جنگ مردان، (۸) جنگ مایار، (۹) جنگ چھتر بائی ان جنگوں میں جو مسلمان مارے گئے ان کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں صرف نمونہ کے طور پر سن لیجئے وہ یہ کہ مولوی غلام رسول مہر سید احمد شہید نامی کتاب کے صفحہ ۴۵۳ پر لکھتے ہیں۔

"(سید صاحب) خود توپ کھچوا کر ایک اونچی جگہ لائے پھروائی خود نشست باندھی اور مرزا حسین بیگ کو حکم دیا کہ اب گولے پھینکو پہلے ہی گولے میں دو سوا اڑ گئے"

حقائق تحریک بالا کوٹ ص ۱۳۳

جنگ زیدہ کے بارے میں غلام رسول مہر لکھتے ہیں "اس یورش میں یار محمد خان کے تین سو ساتھی مارے گئے۔

حقائق تحریک بالاکوٹ ص ۱۳۳

جب اسماعیل دہلوی صاحب نے مجاہدین تیار کرنے کیلئے قریہ قریہ گاؤں گاؤں میں وعظ کہنے شروع کئے تو ان ہی واعظوں سے ایک وعظ ملاحظہ فرمائیے جس سے اس جہاد کی حقیقت نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔

وعظ :- کلکتہ میں جب مولانا اسماعیل صاحب نے وعظ فرمانا شروع کیا اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی ہے تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتوی کیوں نہیں دیتے آپ نے جواب دیا ان پر جہاد کسی طرح واجب نہیں ہے ایک تو ان کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔

سوانح احمدی ص ۵۲ و حیات طیبہ ص ۴۲۳-۴۲۴

اب ناظرین کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ اسماعیل دہلوی کے اس وعظ سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ مولوی اسماعیل دہلوی کو نہ انگریزوں سے دشمنی تھی نہ سکھوں سے بیر تھا دشمنی تھی تو کلمہ گو اہل اسلام سے جن کو ہر مقام پر تحریراً تقریراً کافر و مشرک کہتے رہے ہیں۔

اگر مان لیا جائے کہ مولانا کو سکھوں سے دشمنی تھی اور انہی کے ساتھ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے ہیں تو یہ بات تاریخی حقائق کے بالکل برعکس ہے سکھوں کے ساتھ ان کی عداوت ہوتی تو سکھ ان کی لاشوں کو تلاش کر کے ان کی مزاریں ہرگز نہ بناتے بلکہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر

کے تلف کر دیتے۔ سوچیے یہاں تو معاملہ بھی کچھ اور ہے مورخ دہلوی کا بیان سنیئے۔

”یہ خبر معتبر معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے دن شیر سنگھ نے ان دونوں بزرگوں (سید احمد اور اسماعیل) کی نعشوں کو شناخت کروا کے نہایت عزت کے ساتھ انہیں بالاکوٹ میں دفن کروادیا۔

حیات طیبہ ص ۴۴۳

مزید تسلی کیلئے اشرف علی تھانوی کی مصدقہ عبارت بھی پڑھ لیجئے۔

”انہوں نے حضرت کا بدن پایا سر کو بموجب وصیت کے جدا کر کے دیا گیا تھا نہیں ملا امر سنگھ نے بہ تعظیم اکرام عام مزار تیار کیا۔

امداد المشتاق و شمائم امدادیہ ص ۶۱-۹۹

نوٹ :- کیا شیر سنگھ اور امر سنگھ مسلمانوں کے نام ہیں اور مسلمانوں کے ناموں کے ساتھ ”سنگھ“ استعمال ہوتا ہے نہیں ہرگز نہیں آج تک کہیں نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے ناموں کے ساتھ یہ سنگھ کا لفظ استعمال کیا ہو۔ کیا دو قومیں جن میں ایک طرف مسلمان اور دوسری جانب سکھ نبرد آزما ہوں اور معاملہ کشت و خون تک پہنچ جائے تو مسلمانوں کو سکھوں اور سکھوں کو مسلمانوں نے سنبھالا ہے نہیں اور ہرگز نہیں مگر شیر سنگھ یا امر سنگھ کا اسماعیل کو دفن کرنا ایسے ویسے نہیں بلکہ عزو احترام کے ساتھ کس چیز کی عکاسی کرتا ہے یہ سوچنا تمہارا کام ہے مگر صاف لکھا ہے کہ تلاش کر کے دہلوی صاحب کو شیر سنگھ نے دفن کیا پھر ان وہابیوں کا کہنا کہ سکھوں کے ساتھ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے یہ معاملہ کہاں تک حق بجانب اور درست ہے اگرچہ یہ سکھوں کے

اور سکھ ان وہابی لیڈروں کے باہم یک دگر ایک دوسرے کے مخالف ہوتے تو سکھ ان کے قتل ہو جانے کے بعد دفن ہر گز نہ کرتے بلکہ ان کا قیمہ کر کے اپنی ایک ایک ضرب کا بدلہ لیتے۔ بس میں اور کچھ نہیں کہوں گا صرف ایک منصفانہ فیصلہ آپ سے طلب کروں گا وہ یہ کہ اسماعیل شہید ہے یا قتیل۔

اب آیئے ذرا دیوبندیت کے متعلق بھی کچھ بیان ہوتا ہے۔

دیوبندی یا دیوبندیت :- مولوی قاسم نانوتوی جب دینی تعلیم سے فارغ ہوا تو یہ وہابیت پھیلانے میں مصروف ہوا کیوں کہ یہ اپنے استاد کی تربیت سے بڑا سخت وہابی ہو چکا تھا۔ مولوی قاسم کا جو استاد تھا وہ اسماعیل دہلوی کا خاص حواری تھا اور بڑے پرلے درجے کا غیر مقلد وہابی تھا اس استاد کی تعلیم نے مولانا قاسم پر گہرا اثر کیا اسی کی بدولت یہ وہابیت کا متحمل ہوا اس کو استاد نے دوران تعلیم میں تاکیداً ہدایت کی ہوئی تھی کہ جتنا ہو سکے سر توڑ کوشش کر کے لوگوں کو اپنے عقائد وہابیانہ کا گرویدہ بنانے کی کوشش کرنا اور ساتھ ترکیب بتائی کہ تبلیغی دورے کرنے کی بجائے ایک دینی مدرسہ کھول کر اس درسگاہ میں طالبعلموں کو خوش اسلوبی اور احسن طریقہ استعمال کر کے وہابیت میں ڈھال لینا چاہئے اسی نکتہ کے پیش نظر مولوی قاسم نانوتوی نے ایک درسگاہ بنام مدرسہ قاسمیہ دیوبند کے نام سے قائم کی اور اس میں سلسلہ تعلیم جاری کر دیا اسی درسگاہ کو آج کل دار العلوم دیوبند کے نام سے پکارتے ہیں اس درسگاہ کا طالبعلم جب اپنی تعلیم سے فارغ ہوتا ہے تو وہ پورا پورا وہابیت کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ کو بڑے فخر سے فاضل دیوبند کے

لقب سے ملقب کرتا پھرتا ہے اس مدرسہ کی طرز و فکر اور اعمال و عقائد کو مسلک دیوبندی یا دیوبندیت کہا جاتا ہے اس دیوبندی وہابی مذہب کی بنیاد جن پیشواؤں کی طرف منسوب کی جاتی ہے ان کے نام یہ ہیں۔ مولوی اسماعیل دہلوی مولوی قاسم نانوتوی مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی حسین علی واں بھچروی اب ان عمائدین اور قائدین کا مختصر طور پر ذکر سنیئے، کیونکہ وہابی مذہب کے یہی صاحبان موسس و موجد ہیں۔

پیشوائے اول :- مولوی اسماعیل دھلوی مسلک دیوبند کے پہلے اساس ہیں جس نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید سے خوشہ چینی کر کے وہابیت کا مجسمہ تیار کیا ان کا ذکر بلا تاخیر اوراق گزشتہ میں ہو چکا ہے وہاں پلٹ کر سرخی تحریک اسماعیل دھلوی سے سرخی دیوبندی یا دیوبندیت تک ملاحظہ فرمالیں۔

پیشوائے دوم: -مسلک دیوبند کے دوسرے پیشوا کا نام مولوی قاسم نانوتوی ہے یہ مولوی مملوک علی کا شاگرد ہے جس نے مولوی اسماعیل کے وفات پا جانے کے بعد سارے ہندوستان میں وہابیت پھیلائی مولوی مملوک علی خود تو اس قدر کام نہ کر سکا کیونکہ یہ مولوی اسماعیل دھلوی کا خاص حواری تھا لوگ اس کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن اس نے اپنے شاگردوں سے کام لے کر خوب پرچار کیا یہ اپنے طور شاگردوں کو سخت تاکید کرتا تھا کہ اس زمانہ میں سب مسلمان کافر و مشرک ہو چکے ہیں سوائے وہابیوں کے کوئی مسلمان نہیں رہا مگر عام طور پر لوگ وہابیت سے نفرت کرتے تھے مملوک علی نے اپنے شاگردوں کو ایک طریقہ یہ بھی سکھایا تھا کہ تقیہ کئے جاؤ مگر وہابیت ضرور پھیلاؤ۔ خود رفع یدین نہ کرو اپنے آپ کو حنبلی ظاہر کرتے رہو مولوی مملوک علی خود اسی پر عامل تھا اس کے پاس جو شاگرد صحیح العقیدہ سنی تعلیم حاصل کرنے کیلئے آتا تو ان کے سامنے یہ بزرگوں کی تعریف کرتا تھا اور گاہے بگاہے تقیۃً ان کی ایسی تعظیم کر گزرتا جس کو وہ اپنے عقیدہ میں شرک و بدعت سمجھتا تھا چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔ "ایک روز سبق ہو رہا تھا کہ ایک شخص نیلی لنگی کندھے پر ڈالے ہوئے آ نکلے ان کو دیکھ کر مولوی (مملوک علی) مع تمام مجمع کے کھڑے ہو گئے (یہی قیام تعظیمی ہے جسے وہابیہ شرک و بدعت کہتے ہیں)

امداد المشتاق ص ۱۹۱

فائدہ: -مولوی مملوک علی اپنے شاگرد مولوی قاسم نانوتوی کو یہ مشورہ دے رکھا تھا کہ تبلیغ کا بڑا ذریعہ درس و تدریس سے کارگر ہو گا جیسا کہ

پہلے بیان ہو چکا ہے اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے مولوی نانوتوی نے مدرسہ عربیہ قاسمیہ المعروف دارالعلوم دیوبند ۱۲۸۳ھ میں کھول دیا بات صرف تعلیم تک محدود نہ رہی بلکہ مولوی قاسم نے قلمی جہاد بھی شروع کر دیا چنانچہ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کا مشہور عقیدہ جس کو وہ تقویت الایمان صفحہ نمبر اٹھاراں پر لکھتا ہے "اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن ہی میں ایک کن سے چاہے تو کروڑوں نبی، ولی، جن، فرشتے، جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے"

نوٹ: -اس مندرجہ عبارت مولوی اسماعیل پر معتبر علمائے کرام نے معاوضہ کیا کہ اگر سرور عالم صلی اللہ علی و آلہ وسلم کی مثل کو ممکن تسلیم کیا جائے تو اللہ مجدہ الکریم کیلئے امکان کذب کا ماننا لازم آتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کذب سے پاک اور منزہ ہے کیونکہ کذب جیسی قبیح صفت کا زیر قدرت ہونا محال عقلی ہے مولوی دہلوی کے اس عقیدہ کی تائید میں مولوی قاسم نانوتوی امام دیوبندیت نمبر دوم نے حضور علیہ اسلام کے مثل و نظیر کے امکان کی دلیل کہیں سے کرید کرید کر ایک اثر ابن عباس تلاش کر ہی لیا اور خوش ہوا کہ او ہو بات بن گئی ہے ہمیں اپنے پیشوا کی عبارت کی تائید میں حدیث مل گئی وہ حدیث یہ ہے۔ قال ابن عباسؓ فی کل ارض ادم کآدمکم و نوح کنوحکم و ابراهیم کا براهیم کم و عیسیٰ کعیسیٰ کم و بنی کنبیکم۔ اس اثر کو اپنا موید سمجھ کر ایک کتاب لکھ ماری جس کا نام "تحذیر الناس عن اثر ابن عباس" ہے اس کتاب کے چند اقتباس پیش کئے جائیں گے جس سے اس مصنف کا حال بھی روشن ہو جائے گا۔

اثر ابن عباس کی حقیقت

اس اثر کو امام بیہقی محدث نے شاذ کہا ہے اور شاذ ضعیف ہوتی ہے چنانچہ نخبۃ الفکر میں لکھا ہے کہ اگر راوی زیارت کی اس سے قوی تر کے ساتھ مخالفت کی جائے تو اس کو ارجح یعنی قوی تر کو محفوظ کہتے ہیں اور ضعیف یعنی مرجوع کو شاذ کہتے ہیں۔ بے شک اس اثر میں زیادتی ہے مختصر روایت پر کہ ہر زمین میں مثل حضرت ابراہیم کیلئے ہے جیسا کہ زمین پر خلقت ہے پس بیہقی کے حکم شذوذ دینے سے ثابت ہوا کہ یہ روایت ضعیف ہے ایسے مسائل میں شہادت پیش کرنی بالکل ہیچ پوچ ہے اور باوجود اس ضعف کے یہ روایت قرآن کے حکم خاتم النبین کے برخلاف ہے اور حدیث لانبی بعدی اور اجماع جو اس پر ہو چکا ہے اس کے بھی مخالف ہے اس لئے کہ یہ روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کسی نبی کے وجود پر دلالت کرتی ہے کیوں کہ یہ ظاہر ہے کہ یہ اثر حضرت ابن عباسؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہی وارد ہوئی ہوگی اور خبر احاد جب مخالف قرآن و اجماع و صحیح حدیث کے ہو تو اس کا کیا اعتبار ہے چہ جائیکہ اثر شاذ ہو پھر کیفیت طبقات میں اختلاف ہے کلبی نے کہ ہے کہ وہ طبقات ایک دوسرے سے متصل ہیں اور ضحاک نے کہا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر طبقے نہیں سو افضل کے برخلاف آسمانوں کے اور یہ بھی کہا ہے کہ سات زمینیں ایک دوسرے پر طبقے ہیں اور ہر زمین میں فاصلہ ہے پس پہلے دو قول صریح دلالت کرتے ہیں اس پر کہ ان زمینوں میں کوئی جاندار چلنے پھرنے والی خلقت نہیں

ہے اور انہیں حضرت ابن عباسؓ سے جب نافع بن ارزق نے پوچھا تھا کہ زمین کے نیچے بھی کوئی خلقت ہے تو آپ نے جواب دیا تھا کہ ہے پھر پوچھا وہ کیا خلقت ہے آپ نے جواب دیا کہ یا فرشتے ہیں یا جن پس اس روایت سے پایا گیا کہ ان زمینوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل کوئی نہیں ہے۔

تقدس الوکیل ۱۳۲-۱۳۳ بحوالہ شفا الصدور

اب مولانا قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس سے چند عبارتیں ملاحظہ فرمائیے جو مولوی قاسم صاحب کا تشخص ظاہر کریں گی وھوہذا

(۱) "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبین ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فرق نہیں۔

تحذیر الناس ص ۳

(۲) انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو صرف علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی (برابر) ہو جاتے ہیں بلکہ (امتی) بڑھ جاتے ہیں۔

تحذیر الناس ص ۵

(۳) اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

تحذیر الناس ص ۶

نوٹ: -العیاذ باللہ! دیکھئے جناب من ارشاد قرآنی خاتم النبین کا معنی لا

نبی بعدی پر تمام امت محمدیہ کا اجتماع ہے کہ حضور علیہ السلام کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمانا آخری نبی ہیں اور یہ تاخر زمانی حضور علیہ السلام کے فضائل میں سے ایک مخصوص فضیلت ہے دوسرے کتنا ہی کوئی شخص امتی جو محنت شاقہ سے صالح اعمال کے حصول میں منہمک رہے نبی تو نبی ہے صحابہ نبی کے مقام ومراتب کو بھی نہیں چھو سکتا چہ جائیکہ بڑھ جائے تیسرے یہ کہ اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئے گا یہ عقیدہ قطعاً حق اور باطل الابطال ہے اس کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو دروازہ نبوت کھل جائے گا جس کے کھلنے سے خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آجائے گا یاد رہے کہ یہ عقیدہ صرف مولوی قاسم کا نہیں بلکہ تمام دیوبندی اسی عقیدہ پر کاربند ہیں اور کتاب تحذیر الناس کو بے غبار ثابت کرنے کیلئے علمائے حق کے ساتھ مناظرے اور مجادلے کرتے ہی رہتے ہیں اب آگے چلئے اور پیشوائے دیوبندیوں کے تیسرے قائد کی حقیقت کو سن کر دماغ کے ایک اور گوشے کو روشن کر لیجئے۔ تاکہ معلوماتی خزانہ میں اور بھی اضافہ ہو جائے۔

پیشوائے سوم:۔ دیوبندیوں کو تیسرے پیشوا کا نامی نامی مولوی رشید احمد گنگوہی ہے۔ مولوی قاسم نانوتوی ناظم درس دیوبند کے وفات پا جانے کے بعد اس نے مدرسہ دیوبند کا اہتمام وانتظام کے عہدہ کو سنبھالا اور وہابی مذہب کی خوب اشاعت کی کیوں کہ یہ بھی مولوی مملوک علی کا شاگرد ہی تھا جو مولوی اسماعیل دہلوی کے خاص حواریوں میں تھا اور نہایت بدعقیدہ شخص تھا اور کٹر وہابی تھا اپنے شاگردوں کو کہتا تھا کہ گو

مرے والد نے میرا نام مملوک علی رکھا ہے مگر یہ نام مشرکانہ ہے اس میں تملیک کی نسبت علی کی طرف ہے اس لئے میں نے اپنا نام بدل کر مملوک العلی رکھ لیا ہے اب مجھے ملوک العلی کے نام سے پکارا اور لکھا کرو اس نام کے تبدیل ہونے کی شہادت میں مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

''مولانا شیخ محمد صاحب نے اپنے استاد کا نام بجائے مملوک علی کے مملوک العلی لکھا ہے کیوں کہ حضرت علی کے نام کے ساتھ الف لام داخل نہیں کیا جاتا۔

اضافات الیومیہ ص ۲۱۳ جلد ۷

''مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے عربی استاد کی بدولت ان سے اتنا متاثر ہوا کہ یہ بھی بزرگان دین اور محبوبان خدا کا دشمن ثابت ہوا اس نے جب اپنے علاقہ گنگوہ میں بسلسلہ تبلیغ کام شروع کیا تو وہابیت کا پرچار کرنے لگا اس کی تبلیغ سے پہلے اس علاقے کے باشندے سب کے سب سنی تھے اس لئے اس کی وہابی تبلیغ سے یہ علاقہ متنفر ہونے لگا اس نے اپنے وہابی عقیدہ پر نقاب ڈالنے کیلئے ایک چال چلی وہ یہ کہ سوچا ظاہری طور پر کسی بزرگ سے بیعت ہو جانا چاہئے چنانچہ اسی خیال میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے شرف بیعت حاصل کر لیا یہ مرید تو ہونے کو ہو گیا مگر درپردہ پیر کے عقائد سے الگ ہو کر اپنے مشن اور پروگرام کے مطابق مخالفت کرتا رہا چاہئے تو یہ تھا کہ صدق دل سے اپنے پیرومرشد کے نقش قدم پر چلتا مگر شومئ قسمت یہ ویسے کا ویسا رہا نا چیز یہ الزام نہیں لگا رہا اس کی تصدیق ان کے گھر ہی سے سنیئے۔

تصدیق:۔ یہ واقعہ ہے حضرت حاجی صاحب کے مشرب اور حضرت

مولانا گنگوھی کے مسلک میں کسی قدر فرق تھا۔

اضافات الیومیہ ۸۰ ج ۴

نوٹ :- جب تک حاجی امداد اللہ صاحب اپنے ملک ہندوستان میں رہے تو گنگوہی صاحب بلحاظ مرشد کچھ دبے رہے اور درپردہ ہی وہابیت کا کام کرتے رہے جس وقت حضرت حاجی صاحب ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے تو پھر گنگوہی صاحب خوب آزاد ہو کر کھلے بندوں اہل اسلام کی تکفیر کرنا شروع کر دی اور حضرات مشائخ پر شرک کے فتوے صادر کرنے شروع کر دیئے اور ذکر الصالحین کرنا بھی ناجائز و حرام قرار دے دیا اب مولانا رشید احمد کے چند فتاوے ملاحظہ کیجئے اور خود اندازہ لگائیے کہ یہ صاحب کون ہیں اور کہتے کیا ہیں۔

فتویٰ :-(۱) ماہ محرم الحرام میں حضرت امام حسینؓ کا ذکر کرنا اور ان کے ایصال ثواب کیلئے شربت پلانے کے متعلق رشید احمد صاحب یہ فتوی دیتے ہیں۔

"محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کا کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو سبیل لگانا شربت پلانا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔

فتاوی رشیدیہ کامل ص ۴۳۵

(۲) سوال: پیران کلیر (شریف) وغیرہ میں واسطے سوداگری یا خریداری کیلئے جانا درست ہے یا نہ

جواب: درست نہیں۔

فتاوی رشیدیہ کامل ص ۲۵۵

نوٹ :- دیکھئے! فتویٰ نویسی مولوی رشید گنگوھی کی ذکر امام حسین کو حرام اور بزرگان دین کے شہر میں برائے تجارت تک جانا درست نہیں وغیرہ وغیر خدا برا کرے تعصب کا کہ اس کی بھی کوئی حد ہوتی ہے یہاں ایک دل سوز فتوی اور بھی سنتے جائیے جس سے گنگوھی صاحب کی رسول دشمنی مترشح ہوتی ہے "مولود شریف (ذکر ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اور عرس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو ......اس زمانہ میں درست نہیں۔

فتاوی رشیدیہ کامل ص ۴۱۰

فائدہ :- اے قارئین کرام اس کا تو صاف مطلب یہ ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت کا ذکر کرنا اس زمانہ میں ناجائز ہے۔

میرے عزیز بھائیو! یہ عقیدہ بالکل ہی غلط ہے میلاد شریف منانا اور اس میں دیگر اوصاف جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بیان کرنا یہ تمام امور جائز و حلال اور مستحسن موجب خیر برکات ہیں بجوائے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کما جاء فی الحدیث "ماراہ المومنون حسن فھو عند اللہ حسن" جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ فعل عنداللہ بھی اچھا ہوتا ہے اسی فتاوی میں ایک مقام پر گنگوھی یہ گوہر ریزی بھی فرماتے ہیں وہ فتوی بھی سینے پر ہاتھ رکھ کر سن لیجئے وہ لکھتا ہے کہ لفظ "رحمۃ العالمین صفت خاصہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہیں ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۴۰۰

فقط اس پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس فتویٰ پر خود عمل کر کے لوگوں کو رحمت اللعالمین کا وصف غیروں پر استعمال کر کے ثبوت بھی پیش کر

دیا چنانچہ جس وقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے وصال فرمایا تو ان کی یاد میں مولوی رشید گنگوہی اس طرح پکار رہے تھے "بار بار فرماتے تھے ہائے رحمت اللعالمین ہائے رحمۃ العالمین۔

اشرف السوانح ص ۵۳ اج ۳ بحوالہ تبلیغی جماعت ص ۴۷

نوٹ:- دیکھئے صفت جو خاصہ رسول ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے انکار کیا جا رہا ہے حالانکہ قرآن مجید کی صریحاً آیہ شریفہ موجود ہے **وما ارسلناك الا رحمة العالمين** یعنی اے محبوب ہم نے تجھ کو دو نوں جہاں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اس آیہ پاک کی تفسیر علامہ اسماعیل حقیؒ نے تفسیر روح البیان میں اس طرح بیان فرمائی ہے: "آیت کے معنی یہ ہیں ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ تامہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ محیطہ بجمیع مقیدات رحمت غیبیہ و شہادت علمیہ و غیبیہ وجودیہ و شہودیہ و سابقہ ولاحقہ وغیرہ ذالک تمام جہانوں کیلئے عالم ارواح میں یا عالم اجسام ذوالعقول ہوں یا غیر ذی العقول اور جو تمام عالموں کیلئے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہانوں سے افضل ہو۔

تفسیر خزائن العرفان، تفسیر روح البیان

فائدہ:- دیکھئے اس دیوبندیت کے تیسرے پیشوا نے کتنا تعلی اور انانیت سے بھرپور ہو کر فضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کاٹا ہے حالانکہ مولوی دوست محمد قریشی سابق صدر تنظیم اہل سنت ملتانی جو عقیدۃً بھی انہی کا ہم نوالہ وہم آلہ تھا وہ اپنی ایک کتاب میں اس لفظ کو یا ہر اس صفت کو جو قرآن مجید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استعمال ہے وہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مختص ہے بلفظہ

"قرآن مجید میں جو صفات حضور علیہ السلام کے بیان کئے گئے ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کیلئے مختص کئے گئے پس مخلوق میں کسی کو حضور کے برابر ماننا (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفات میں اور کسی کو شریک کرنا) شرک فی النبوت ہے۔

اہل سنت پاکٹ بک ص ۳۴۹

اس مقام پر اس سے زیادہ ہم کچھ اور نہیں کہنا چاہتے مگر رسول عربی کی وفادار امت ذرا بھی عشق وایمان کی غیرت رکھتی ہو تو اپنے آقا کہ حرمتوں کے خلاف وہابی یا دیوبندی جماعت کے ان شرم ناک منصوبوں کو خاک میں ملا دے اور وہابی جماعت کو بھی خبردار ہونا چاہئے کہ آج بھی رسول عربی کے دیوانے اپنی جان کا مصرف خوب جانتے ہیں جیتے جی وہ دنیا میں کوئی دوسرا اور رحمت اللعالمین سنیں بننے دیں گے اور ہم ہر ایسے گستاخ کو گستاخیوں کا منہ توڑ جواب دیتے رہیں گے۔

اے ناظرین رسالہ صاحب اس بات کو ذرا سوچیں تو سہی ایک طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل عمیمہ اور الطاف شمیمہ کا انکار اور ساتھ دعویٰ بھی امتی ہونے کا۔

واحسرتاہ یا اسفاہ

پیشواء چہارم:- دیوبندیوں کا چوتھا پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی سے سارے دیوبندی حضرت مولوی اشرف علی کو اپنا حکیم الامت مانتے ہیں اس نے اپنے میلادنامے میں خود لکھا ہے کہ میں ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوا ہوں اور میرا نام بھی اس مجذوب نے تجویز کیا تھا میری والدہ کو اس نے تسلی دی پہلے تو تیرے بیٹے مر جاتے تھے اب کے نہیں

مریں گے اور تیرے دو فرزند ہوں گے ایک کا نام اکبر علی خان اور دوسرے کا اشرف علی رکھنا میری والدہ نے اسی نہج پر میرا نام اشرف علی رکھا اور اس مجذوب نے قبل از وقت میری ماں کو کہا کہ اشرف علی بڑا مولوی بنے گا چنانچہ معلوم ہوا کہ مولوی اشرف علی اس بزرگ کی دعاو خبر سے بڑا عالم فاضل بنا مولوی اشرف علی نے اپنے عقیدہ کی اور اپنے خاندان کے عقیدہ کی خود ترجمانی اس طرح کی ہے۔

"ماموں صاحب کا مسلک ہم لوگوں (وہابیوں) کے خلاف تھا صاحب سماع (قوالی سنتے) تھے اور اس میں غلو کا درجہ پیدا ہو گیا تھا مگر باتیں ماموں کی حکیمانہ ہوتی تھیں ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ میاں کسی دوسرے کی جوتیوں کی حفاظت کی بدولت اپنی گٹھڑی نہ اٹھوا دینا"

اضافات الیومیہ ص۷۹ ج۵

نوٹ:۔ کیسی سچی حکیمانہ پیش گوئی تھی جو لفظ بلفظ پوری ہوئی کہ تھانوی صاحب دوسروں کو بدعتی و کافر کہتے کہتے اور حضور علیہ السلام کی توہین کر کے اپنے ایمان کی گٹھڑی اٹھوا ہی بیٹھے اب اس چوتھے قائد دیوبندیہ کے چند اقوال ملاحظہ فرمائیں جن سے اس کی بے ادبی گستاخی ضلالت اور گمراہی مترشح ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے متعلق ایک شخص نے یہ سوال کیا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ لونڈی کے آزاد کرنے پر ابولہب جیسے کافر کو آخرت میں صلہ ملا مسلمان اگر اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی منائیں تو انہیں ثواب ملے گا یا نہیں اس سوال کا

دیوبندیوں کے چوتھے پیشوا کا جواب سنیئے "ہماری خوشی جائز ہوتی اگر دلائل شرعیہ منکرات کو منع نہ کرتے اور ظاہر ہے کہ مباح اور غیر مباح کا مجموعہ غیر مباح ہوتا ہے"

کمالات اشرفیہ ص ۴۴۴ بحوالہ تبلیغی جماعت ص ۶۶

نوٹ:۔ مباح ہر وہ فعل ہے جس کے کرنے سے انسان مجرم نہیں ہوتا اور جو کام ثواب کی نیت سے کیا جائے اس پر ثواب ضرور ملتا ہے۔ کمالات اشرفیہ کی عبارت سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ میلاد پاک منانے کی خوشی مباح بھی نہیں کیوں کہ اس میں مباح وغیرہ مباح مخلوط ہے مگر یہ دیوبندیہ کے پیشوا کا عندیہ قطعاً منظور نہیں اس لئے کہ جمہور علمائے اہلسنت والجماعت عرب و عجم کے نزدیک میلاد شریف کا پڑھنا پڑھانا اور اس پر خوشی منانا وغیرہ موجب خیر و برکات ہے اور مولوی عبدالحئی لکھنوی جو انہی کا ہمدرد ہے وہ بھی لکھتا ہے کہ "نفس ذکر مولد بدعت و ضلالت نیست بدو وجہ وجہ اول ذکر مولد عبارت است ازیں کہ ذکر آیتے از آیات قرآنیہ یا حدیث نبویہ کہ تلاوت کردہ و در شرح آنقدرے از فضائل نبویہ معجزات احمدیہ و برخی از احوال ولادت و نسب نبوی و خوارق کہ بوقت ولادت و قبل ازاں ظاہر گردیدند و امثال آں ہا بیان سازد .... ووجود ایں حقیقت در زمانہ نبوی و زمانہ اصحاب ہم بودم اگرچہ مسمی بایں تسمیہ نباشد بر ماہرین فن حدیث مخفی نخواہد بود کہ صحابہ در مجلس وعظ تعلیم علم ذکر فضائل نبویہ و کیفیات ولادت مے کردند"۔

فتاوی عبدالحئی جلد نمبر ۱ ص ۴۲-۴۳

اظہار محبت:۔ ہم اگر آقائے دوجہان کے میلاد شریف میں اظہار

محبت کو بروئے کار لائیں اور میلاد یہ خوشی منائیں تو نہ جانے مخالفین و منکرین ہمیں کیسے کیسے گھناؤنے الزام دیں اگر بات ان کی اپنی ہو تو اس بات کو آئی گئی کر کے یک لخت الزام تراشی اور فتوے لگانا وغیرہ سب کچھ بھول جاتے ہیں اس سلسلہ اظہار محبت میں ایک واقعہ مولوی اشرف علی تھانوی کا سنیئے جس سے اس امر کی وضاحت ہو جاتی ہے سنیئے! مولوی اشرف علی تھانوی کے ایک پیارے مرید نے اپنا حال اس طرح ظاہر کیا ہے۔

''میرے دل میں یہ بار بار خیال آتا ہے کہ کاش میں عورت ہوتا اور حضور کے نکاح میں'' اس اظہار محبت پر حضرت والا غایت درجہ مسرور ہو کر بے اختیار ہنسنے لگے اور یہ فرماتے ہوئے مسجد کے اندر تشریف لے گئے یہ آپ کی محبت ہے ثواب ملے گا ثواب ملے گا۔

بحوالہ اشرف السوانح ج ۲ ص ۲۸ تبلیغی جماعت ص ۶۷

انوکھی منطق :- میرے دوستو! اگر ہوش و حواس گم نہیں ہو گئے تو سوچئے یہ کیسی عجیب منطق ہے اگر مسلمان مل کر عید میلاد النبی کا جلسہ منعقد کریں اور اس میں محبوب علیہ السلام کی تشریف آوری کا ذکر خیر سن کر اظہار محبت کریں اور خوشیاں منائیں تو ان کیلئے تو ثواب ہی نہ ہو مگر دوسری جانب جب تھانوی کا ایک مرید تھانوی کی منکوحہ بننے کی خواہش کر کے اپنی اس تمنا پر اظہار محبت کرے تو تھانوی صاحب مرید کے اس خیال کو اظہار محبت تصور کرتے ہوئے یوں کہنے میں دم نہ توڑے اور کہے کہ یہ تیری محبت ہے ثواب ملے گا، ثواب ملے گا، ثواب ملے گا۔ **فیا للعجب ھیا للعحب اللھم احفظنا من مکا مدھم والخرافا تھم**

پیشوائے پنجم :- دیوبندیوں کے پانچویں عمائد و قائد کا نام مولوی خلیل احمد ہے یہ صاحب مولوی رشید احمد گنگوہی کا دست راست ہے اور عساکر کذب کا بڑا سپہ سالار رہے تمام دیوبندیوں سے اس کا نمبر بڑا ممتاز ہے، کیوں کہ اس نے عقائد نامہ علمائے دیوبند لکھ کر ان تمام حضرات کی ترجمانی کی ہے۔

نوٹ :- دیوبندیوں کی وہ عبارات اور عقائد جو ان حضرات کے پیشواؤں نے اپنی اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھے ہیں وہ نقل کر کے علمائے حرمین الشریفین کی خدمت میں پیش کئے اور ان سے پوچھا کہ دیوبندیہ کی ان عبارات سے جو عقائد مترشح ہیں یہ حق ہیں یا باطل تو علمائے عرب نے ان عبارات کو پڑھ اور سوچ سمجھ کر تحریرا جواب دیا کہ یہ عقائد سراسر بے بنیاد اور غلط ہیں اور منقولہ عبارات بھی کفریہ ہیں ان عبارات کے مصنف اور ماننے والے اگر مطلع کرنے کے بعد بھی انہی عقائد پر ڈٹے رہیں تو وہ بھی کافر ہونے سے مامون نہیں رہ سکتے یہ تمام تفاصیل معلوم کرنی ہو تو ''حسام الحرمین'' کو پڑھئے جب ان علماء حرمین کے جواب کو دیوبندیوں نے دیکھا تو دیوبندیوں نے اپنے بچاؤ کی صورت یہ بنائی کہ یہ کام مولوی خلیل سر انجام دے اور ہم کو اس دلدل سے نکال لے بس یہی بچاؤ کی صورت ہے وگرنہ ان علمائے حرمین کی زد سے بچنا بڑا مشکل ہے اب جب یہ طے پایا کہ مولانا خلیل صاحب ہی کوئی صورت پیدا کریں تو موصوف نے ایک کتابچہ عقائد علمائے دیوبند بنام ''المھند'' ترتیب دیا جس پر اور چالیس دیوبندی علماؤں کے دستخط بھی ہیں۔ ملاں موصوف نے بڑی چابکدستی اور دلیری سے کذب و افتری کا نقاب اوڑھ

کر ان عبارات کا صاف انکار کر دیا اور کہا یہ عبارات ہماری کسی کتاب میں نہیں ہیں جو ہماری طرف منسوب کر کے لکھی گئی ہیں حالانکہ وہ عبارات جن کا صاف انکار کیا جا رہا ہے اب بھی موجود ہیں دیکھئے تحذیر الناس کا ص ۳، ص ۱۷، ص ۲۸ اور حفظ الایمان تغیر العنوان ص ۱۳/ ۸ براہین قاطعہ کا ص ۵۱-۵۲ مگر حیران کن یہ بات ہے کہ یہی کتابیں جن میں یہ عبارات موجود ہیں بازار سے دستیاب ہیں اور ان میں یہی تحریرات موجود ہیں جن کا انکار ہو رہا ہے۔ آیئے اب اسی پیشوائے پنجم دیوبندیہ کی کتاب کے چند اقتباسات سنئے اور اس علامہ کے علمی جواہر ریزے دیکھئے جن سے موصوف کے گستاخ ہونے کا منظر سامنے ابھر آئے گا۔

(۱) شیطان اور ملک الموت کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اور شیطان و ملک الموت کیلئے محیط زمین کی وسعت علم دلیل شرعی سے ثابت ہے اور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے اس علم کا ثابت کرنا شرک ہے اس مفہوم کو مولوی خلیل احمد نے اس طرح لکھا ہے۔

"الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر دو عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔

براہین قاطعہ ص ۵۱

(۲) "اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہر گز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

براہین قاطعہ ص ۵۲

(۳) پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یہ حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بھی بڑھ کر ہوئے۔

براہین قاطعہ ص ۱۴۸

(۴) شیخ عبد الحق محدث دہلوی روایت کرتے ہیں آپ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔

براہین قاطعہ ص ۵۱

(۵) ایصال ثواب کی غرض سے کھانے کو سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ یا قرآن پاک کا کچھ حصہ پڑھ کر ہدیہ میت کو کرنا رسم ہنود کہتا ہے لکھتا ہے۔ "تشبیہ ہنود کا یہی اس میں مقر ہے کیوں کہ تمام ہنود میں رسم ہے اور ان کا یہ شعار ہے کہ طعام پر بید پڑھواتے ہیں جس کا دل چاہے ہنود سے تحقیق کر لے .... پس مفتیان دیندار .... رسم ہنود کہیں بہت بجا اور حق ہے"

براہین قاطعہ ص ۷۹

براہین قاطعہ جیسی پوہڑ کتاب جس وقت منظر عام پر آئی تو علمائے کرام نے اس کے مسکت جواب لکھے چنانچہ اسی سلسلہ میں مولانا

غلام دستگیر قصوریؒ اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے مابین ریاست بہاول پور کے مقام پر ایک تاریخی مناظرہ بھی ہوا تھا اس مناظرہ کی مختصر روداد پیش خدمت کی جاتی ہے۔

مناظرہ:- ان ہی دنوں میں مولوی خلیل احمد ہندوستان سے وہابیت لے کر ریاست بہاولپور میں وارد ہوا یاد رہے قبل ازیں ریاست بہاولپور وہابیت سے بالکل پاکیزہ تھی تمام کے تمام لوگ مذہب حقہ پر متحد و متفق اور ان لوگوں کی اکثر نسبت پیر چاچڑاں شریف حضرت غلام فرید چشتیؒ سے تھی ریاست کا نواب بھی صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت تھا اور اس کی نسبت بھی حضرت غلام فرید چشتی سے تھی جب ملاں سہارن پوری نے وہابیت کے اصولوں کی تبلیغ شروع کی تو فوراً والی ریاست نے مولوی غلام دستگیر قصوری کو بہاولپور میں بلایا اور ۱۳۰۶ھ میں مولوی خلیل سے مناظرہ کروادیا اس مناظرہ میں بطور حکم اپنے پیر صاحب کو مدعو کیا اور مناظرہ کی صدارت کے فرائض بھی سرانجام دینے کیلئے عرض کیا پیر صاحب نے بھی مناظر کی صدارت منظور کر کے ہر دو علماؤں کے مناظرہ کی سماعت کر کے یہ فیصلہ دیا کہ مولوی خلیل احمد کا عقید وہابیانہ ہے اور یہ بے ادب سے مولوی غلام دستگیر کے مسائل درست اور معیار اسلام پر ہیں نتیجہ یہ کہ خلیل احمد نے شکست کھائی چنانچہ اسی شکست کی وجہ سے ہی خلیل احمد کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے تو وہ رات کے وقت مفرور ہو کر شب کو چلنے والی گاڑی پر سوار ہو کر ریاست سے بھاگ نکلا۔

تذکرۃ الخلیل ص ۹۳ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۶۳

پیشوائے ششم:- اس کا نام مولوی حسین علی واں بھچروی ہے اس نے

ہمارے علاقہ یعنی پنجاب میں وہابیت کا پودا تقریباً اسی نے پروان چڑھایا ہے موضع واں ے[1] ضلع میانوالی کا ایک گاؤں ہے اس کے ایک زمین دار گھرانے میں مولوی حسین علی پیدا ہوا ان کا باپ میاں محمد اور دادا میاں عبداللہ (دلہ) ایک سیدھے سادھے صحیح العقیدہ مسلمان تھے لیکن بد قسمتی سے یہ ان کا فرزند حسین علی دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے ہندوستان میں جا پہنچا اور وہاں جا کر مولوی محمد حسن کانپوری پھر مولوی مظہر دیوبندی سے تعلیم حاصل کرنی شروع کی اس کے بعد رئیس الوہابیہ رشید احمد گنگوھی سے تعلیم کی تکمیل کی پھر گھر واپس لوٹے یہاں پہنچتے ہی وہابیت کا پرچار شروع کر دیا گویا مولوی حسین علی نے بھی سابقہ دیوبندیہ سپوتوں کی طرح خوب نمبر لئے اور نہایت بے ادب اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ثابت ہوا فی زمانہ مولوی غلام اللہ خاں راولپنڈی والا اسی کا تیار کردہ اسلام پر کفر باز بمبار تھا۔ مولوی حسین علی جناب عمدۃ الواصلین قدوۃ السالکین حضرت محمد عثمان صاحب سجادہ نشین موسیٰ زئی شریف کے خلیفہ مجاز تھے مگر اعتقاد غیر مقلدانہ رکھتے تھے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم غیب کے بھی منکر تھے اور سلسلہ چشتیہ کے بھی سخت مخالف تھے۔

مہر منیر ص ۴۴۷

[1] نکتہ عجیبہ:- حضرت پیر طریقت رہبر شریعت حافظ مولانا سید فخر الدین شاہ صاحب زیب استانہ عالیہ وڑچھ شریف نے بوقت ملاحظہ نسخہ ہذا ایک عجیب و غریب نکتہ بیان فرمایا ناچیز مولف اسے ہدیہ ناظرین کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا نجد کے حرف (نجد یہ وہ ہی نجد ہے جسے نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا برکت

مولوی حسین علی نے جب اپنے دور میں ضلع میانوالی کے مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کر کے وہابی بنانا شروع کیا تو علمائے ربانیین نے اس کے خیالات و عقائد کارد بلیغ کرنے کیلئے مختلف مقامات پر اسے ذلتیں دیں تقریباً ۱۹۲۰ء واں بھچراں کے طبقہ رؤسا ملک صاحبان نے مولوی حسین علی کے فتنہ وہابیت کے استیصال کرنے کیلئے شہنشاہ ولایت پیر ہدایت سیدی و مرشدی مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا پیر صاحب کو اپنے شہر میں آنے کی دعوت دی جس وقت اس دعوت نامے کی خبر مولوی حسین علی کو ہوئی تو اس نے بھی اپنے رعب کو برقرار رکھنے کیلئے پیر صاحب کی طرف تحریراً اطلاع دی اس تحریر میں لکھا کہ جب آپ یہاں آئیں گے تو آپ کے ساتھ ایک فیصلہ کن مناظرہ کیا جائیگا اب اس مناظرہ کی مختصر کہانی پیش خدمت ہے ملاحظہ فرمایئے۔

سے محروم رکھا اور اسی علاقہ میں محمد ابن عبدالوہاب موسس مذہب وہابی کا ظہور ہوا) بحساب ابجد یعنی ن۵۰ + ج۳ + د۴ کے اعداد جملہ ستاون ہوتے ہیں بعینہ اس طرح واں کے حروف (واں بھچراں جو غربی پنجاب ضلع میانوالی میں واقع ہے یہ مولوی حسین علی کا مکسن ہے غالباً جو اس علاقہ کا موسس مذہب وہابیہ ہے) بحساب ابجد یعنی و۶ + ا۱ + ن۵۰ کے اعداد بھی مجموعہ کے لحاظ سے ستاون ہی ہوتے ہیں جس سے یہ حقیقت کھل جاتی ہے کہ نجد اور واں کے عددی تناسب نے ثابت کر دیا کہ پہلے وہابی مذہب نامہذب نجد سے ظاہر ہوا پھر واں میں مولوی حسین علی نے اسی مذہب وہابی کی ترویج کی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ ان کے گندے عقائد سے بچائے آمین۔

مناظرہ مابین سیدی و مرشدی پیر مہر علی شاہ گولڑوی و حسین علی واں بھچراں

وعدہ موعودہ کے مطابق رؤسان واں نے پیر صاحب کو منگوالیا آپ کے ہمراہ مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی تھے آتے ہی آپ ملک مظفر بھچر کے ڈیرہ پر تشریف لے گئے اور وہاں ہی آپ کی قیام گاہ بنی ہوئی تھی اس کے بعد مولوی حسین علی کو بلوا کر مناظرہ شروع کروادیا چنانچہ مولانا فیض احمد فیضی صاحب اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

"...... مولوی غلام محمد گھوٹوی کہتے ہیں حضرت نے مجھے ارشاد فرمایا کہ تم مولوی حسین علی کے پاس بیٹھ جاؤ میں حسب ارشاد ان کے پاس جا بیٹھا مولوی حسین علی کی دائیں جانب مولوی فضل کریم بندیالوی اور بائیں جانب میں (مولوی غلام محمد صاحب) بیٹھا تھا۔ حضرت نے مولانا کی طرف منہ مبارک پھیر کر فرمایا مولوی صاحب آیہ مبارکہ قل لا یعلم من فی السماوات والارض الغیب الا اللہ الخ اس پر آپ کا ایمان ہے مولوی صاحب نے فرمایا جی ہاں آپ نے فرمایا ایمان نام سے تصدیق ماجاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور تصدیق کی چھ قسمیں ہیں ان میں پانچ مردود ہیں اور ایک مقبول وہ کیا کیا ہیں اس کے بعد حضرت نے اس موضوع پر مختصر تقریر فرمائی۔

مہر منیر ص ۴۳۹

تقریر تاجدار گولڑہ شریف :- حضرت گولڑویؒ کی تقریر کا ماحصل یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم ماکان و مایکون کے قائلین

آپ کے نزدیک اگر مسلمان ہیں تو نزاع ہی نہیں اگر کفر ہیں تو کفر ایمان کی ضد ہے اور ایمان سے تصدیق ہے اور تصدیق چھ قسم کی ہیں جن میں سے ایمان شرعی میں فقط ایک قسم ہے جو مقبول ہے اور باقی پانچ مردود ہیں ان کے اقسام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتائیں کہ قائلین علم ماکان و مایکون میں کونسی قسم نہیں پائی جاتی اور آپ میں وہ پائی جاتی ہے جس بناء پر آپ انہیں کافر کہتے ہیں۔ حضرت صاحب نے آیہ شریفہ مندرجہ بالا **قل لا یعلم** ....اور اس آیہ کے معارض آیہ **فلایظھر علی غیبہ احدا من ارتضی من الرسول** وغیرہ بھی تلاوت فرمائی اس کا جواب دینے کی بجائے مولوی حسین علی صاحب سر نیچا کر کے خاموش بیٹھے رہے تقریباً پانچ منٹ گزر گئے اس پر میں (مولوی غلام محمد صاحب) اور مولوی فضل کریم نے کہا آپ خاموش ہیں اور میدان مناظرہ گرم ہے کچھ منہ سے بولئے چپ کا وقت نہیں مولوی صاحب نے سر اٹھایا حضرت نے پھر تقریر شروع کی اور مولوی حسین علی پھر مراقبے میں چلے گئے اور حضرت نے تقریر ذرا بسط سے فرمائی مگر مولوی صاحب کو جیسے سانپ سونگھ گیا ہو چپ چاپ رہے آخر ہم دونوں نے پھر انہیں متوجہ کرنے کی کوشش کی تو مولوی صاحب نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میں معمولی ملاں ہوں موٹے موٹے مسائل جانتا ہوں ان باریکیوں کو میں نہیں جانتا اور یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے میں (مولوی غلام محمد صاحب) اور مولوی فضل کریم نے بٹھانا چاہا مگر مولوی صاحب نہ رکے تیزی سے باہر نکل گئے۔

مہر منیر ص ۴۴۰

نوٹ:- مولوی حسین علی حضرت علامہ سیدی مرشدی فاضل گولڑوی کے مناظرہ میں پہلے مرحلے ہی بھاگ کھڑے ہوئے اور زباں حال سے کہا کہ میں معمولی ملاں ہوں اتنی باریکیوں کو نہیں جانتا پھر خاموشی سے راہ فرار اختیار کی بعض مشاہدین مناظرہ کا کہنا ہے کہ جس وقت مولوی تیزی سے مجلس مناظرہ چھوڑ کر چلے گئے تو ان پر علامہ گولڑوی کا رعب اس قدر چھایا ہوا تھا کہ مولوی حسین علی کی چادر بوجہ خوف وہراس پسینے سے تر بہ تر تھی بعض تو کچھ اور .... بھی کہتے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

مولانا محب النبی صدر مدرس مدرسہ غوثیہ کا بیان ہے کہ بعض متوسلین کے ایما پر پیر صاحب نے تصدیقات کی تعریف اپنی زبانی یوں بیان فرمائی۔

اول تصدیق:- بذلتہٖ ہے یعنی کسی صفت یا دلیل کے بغیر مان لینا۔

دوم تصدیق :-بنعت ذلتہٖ ہے مثلاً **ولئن سالتھم من خلق اسماوات**۔

سوم تصدیق :- مثلاً ایک تکلیف پیش آئی جو خدا کے نام لینے سے ٹل گئی یہ ایک حال پیدا ہو گیا جس میں دل خود بخود اپنے حال کی وجہ سے تصدیق کرنے لگا۔

چہارم تصدیق بربہ :- ہے جیسے عالم کی پرورش اور ربوبیت عامہ کو دیکھ کر ماننا۔

پنجم تصدیق بنعت ربہ :-اس کی ربوبیت خاصہ کو دیکھ کر تصدیق جیسے پتھر میں کیڑے کو رزق دینا ذاتی احسان کا خیال آیا یا احسان کے زیر تجربہ

آنے پر تصدیق۔

ششم تصدیق بامر ربہ :- اللہ کے حکم کی وجہ سے تصدیق یہی تصدیق مقبول ہے پہلی پانچوں جبری ہیں فقط چھٹی اختیاری ہے اور ایمان اختیاری ہی مقبول ہے۔

اے میرے مخلص بھائیو! آپ کو چھٹے پیشوائے دیوبندیہ کا ابلاغ علم تو ضرور معلوم ہو گیا ہو گا اب آیئے اور چند عقائد دیوبندیہ ملاحظہ فرمایئے تاکہ یہ معلوم ہو جائے دیوبندی کوئی الگ شے نہیں ہے بلکہ یہ بھی سب وہابی ہیں۔

عقیدہ نمبر ۱ :-

دیوبندی عقائد :- (۱) انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو جو کوئی وکیل اور سفارشی سمجھے گو اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

تقویۃ الایمان ص ۶

عقیدہ نمبر ۲ :- غیب کی بات اللہ جانتا ہے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کیا خبر۔

تقویۃ الایمان ص ۳۴

عقیدہ نمبر ۳ :- کسی (نبی، ولی، پیر امام شہید) کی قبر پر یا کسی کے تھان پر جانا اور دور سے قصد کرنا اور سفر کی رنج و تکلیف اٹھا کر اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا ان سے کچھ دین و دنیا کے فائدے کی توقع رکھنا یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔

تقویۃ الایمان صف ۲۳

عقیدہ نمبر ۴ :- نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان باندھا کہ آپ نے فرمایا ہے "میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"

تقویۃ الایمان ص ۳۵

فائدہ :- حدیث پاک کی کسی کتاب میں یہ حدیث مروی نہیں ہے جس کا ترجمہ یہ بنالیا گیا ہے کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں بلکہ اس کے برعکس ابن ماجہ شریف جو صحاح ستہ میں شامل ہے اس میں یہ حدیث موجود ہے نَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ یعنی اللہ پاک کے بھیجے ہوئے نبی زندہ ہیں اور وہ رزق دیئے جاتے ہیں اور طبرانی شریف میں مروی ہے اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ ان تاکل اجساد الانبیاء بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ کو زمین پر حرام کر دیا گیا ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اب ناچیز مولف ذریت وہابیہ کو چیلنج کرتا ہے کہ تمام اکابر واصاغر مل بیٹھ کر کوئی ایک ایسی حدیث تلاش کر لائیں جس کا ترجمہ یہ ہو سکے جیسا کہ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے مگر میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ ان سے کبھی نہ ہو سکا ہے نہ ہو سکے گا۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

عقیدہ نمبر ۵ :- اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن کن کے حکم

سے چاہے تو کروڑوں نبی ولی اور جن اور فرشتے اور جبرائیل اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کرڈالے۔

تقویت الایمان ص ۱۸

عقیدہ نمبر ۶:- اللہ کا سا علم اور کیلئے ثابت کرنا سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے......... خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کی اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

تقویۃ الایمان ص ۷

عقیدہ نمبر ۷:- ایک ختم ہے اس میں یوں پڑھتے ہیں "یا عبدالقادر جیلانی شیاء للّٰہ غرضیکہ ایسا لفظ منہ سے نہ بولے جس سے بو شرک کی آوے یا بے ادبی کی آوے۔

تقویۃ الایمان ص ۳۳

عقیدہ نمبر ۸:- سو اس (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔

تقویۃ الایمان ص ۳۵

عقیدہ نمبر ۹:- نفس بشریت میں مماثل آپ کے جملہ بنی آدم ہیں .... بنی آدم ہونیکی وجہ سے آپ کو بھائی کہا تو خلاف نص کے کہہ دیا

براہین قاطعہ ص ۳

عقیدہ نمبر ۱۰:- انعقاد مجلس مولود بہر حال ناجائز ہے۔

فتاوی رشیدیہ کامل ص ۴۲۶

اے ناظرین صاحبان! اب یہاں سے ورق الٹ کر وہابی نجدی عقائد اور

دیوبندی عقائد کا موازنہ کرلیجئے گا تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ فی الواقعہ یہ دونوں مسلک دو قالب یک جان ہیں اب یہاں تقویۃ الایمان کا جائزہ لئے چلتے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ اس کتاب کی دیوبندیوں کے نزدیک کتنی اہمیت حاصل ہے اور اس کتاب کے متعلق صاحب کتاب کے قریبی رشتہ دار کیا نظریہ رکھتے ہیں۔ مولوی اسماعیل دھلوی جس کو شہید کا لقب دیا جاتا ہے حالانکہ ہماری نگاہ میں شہید نہیں بلکہ قتیل ہے بہر حال تقویت الایمان نامی کتاب اسی اسماعیل کی تصنیف جو دراصل ابن عبد الوہاب نجدی کی کتاب التوحید کا خلاصہ ہی ہے یا یوں جانئے کہ کتاب التوحید بزبان عربی ہے اور تقویۃ الایمان بزبان اردو ہے اس کتاب میں اول سے لے کر آخر تک جو لکھا ہے اس کی تعلیم سے کوئی مسلمان مسلمان نہیں رہ سکتا بلکہ سب کے سب کافر و مشرک ہو جاتے ہیں حتی کہ مصنف صاحب خود بھی اپنے فتووں کی زد سے محفوظ نہیں رہ سکتے یہ عقائد نامہ جو ابھی بیان ہوا ہے اسی کتاب تقویۃ الایمان سے نقل شدہ ہے جو درحقیقت تقویت الایمان نہیں بلکہ تفویت الایمان ہے دیوبندی حضرات اس کتاب کی تعلیم کو عین اسلامی تعلیم سمجھتے ہیں اور اس کتاب کی بے حد تعریف، توصیف و مدح خوانی کرتے ہیں۔

تقویت الایمان:- یہ وہ کتاب ہے جس پر دیوبندیوں کے عقائد کی دیوار مستحد ہے تمام دیوبندی حضرات اس کتاب کی مدح خوانی میں رطب السان ہیں چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی اس کے متعلق یوں بیان کرتے ہیں۔ "کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رو شرک وبدعت میں لاجواب کتاب ہے اور اس کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا عین

اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۳۵۲

نوٹ :-لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ دیکھا جناب تقویۃ الایمان وہ کتاب ہے جس کی سطر سطر سے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی بے ادبی اور گستاخی ٹپکتی ہے اسی کتاب کو دیوبندی صاحبان عین اسلام ہی سمجھتے ہیں حالانکہ جو اس کتاب کے مولف و مصنف ہیں وہ خود لکھتے ہیں کہ اس کتاب میں شرک خفی کو شرک جلی لکھ دیا گیا ہے بعض جگہ تیز الفاظ اور تشدد بھی ہو گیا ہے اس کے شائع ہونے پر تشدد بھی ہو گا وغیرہ وغیرہ دیکھئے۔

ارواح ثلاثہ حکایت نمبر ۵۹ ص ۱۰۳

جو مولوی اشرف علی تھانوی کی تالیف شدہ ہے اور اس سے تقویۃ الایمان کی حقیقت کھل جائے گی قدرت خداوندی دیکھئے ایک طرف فاضلان دیوبند اس کتاب کو رشد و ہدایت کا ذریعہ سمجھ کر دانتوں سے پکڑے ہوئے ہیں دوسری جانب اسماعیل کے قریبی رشتہ دار اسی کتاب کو ذلالت و گمراہی کا سبب بیان کرتے ہیں چنانچہ سیف الجبار میں مولانا رضا علی صاحب کا ایک مضمون درج ہے وہ کہتا ہے "کہا مولوی مخصوص اللہ نے (مخصوص اللہ صاحب شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے صاحبزادہ ہیں اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے برادر زادہ ہیں) کہ اس (اسماعیل دہلوی) کا رسالہ تقویۃ الایمان عمل نامہ برائی اور بگاڑ کا ہے اور بنانے والا فتنہ کا ہے اور غاوی اور مغوی ہے۔ حق اور سچ یہ ہے کہ ہمارے خاندان میں یہ دو شخص مولوی اسماعیل اور مولوی اسحاق ایسے

پیدا ہوئے کہ دونوں کے امتیاز اور فرق نیتوں اور حیثیتوں اور اعتقادوں اور اقراروں کا اور نسبتوں اور اضافتوں کا نہ رہا اللہ تعالیٰ کی بے پروائی سے چھن گیا تھا مانند قول مشہور ہے۔ع

گر ھففظ مراتب نکنی زندیقی ایسے ہی زندیق ہو گئے

تحقیق الحقیقت ص ۱۳ بحوالہ سیف الجبار ص ۲۱۰

اے تقویۃ الایمان پر ایمان رکھنے والو! اور اس کتاب کی تعلیم کو عین اسلام کہنے والو! ذرا سوچو تو سہی کہ جس کتاب کا خود مولف یہ خدشہ ظاہر کرتا ہے کہ اس میں بعض جگہ تشدد بعض جگہ تیز الفاظ اور شرک خفی کو شرک جلی لکھ دیا گیا ہے اس پر شورش کا خطرہ ہے گھر والے مصنف کو زندیق اور اس کی کتاب کو برائی اور بگاڑ کا مجموعہ کہتے ہیں۔ مگر اسی کتاب کو تم حق و سچ اور عین اسلام سمجھتے ہو سچ ہے کہ ع

"پیر نمے پرند مریدان مے پرانند"

یہ تھی داستان تقویت الایمان اب آگے چلتے ہیں یہاں تک تو دیوبندیوں کے عمائدین ستہ کا ذاتی تعارف تھا اور اب ان کے اجتماعی اصول سنیئے جن اصولوں کے پیش نظر نہ عظمت الٰہیہ محفوظ رہ سکی اور نہ عزت و حرمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور نہ ہی عزت واحترام اولیاء کرام چین پا سکا۔ اسی طرح نہ شان اہل بیعت رسول معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کے خوں چکار قلم سے مامون و محفوظ رہ سکی اور ستم بر بالائے ستم یہ کہ ہر جگہ مسلمانوں پر شرک و کفر کی توپ چلا کر ان کو کافر و مشرک قبر پرست۔ پیر پرست اور نہ جانے کیسے کیسے قبیح الفاظوں سے نوازا جا رہا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں سب سے پہلے وہ

عبارات ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں جن سے توہین الٰہی کا مفہوم مترشح ہوتا ہے۔

توہین الٰہی :-اس شہنشاہ کی تو شان ہے کہ ایک آن ہی ایک کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتے اور جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔

تقویۃ الایمان ص ۱۸

نوٹ :-اہل سنت (بریلوی) کے نزدیک حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مثل و نظیر کے پیدا کرنے سے قدرت و مشیت ایزدی کا متعلق ہونا محال ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیدائش میں تمام انبیاء سے حقیقتاً اول ہیں اور بعثت آپ کی تمام انبیاء سے آخر ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں سو ظاہر ہے کہ جس طرح اول حقیقی میں تعدد محال بالذات ہے اسی طرح ختم الانبیاء ہونے میں بھی تعدد محال اور ممتنع ہے۔ لذاتہ

اگر مثل و نظیر کے امکان کا عقیدہ اپنایا جائے تو مطابق ارشاد ربانی "وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔" کے منافی ہے کیونکہ اگر اسکو تسلیم کر لیا جائے تو قول خداوندی کا جھوٹ ہونا ثابت ہوتا ہے مگر اللہ سے جھوٹ کا صادر ہونا محال ہے اور محال تحت قدرت بھی نہیں ہے جیسا کہ علامہ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر روح البیان جلد ا ص ۹۲۸ میں لکھتے ہیں "اَلْمُحَالُ لَا یَدْخُلُ تَحْتَ قُدْرَتِہٖ وَلَا یَلْزَمُ مِنْ ذٰلِکَ النُّقْصُ فِی الْقَادِرِ" یعنی محال عادی تحت قدرت نہیں اور نہ اس سے قدرت خداوندی میں کوئی نقص ہے ایسا ہی کتب فقہ المسامرہ ص ۱۸۰

ج ۳ میں بھی لکھا ہے۔ اس مرقومہ عبارت کو بے غبار کرنے کے لئے اسماعیل دہلوی صاحب خداوند کریم کے جھوٹ کو اسی طرح ثابت کر رہے ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

(۲) اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست لانسلم کہ کذب مذکورہ محال بمعنی مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقاآں بر ملائکہ وانبیا خارج از قدرت الٰہیہ نیست الا لازم آید کہ قدرت انسانی زائد از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقعہ والقاآں بر مخاطبین در قدرت اکثر افراد انسانی است۔

رسالہ یکروزہ اسماعیل دہلوی ص ۱۷۔۲۱۷

یعنی اگر محال سے مراد ممتنع لذاتہ کے خدا تعالیٰ کے تحت قدرت نہیں تو ہم یہ نہیں مانتے کہ یہ جھوٹ ممتنع لذاتہ ہو کیونکہ کوئی جھوٹی بات فرشتوں کے واسطے سے نبیوں کو پہنچانی خدا کی قدرت سے باہر نہیں ورنہ آدمی کی قدرت کا خدا کی قدرت سے بڑھ کر ہونا لازم آتا ہے۔ اسلئے کہ بہت سے آدمی جھوٹی بات بنا کر لوگوں کو سنا دینے پر قادر ہے۔

نوٹ :-اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اگر جھوٹ کا پایا جانا خدا تعالیٰ میں تسلیم نہ کیا جائے تو خدا کی قدرت انسانوں کی قدرت سے کم ثابت ہوتی ہے۔ اس وہابیہ اصول پر اگر چہ اعتماد کر ہی لیا جائے تو ماننا پڑیگا کہ جو کچھ انسان کر سکتا ہے مثلاً کھانا ، پینا ، سونا، پاخانہ کرنا، چوری کرنا، جھوٹ بولنا وغیرہ وغیرہ تو خدا کیلئے بھی یہ سب کچھ ممکن ہوگا مگر اللہ تعالیٰ ان مجموعہ صفات سے بالکل منزہ ہے اور پاک ہے۔

استغفر اللہ! اللہ مجدہ الکریم کے مقدسہ صفات عالیہ کو مخلوق سے

اشتباہ کرنا، توہین اور سنگین قسم کی گستاخی نہیں تو اور کیا ہے۔

(۳) امکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کے خلاف پر وہ قادر ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۴۰۷

نوٹ:۔ کذب (جھوٹ) ایک ایسا قبیح فعل ہے جس سے ایزد تقدس تعالیٰ کی ذات و صفات بالکل منزہ ہے کیونکہ جھوٹ نقص ہے عیب ہے اور یہ محال عقلی ہے جو زیر قدرت بھی نہیں ہے۔ معززین کرام نے اس مسئلہ پر شرح و بسط سے گفتگو فرمائی ہے چنانچہ حضرت علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔ اِنَّ الْکِذْبَ وَ الْخَلْفَ فِیْ قَوْلِہٖ مُحَالٌ تفسیر کبیر زیر آمہ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا اور علامہ قاضی امام عبدالرحمان تفسیر بیضاوی میں فرماتے ہیں۔ فَاِنَّہٗ لَا یَتَطَرَّقُ الْکِذْبَ اِلٰی خَبْرِہٖ بِوَجْہِہٖ لِاَنَّہٗ نُقْصٌ وَّھُوَ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مُحَالٌ۔ یعنی امام رازیؒ فرماتے ہیں کذب اور خلف (وعدہ خلافی) اللہ تعالیٰ کے قول میں محال ہے اور بیضاوی میں قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ اس بات کی نفی ہے کہ کوئی خدا سے زیادہ سچا نہیں اسلئے کہ جھوٹ خدا کی طرف راہ نہیں پاتا اس وجہ سے کہ جھوٹ عیب ہے اور خدا تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔ امام رازی رحمتہ اللہ علیہ معتزلہ کی تردید میں فرماتے ہیں۔ فَقَدْ جَوَّزَ وَالْکِذْبَ ھٰذَا خَطَاءٌ عَظِیْمٌ بَلْ یُقَرَّبَ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْر فَاِنَّ الْعُقَلَاءَ اِجْمَعُوْ اعلیٰ اَنَّہٗ تعالیٰ مُنَزَّہٌ عَلٰی عَنْ الْکِذْبِ انتی

بیشک (معتزلہ) نے کذب کو جائز کیا اور یہ بہت بڑی خطا ہے بلکہ قریب الی الکفر ہے اس واسطے عاقلوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ

تعالیٰ کذب سے منزہ ہے۔ علامہ علاء الدین بغدادیؒ تفسیر خازن میں اسی آیہ کے تحت رقم کرتے ہیں۔ اَیْ لَا اَحَدَ اَصْدَقَ مِنَ اللّٰہِ تعالیٰ فَاِنَّہٗ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَلَا یَجُوْزُ عَلَیْہِ الْکِذْبِ انتھی۔ یعنی نہیں ہے کوئی زیادہ سچا اللہ سے اس لئے کہ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور نہ ہی اس پر کذب جائز ہے۔ لہٰذا تمام مفسرین کرام کا اس پر اجماع ہے اور ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ یہ عقیدہ صرف اہل اسلام ہی کا نہیں بلکہ اہل ملل (یہودی۔ نصرانی) اور ہر سمجھدار کافر بھی اتفاق کئے ہوئے ہے جیسے نبراس شرح عقائد میں لکھا ہے۔ وَاَعْلَمُ اِنَّ اَھْلُ الْمِلَلَ اِجْمَعُوْ اعلیٰ اَنَّ الْکِذْبَ مِنَ اللّٰہِ مَحَالٌ۔ ص ۲۱۹

یعنی تمام ملت والوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جھوٹ کا صادر ہونا محال عقلی ہے۔ پس ان بزرگان دین کے اقوالات سے معلوم ہوا کہ اللہ مجدہ الکریم کو جھوٹا تصور کرنے میں انسان ایمان سے خارج ہو جاتا ہے گویا اس سلسلہ میں علامہ رازی فرماتے ہیں۔ اِنَّ الْمُوْمِنَ لَا یَجُوْزُ اَنْ یَّتَعَلَّقَ بِاللّٰہِ الْکِذْبَ یَخْرُجُ بِذَالِکَ عَنِ الْاِیْمَانِ۔ تفسیر کبیر جلد ۵ یعنی مومن کیلئے کوئی جواز نہیں کہ اللہ کے متعلق کذب کا گمان کرے ورنہ اس کا قائل بے ایمان ہو جائے گا۔

(۴) امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے۔ براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے ایک خوش نما دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے تاکہ وہ اسماعیل دہلوی کی پشت پناہی کر سکے لیکن یہ بھی ادھر ادھر کی مارتے رہے مگر کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکے بلکہ اپنے ایمان ہی کو ضائع کرتے رہے۔ اب اس مسئلہ کی حقیقت کو سمجھنے کیلئے توضیح عرض کی جاتی ہے۔

وضاحت:- کسی جرم پر کسی سزا کا مقرر کرنا وعید ہے اور کسی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری پر انعام واکرام کا اعلان کرنا وعدہ ہے اب وعید اور وعد کی تعریف معلوم ہونے کے بعد خوب سمجھ لیں کہ خلف وعد یعنی وعد خلافی کرنا یہ ایک عیب ہے اور نقص ہے اللہ مجدہ الکریم اس نقص وعیب سے پاک ہے اور کسی جرم کے کرنے والے کو جرم کی سزا نہ دینا اور معاف کر دینا یہ عیب نہیں اور نہ ہی نقص ہے بلکہ یہ ایک رحم و کرم کی بات ہے جس کو خلف وعید کہا جاتا ہے اشاعرہ صاحبان اسی خلف وعید کے قائل ہیں کیونکہ یہ عیب و نقص نہیں جو لوگ اس کے عدم جواز کے قائل ہیں ان کی مراد کفار کی وعید ہے اب واضح ہو گیا ہے کہ اشاعرہ کے نزدیک معنی جواز خلف وعیدہ کے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنے وعدے اور ارادے کے مطابق گنہگار کو بھی بخش دے گا اس جگہ نہ جھوٹ کا ہونا ثابت ہے نہ ہی یہ خلف وعید کی فرع ہے بلکہ بہ اعتبار ظاہر کے مجاز اُس کا نام خلف وعید رکھا گیا ہے۔ اس کو خوب سمجھنے کی غرض سے ایک اور مثال عرض کئے دیتا ہوں جس سے اور بھی تسلی اور تشفی ہو جائے گی۔

مثال:- ایک بادشاہ اگر میدان جنگ کی کسی خاص جانبازی پر کوئی انعام مقرر کر دے اور کوئی سپاہی اس جنگ میں پوری جانبازی سے کام لے پھر بادشاہ اس کو انعام نہ دے تو اس کو خلف وعدہ یعنی وعدہ خلافی کہا جائے گا اور ساتھ ہی بادشاہ کو بدنام کیا جائیگا اور اگر وہی بادشاہ اعلان کر دے کہ میدان جنگ میں دشمن کے بالمقابل جو جان بچا کر بھاگ نکلے گا تو اس کو میں پھانسی دے دوں گا پھر کوئی سپاہی جان بچا کر جنگ سے بھاگ نکلے اور

اپنی جان بچالے پھر وہ ہی بادشاہ اس سپاہی کے بال بچوں پر رحم و کرم کرتے ہوئے پھانسی نہ دے تو کوئی عاقل یہ نہیں کہے گا کہ بادشاہ نے وعدہ خلافی کی ہے بلکہ وہ تو یہ کہے گا کہ بادشاہ نے اس سپاہی پر رحم و کرم کیا ہے اور یہ کہ اس کی جان بخشی کر دی ہے لہٰذا ایسی خلف وعید کا مفہوم ہے یہ عیب نہیں بلکہ رحم و کرم کا کمال ہے اب تو اس مسئلہ کی نوعیت کو آپ نے سمجھ لیا ہو گا کہ جس کی آڑ لے کر دیوبندی پیشوائے پنجم مولوی خلیل احمد نے جو امکان کذب کو خلف وعید کی فرع بیان کی اور رب کریم کی طرف جھوٹ کو زیر قدرت ہونے کی ناکام کوشش کی ہے یہی توہین خداوندی ہے یہاں ایک مسئلہ بھی سن لیجئے۔

مسئلہ:- اللہ تعالیٰ نے گناہ گاروں کیلئے جن سزاؤں کا اعلان کیا ہے ان کے خلاف ہو سکتا ہے یا نہیں تو اس کا جواب علمائے کرام نے یہ دیا ہے چنانچہ علامہ شامی نے ردالمختار میں لکھا ہے جسے خلیل احمد نے بھی براہین قاطعہ کے صفحہ نمبر دو پر نقل کیا ہے۔"هَلْ يَجُوْزُ خَلْفَ فِي الْوَعِيْدِ فَظَاهِرُ هَا فِي الْمَوَاقِفِ وَالْمَقَاصِدِ اِنَّ الْاَشَاعِرَةَ قَائِلُوْنَ بِجَوَازِهٖ لَاْ يَعِدُ نقصاً بَلْ جوداً و كَرَماً" یعنی پس کتاب مواقف اور مقاصد کی عبارت سے ظاہر ہے اشاعرہ اس بات کے قائل ہیں کہ وعید کے خلاف ہو سکتا ہے کیوں کہ گنہگاروں کیلئے جو وعیدیں فرمائی گئی ہیں ان کو ان سے معاف کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ اس طرح کرنا نقص نہیں سمجھا جائے گا بلکہ اللہ مجدہ الکریم کی بخشش اور کرمنوازی تصور کی جائیگی پس معلوم ہوا کہ خلف وعید ہرگز کذب نہیں لیکن دیوبندیوں کے پیشوائے پنجم نے اس خلف وعید کو کذب سمجھ رکھا ہے اس لئے لکھ مارا ہے کہ کذب خلف

وعید کی فرع سے اب آپ ہی سوچیں کہ کذب جیسی مکروہ اور قبیح صفت سے رب کائنات متصف کرنا گستاخی اور توہین ہے یا نہیں ناچیز کے نزدیک تو گستاخی ہی گستاخی ہے۔

(۵) انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو اس کا کوئی علم نہیں کہ کیا کریں گے اللہ کو ان کے کرن کے بعد معلوم ہوگا۔

تفسیر بلغۃ الحران از حسین علی واں بھچروی ص ۱۵۸-۱۵۷

نوٹ:- اہل سنت کے نزدیک علم الٰہی کا منکر خارج از اسلام ہے "مَن اِعتَقَدَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَعلَمُ اِلاَّ شیٔ قَبلَ وَقُوعِھَا فَھُوَ کَافِر" جس شخص کا یہ اعتقاد ہو اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے۔ مولوی حسین علی واں بھچروی نے اس آیہ کریمہ سے مخلوق الٰہی کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے یہ حربہ اب کا بالکل ناکامیاب ہے کیونکہ آیت کریمہ "ولیعلم الذین......" اور اس قسم کی دوسری آیات و احادیث ہے مجاہدین و غیر مجاہدین اور مومنین و منافقین کا امتیاز باہمی مراد ہے اور معانی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کو مومنین سے اور غیر مجاہدین کو مجاہدین سے ابھی تک جدا نہیں کیا آئندہ (علم الٰہی کے مطابق) انہیں الگ کر دیا جائیگا۔ یہاں علم سے تمیز مراد ہے فلیعلمن اللہ بمنزلہ فلیمز اللہ کیلئے جسے اللہ تعالیٰ کے قول ویمنیز اللہ الخبیث من الطیب ط میں خبیث کا طیب سے جدا ہوا نصوص ہے ایسے ہی اس آیت میں (مولوی حسین علی نے نفی علم الٰہی کی دلیل سمجھی ہے) مومنین و منافقین مجاہدین اور غیر مجاہدین کا ایک دوسرے سے الگ ہونا مذکور ہے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ خدائے علیم و خبیر کو ان کا علم

ہی نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی شان تو اِنَّہٗ عَلِیمٌ بِذَاتِ الصُّدُور ھے اور یَعلَمُ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَالاَرضِ وَیَعلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعلِنُونَ ہے۔ یعنی وہ سینوں کے گھومنے والے تصورات کا عالم ہے اور زمین و آسمان کی مخلوق کے اسرار و اظہار کا بھی عالم ہے مگر یہاں مولوی حسین علی بھچروی کے متوسلین کا یہ کہنا کہ اس عبارت میں مولوی حسین علی صاحب نے اپنا مذہب بیان نہیں کیا بلکہ معتزلہ کا مذہب بیان کیا ہے یہ بات انتہائی مضحکہ خیز ہے اس لئے کہ جب مولوی مذکور نے قرآن اور حدیث کو اس مذہب پر منطبق مانا تو اس کی حقانیت کو تسلیم کر لیا خواہ وہ معتزلہ کا مذہب ہی کیوں نہ ہو اگر کسی کا مذہب قرآن حدیث سے منطبق ہو تو اس کا انکار کیونکر کیا جا سکتا ہے پوری عبارت اس طرح ہے کہ "انسان خود مختار اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے سے کوئی علم بھی نہیں ہوتا کہ کیا کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہو گا اور آیہ قرآنی جیسا کہ ولیعلم الذین وغیرہ بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں"۔

بلغۃ الحران ص ۱۵۷-۱۵۸

ناظرین صاحبان! ذرا غور فرمایئے کہ معتزلہ کے عقیدہ کو نقل کر کے اس پر آیہ کریمہ اور احادیث کا منطبق ہونا مان لیا تو مولوی حسین علی بھی اس عقیدہ میں شامل ہو گئے اور اس پر قرینہ یہ کہ بلغۃ الحران کی مندرجہ عبارت چیخ چیخ کر پکار رہی ہے کہ مولوی حسین علی نے اس عقیدہ کو صحیح تسلیم کیا ہے پس یہی بات رب ذوالجلال کی بارگاہ میں نہایت بے ادبی اور گستاخی ہے کیوں کہ اس میں رب کریم کے علم غیب کا انکار پنہاں ہے اب

جو گستاخانہ کلمات حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دیوبندیوں نے لکھے ہیں ان میں سے چند ایک بھی ملاحظہ فرمائیں۔

توہین رسالت:-(۱) زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کی مصابعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے .... غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔

صراط مستقیم اردو ص ۱۳۶ اور فارسی کے ص ۸۶ پر دیکھو

نوٹ:-دیکھئے! اس عبارت میں کیسے سخت مکروہ اور قبیح الفاظوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین بیان کی گئی ہے اسماعیل دہلوی اور ان کے ہم مشرب لوگوں کو یہ غلط فہمی اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ انہوں نے تصور مصطفیٰ کو تصور الٰہ سے الگ اور غیر سمجھا ہے حالانکہ بات دراصل یہ ہے کہ خیال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیال خداوندی کا غیر نہیں بلکہ ان کا دیدار تو دیدار خداوندی ہے اور ان کا ذکر ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ ہی کا ذکر اور اس کی اطاعت ہے (وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰه) اور ان بیعت اللہ تعالیٰ کی بیعت ہے (اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰه) اور ان کا پھینکنا اللہ تعالیٰ کا پھینکنا ہے (وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى) اور ان کا کلام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى) اس قدر منزلت کے ماتحت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ عبادت وہ عبادت ہے جس میں محبوب علیہ السلام کی تعظیم اور عظمت

کا تصور شامل حال ہو اس لئے ہم جب تشہد میں حضور علیہ السلام پر سلام بھیجتے ہیں تو آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصور کر کے ہی بطور انشا پڑھتے ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِىُّ وَرَحْمَتُه للّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ تمام فقہائے اجلہ نے ایسے ہی فرمایا ہے کہ سلام بطور حکایتہ نہ پڑھا جائے بلکہ صیغہ انشاء میں پڑھا جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشخص کو مدنظر رکھا جائے امام محمد غزالی احیاء العلوم جلد اول میں فرماتے ہیں "اِحضر فِي قَلْبِكَ وَ شَخصَهُ الْكَرِيْمَ وَ قُلْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِىُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه" اور شبیر احمد عثمانی دیوبندی شارح مسلم نے بھی یہی لکھا ہے اور ملاں علی قاری رحمۃ اللہ علیہ الباری مرقات شرح مشکوات میں لکھتے ہیں قَالَ الْغَزَالِيُّ فِي الْاِحْيَاءِ قَبْلَ ذَالِكَ السَّلَامُ عَلَيْكَ اِحْضَرْ شَخْصَهُ الْكَرِيْمَ فِي قَلْبِكَ وَلِيَصْدِقَ اَمْلُكَ فِي اَنَّهٗ يَبْلُغُهٗ سَلَامُكَ وَيَرُدُّ عَلَيْكَ۔

مرقات شرح مسکواۃ جلد ۲ ص ۳۲۵

یعنی امام غزالی فرماتے ہیں (تشہد پڑھنے سے پہلے یوں کیفیت ہونی چاہئے) کہ السلام علیک پڑھنے سے پہلے اپنے دل میں حضور علیہ السلام کو حاضر کر کے سلام پڑھیں اور اس میں یہ امیدیں وابستہ رکھیں کہ تمہارا سلام ان کو پہنچ رہا ہے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب دے رہے ہیں وہ تیرے سلام سے اکمل واعلیٰ ہے اب اس واقعہ کو حدیث سے موید کرتا ہوں تاکہ جو معروضات پیش نظر ہیں ان کی توثیق ہو جائے اور یہ عقیدہ صاف ہو جائے کہ نماز میں تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصور آجانا نماز کو باطل نہیں کرتا۔

(حدیث)

حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ روایت کرتے ہیں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلہ عمرو بن عوف کے ہاں تشریف لے گئے وہاں سے آپ کی واپسی میں دیر ہوگئی اور ادھر نماز کا وقت آگیا مسجد نبوی میں اذاں دے دی گئی صحابہ کرام مسجد میں جمع ہوگئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھنی شروع کر دی ابھی نماز ختم نہ ہونے پائی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لے آئے مسجد میں چونکہ نماز باجماعت شروع تھی اور آپ بھی مسجد میں پہلی صف کے قریب پہنچ گئے بعض صحابہؓ نے تالیاں بجاکر صدیق اکبرؓ کو متنبہ کرنے کیلئے اشارہ کیا تاکہ اسے نبی پاک کے آجانے کا علم ہو جائے مگر صدیق اکبر کی توجہ اس طرف مبذول نہ ہوئی (صدیق اکبر جب نماز میں مصروف ہو جاتے تو ان پر استغراقی کیفیت طاری ہو جاتی تھی جس کی وجہ سے توجہ نہ کر سکے) پھر دوبارہ صدیق اکبرؓ کو توجہ دلانے کیلئے اکثر صحابہ نے تالیاں بجا بجا کر خبردار کیا تب صدیق اکبر سمجھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا چکے ہیں فوراً خیال آیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں صدیق کا مصلائے امامت پر جمے رہنا ادب وایمان کے سراسر خلاف ہے الٹے پاؤں مصلائے امامت کو چھوڑ کر صف اول کی جانب پیچھے ہٹنا شروع کر دیا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصلائے امامت پر تشریف لائیں اور نماز کی تکمیل فرمائیں رسول خدا نے جب صدیقؓ کو پیچھے ہٹتے دیکھا تو اشارہ سے فرمایا "اُن

اُمْکُثْ مَکَانَكَ" صدیق مصلائے امامت پر ہی کھڑے رہو مگر حضرت صدیقؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی خاطر مصلائے امامت سے اتر آئے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصلیٰ پر تشریف لے گئے اور بقیہ نماز کی تکمیل فرمائی اور نماز سے فارغ ہوکر ارشاد فرمایا اے صدیق جب مصلی پر کھڑے رہنے کی تمہیں اجازت دے دی گئی تھی تو پیچھے کیوں آگئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوقحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ وہ رسول خدا کے آگے کھڑے ہوکر نماز پڑھے مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی عرف الشدی کے صفحہ نمبر ایک سو ستر پر لکھتا ہے "وَجْدتُ ھذالحَدِیثُ فِی اَحدَ عشرَ کِتاباً" یعنی یہ حدیث کی گیارہ کتابوں میں پائی ہے۔

نوٹ:- غور فرمایئے! صدیق اکبر تو نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب واحترام اور تعظیم وتکریم کو ملحوظ رکھتے ہوئے بحالت نماز پیچھے چلے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مصلی خالی کر دیا صدیق اکبر کے اس فعل کو دیکھ کر نہ نبی پاک فرماتے ہیں اے صدیق! تم مشرک ہوگئے ہو تمہاری نماز فاسد ہوگئی کیوں کہ تو نے نماز میں میری تعظیم کی ہے اور بحالت نماز ہی میں میرے ادب واحترام کو برقرار رکھا یہ فعل تو نماز کو مشرک کی طرف کھینچ لیتا ہے میرے دوستو! اب انصاف تمہارے پلے ہے خود سوچ لیں اگر دیوبندیہ وہابیہ وغیرہ کی عبارت منقولہ کا یہ پہلو کہ "غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو (یعنی شیخ یا اس جیسے بزرگ خواہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کیوں نہ ہوں) وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے" درست ہوتا تو

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم حضرت صدیق کو جس نے آپ کی تعظیم کیلئے مصلائے امامت خالی کر دیا اور الٹے پاؤں چل کر پہلی صف میں شامل ہو گئے تھے اور جن لوگوں نے آپ کی تعظیم بجالانے کی خاطر صدیق اکبرؓ کو تالیاں بجا جا کر خبر دار کیا انہیں یہ نہ فرمایا کہ اے صدیقؓ! اور اے صدیقؓ کو تالیاں بجا کر خبر دار کرنے والو! تم نے سخت غلطی کھائی نماز میں میری تعظیم کا خیال آیا تم مشرک ہو گئے تمہاری نماز فاسد ہو گئی مگر ہوا یہ کہ نہ آپ ان کو نماز کے لوٹانے کا حکم دیتے ہیں اور نہ ہی ان پر مشرک ہونے کا فتوی لگاتے ہیں بلکہ وہی نماز جو صدیق اکبر نے پڑھائی شروع کی تھی اسی نماز کی تکمیل اس طرح فرمائی حضرت صدیق اکبر نے جو سورت قرات میں شروع کی تھی آپ نے اس صورت کو اس جگہ سے شروع کیا جہاں سے صدیق نے قرأت چھوڑی تھی۔ اس نماز کو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اس طرح مکمل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا یہ فعل اس پہلو کا بطلان ہی بطلان ظاہر کرتا ہے اور اس عبارت کا دوسرا پہلو "شیخ یا اس جیسے بزرگوں کی طرف خواہ رسالتماب (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے" اس پہلو میں شیخ اور بزرگوں اور حضور علیہ اسلام کا بیل اور گدھے سے ملا کر ذکر کرنا سخت گستاخی اور بڑی توہین ہے یا نہیں ہے اور ضرور ہے۔ **اللھم نجنا من ھذا العقائد الدلوبندیة**

(۲) شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت علم نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی کونسی وسعت علم کی کون سے نص قطعی ہے۔

براہین قاطعہ ص ۷۱

نوٹ:۔ نص قطعی آیہ قرانیہ اور ارشاد نبویہ کی محکم دلیل اور مضبوط برہان کو کہتے ہیں دیوبندی پانچویں پیشوا کا یہ کہنا کہ کونسی نص قطعی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی وسعت علمی کے ثبوت میں تو میں ایک ادنی متبدی خادم العلماء و کشف براور علمائے حق عرض کرتا ہوں سن لیجئے۔ قرآن پاک سے بڑھ کر اور کوئی نص قطعیہ نہیں ہو سکتی قرآن میں ہی تو ہے۔(۱) "وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيكَ عَظِيماً" یعنی اے محبوب ہم نے آپ کو تمام ان چیزوں کا علم بخشا ہے جس کا علم پہلے سے آپ کو نہ تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا تجھ پر فضل عظیم ہے۔ علامہ معین الدین واعظ کاشفی تفسیر حسینی میں اس آیہ کریمہ کی تفسیر یوں بیان فرماتے ہیں "در بحر الحقائق آمدہ است کہ آں علم ماکان دمالکون است کہ حق تعالیٰ در شب امری بدال حضرت عطا فرمود چنانچہ در حدیث معراج آمدہ است کہ من در زیر عرش بعدم قطرہ در حلق من ریختند فَعَلِمتُ بِھَا مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ چنانچہ حدیث عَلِمتُ عِلمَ الْاَوَّلِینَ وَالْآخِرِینَ ازیں معنے خبر مے دہد یعنی یہ علم ماکان ومایکون ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے شب معراج میں حضور علیہ السلام کو عطا فرمایا حدیث معراج میں ہے کہ میں عرش کے قریب تھا ایک قطرہ (علمیہ رحم و کرم کا) میرے حلق میں ڈالا پس میں نے اس وقت گزشتہ اور آئندہ کے واقعات کا علم از بر کر لیا عَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِینَ وَ الْآخِرِینَ یہ حدیث اسی پر شاید ہے۔ یہ ہے جناب وسعت علمیہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم میں نص قطعی اور سنیئے (۲) وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ

شَهِیْدًا۔(۳) فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی۔(۴) وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَالٰکِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُسُلِهٖ مَنْ یَّشَاءُ(۵) وَمَا هُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ (۶) اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَرَ یہ تمام آیات مشتے از خروار رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وسعت علمی میں نص قطعی میں اگر مزید تفصیل مطلوب ہو تو صرف ان ہی آیات کی تفسیر ان تفاسیر میں ملاحظہ کریں۔ تفسیر عزیزی از شاہ عبدالعزیز دہلوی تفسیر خازن از علامہ علاؤالدین البغدادی تفسیر معالم التنزیل از علامہ بغوی تفسیر حسینی از علامہ واعظ کاشفی وغیرہ۔

(۳) علم آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

براہین قاطعہ ص ۵۲

نوٹ :- تمام مخلوق سے حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم مقدس زیادہ ہے اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم شریف کو دوسروں کے علم سے کم سمجھے وہ نہایت پرلے درجہ کا بے ادب اور گستاخ ہے جیسا کہ علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں "فَاِنَّ مَنْ قَالَ فُلَانٌ اَعْلَمُ مِنْهُ صلی اللّٰه علیه و آله وسلم فَقَدْ عَابَهٗ وَنَقَصَهٗ .... وَالْحُکْمُ فِیْهِ السَّابِّ مِنْ غَیْرِ فَرْقٍ بَیْنَهُمَا" نسیم الریاض ترشفائے وصی عیاض ج ۴ ص ۲۳۵ + یعنی جس نے خدا کی کسی مخلوق کا علم حضور علیہ السلام کے علم سے زیادہ مانا تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر عیب لگایا اور آپ کے علم کی تنقیص کی ...... مخلوق خدا سے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم کم بتانے والے اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کو گالیاں دینے والوں میں کوئی فرق نہیں۔ اس توہین نمبر ۳ سے معلوم ہوا وہابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم شیطان ملعون اور ملک الموت کے علم سے کم بتارہے ہیں اور نبی پاک کو عیب دار بنارہے ہیں یہ نبی پاک پر عیب لگانا توہین ہے اور توہین انبیاء کفر ہے۔

العیاذ باللہ من ذالک الافتری

(۴) اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے۔

حفظ الایمان مع تغیر العنوان ص ۱۳

نوٹ :- اس عبارت میں دیوبندیوں کے حکیم الامت نے نہایت ملمع سازی اور فن کاری سے کام لیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میری اس گستاخ عبارت پر یکدم کوئی لاوہ نہ پھوٹ پڑے۔ لکھنے والے کو پورا یقین تھا کہ اس کا رد عمل ضرور ہو گا اس لئے اس عبارت میں پوری جانفشانی سے ملمع سازی کی گئی اور اسے ایک چیستان بنا دیا گیا مگر عشاقان مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نظر کب چوکنے والی تھی جونہی یہ عبارت منظر عام پر آئی تو اہل سنت نے بادی النظر مطالعہ کیا کیوں کہ نبی پاک کی شان کا مسئلہ تھا تو سب کا پول کھل گیا اور ملمع سازی کے پرخچے اڑ گئے لکھنے والے کا سارا بھرم ملیا میٹ ہو کر رہ گیا اور ہر خاص و عام پر واضح ہو گیا کہ یہ عبارت بے ادبی اور گستاخی سے مملو ہے۔ آمنہ کے لال کے علم کو بچوں اور پاگلوں اور چوپاؤں کے علم سے تشبیہ دی جارہی ہے۔ اہل سنت کا ہوشمند مستقبل آشنا طبقہ یہ نہ چاہتا تھا کہ آپس میں مناظرہ کی نوبت

آئے پورے اعتدال پسندی اور سنجیدگی سے تھانوی صاحب کے حامیین اور متوسلین کو سمجھانے لگے اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَان۔ انسان خطا کا پتلا ہے کوئی تعجب نہیں یہ عبارت کوئی وحی الٰہی تو ہے نہیں جسے ترمیم نہ کیا جاسکے یہ سو فیصدی آپ کا حق ہے اس عبارت کو بدل کر توہین آمیز کلمات نکال کر عبارت درست کرلی جائے مگر تھانوی صاحب کے باوجود توجہ کرانے کے ادھر التفات ہی نہ کیا اور خموشی سی سادھ لی گئی۔ اس بات پر صرف بے گانے نالاں نہ تھے بلکہ یگانوں سے بھی نہ رہا گیا چنانچہ حیدر آباد دکن سے متوسلیوں نے خط لکھے اور یہی التجا پیش کی کہ اس عبارت میں ترمیم ہونی چاہئے یہ خود تھانوی صاحب کا بیان ہے مری طرف حیدر آباد سے مورخہ صفر ۱۳۴۲ھ کو ایک خط آیا ہے جس میں مواقع ترمیم کا ارتفاع ان الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے "(۱) ایسے الفاظ جس میں مماثلت علمیت غیبیہ محمدیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی علوم مجانین اور بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر سخت سوء ادبی کو مشعر ہے کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کر لیا جائے۔ (۲) جس میں مخلصین حامیین جناب والا کو حق بجانب جواب دینے میں سخت دشواری ہوتی ہے۔ (۳) وہ عبارت آسمانی اور الہامی عبارت تو نہیں جس کی مصدرہ صورت اور ہیئت عبارت بحالہ بالفاظہ باقی رکھنا ضروری ہو" (مولوی حکیم الامت دیوبندیہ نے اس خط کا جواب اس عبارت کی کچھ تنقیح کر کے اس طرح کر دیا) "غرض ان تنقیحات وتصریحات کے بعد کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے نہ کسی خلاف مقصود یا نعوذ باللہ سوء ادب کا اصلا ابہام رہا پس اس بناء پر واقعی ترمیم کی

مطلق ضرورت نہیں۔

ملخصاً تغیر العنوان ص ۲۸-۲۹-۳۰

تھانوی جی کی توجہ نہ کرنے پر تھانوی گروپ اور متوسلین دیوبند تین حصوں میں تقسیم ہو گئے ایک وہ جو اندھی تقلید میں مست ہو کر باوجود شکستہ دل ہونے کے یہ کہتے رہے۔

یہ آستان یار ہے صحن حرم نہیں
جب رکھ دیا ہے سر اٹھانا نہ چاہئے

اور تھانوی صاحب کے پشت پناہ ہو کر ان کی کمر پر تھپکیاں دینے لگے اور شاباش شاباش کے نعرے مارنے لگے دوسرے وہ جن کی ایمانی فراست نے بھانپ لیا اور ان پر حق واضح ہو گیا اور سمجھ گئے کہ گوبرو غلاظت پر عطر اور کیوڑے کا چھڑکاؤ بے سود ہے وہ بھی یہ کہتے ہوئے الگ ہو گئے۔

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

اور تیسرے وہ جو اعتدال پسند تھے نہ ان سے دوستی روا رکھی اور نہ ان سے دشمنی کا مظاہرہ کیا۔

کہنے لگے تم ایسوں سے فقط صاحب سلامت دور کی اچھی
نہ تم سے دوستی اچھی نہ تم سے دشمنی اچھی

جب صورتحال یہ پیدا ہو گئی تو آخر الامر تھانوی نے سوچا کہ اس کا اب کوئی حل ضرور ہونا چاہئے خیال آیا کہ اپنے متوسلین کی ایک جماعت

کیوں نہ بلالی جائے اور ان سے باہم مشورہ کیوں نہ کرلیا جائے اسی اثنا پر ایک مشاورتی کونسل طلب کی جس کے صدر توعلی الاطلاق شیخ نجد تھے اس مجلس میں تھانوی صاحب کی شکل نہایت مغموم سی بنی ہوئی تھی کیونکہ حفظ الایمان کی عبارت نے پریشان کر رکھا تھا جس کے خلاف مسلمانوں میں شوروغل مچا ہوا تھا اس مجلس کا افتتاح شیخ نجدی نے کیا اس کے بعد تھانوی کو گفتگو کا موقع دیا گیا تو آنجہانی دھیمی دھیمی سے آواز میں (یہ مصرع آلاپ کر خاموش سے ہوگئے) ع

خاموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

مطلب یہ تھا کہ عبارت حفظ الایمان کے واپس لینے پر بار بار متنبہ کیا جا رہا ہوں اس کی دھیمی آواز پر حاضرین مجلس کو نہایت رحم آیا اور بحث و تمحیص کے بعد فیصلہ طے پالیا کہ عبارت واپس لینے میں بڑی رسوائی ہو گی بدنامی ہوگی واپس قطعاً نہ لی جائے اس عبارت کی تاویل اور توجیہ کر کے مناظرے اور مجادلے کے ذریعے سے بے غبار بنالی جائے تب بھرم رہ سکتا ہے وگرنہ ہمارے علم و فضل کا جنازہ نکل جائے گا چنانچہ اس مجلس میں چار اشخاص انتخاب کئے گئے جن کو عبارت کے صاف کرنے کا اختیار سونپا گیا ان چاروں کے نام یہ ہیں (۱) مولوی مرتضی حسن چاندپوری (۲) مولوی حسین احمد ٹانڈوی (۳) مولوی منظور نعمانی (۴) مولوی عبدالشکور لکھنوی۔ حفظ الایمان کی وہ عبارت جو محل نزاع تھی ان کے حوالے کردی گئی۔ اب تھانوی کا چہرہ پژمردگی و پریشانی کے عالم سے ہٹ کر مسکراہٹ میں تبدیل ہوا خوشی و انبساط کے ساتھ کہنے لگے مجھے آج

کے دن تم جیسوں سے یہی امید تھی اس کے بعد اجلاس ختم ہوگیا ہر ذمہ دار اپنی بساط علمی سے حفظ الایمانی عبارت کی تاویل و توجیہہ کرنے لگا سب سے پہلے مرتضی احسن چاندپوری نے یہ تاویل پیش کی عبارت متنازعہ فیہا میں "ایسا" بمعنے اسقدر اور اتنا کے ہے پھر تشبیہ کیسی (یعنی اس عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کیلئے نہیں بلکہ مقدار کیلئے ہے)

توضیح البیان مصنفہ مرتضی حسن چاندپوری ص ۱۷ بحوالہ
خون کے آنسو از مشتاق نظامی

اس کے بعد دوسرے مبصر صاحب حسین احمد کی تاویل و توجیہہ سنیئے

سمجھتے تھے رہے گی جنگ محدود گل و بلبل
مگر تخریب نظم گلستان تک بات جا پہنچی

"حضرت مولانا تھانوی صاحب عبارت میں لفظ "ایسا" فرمارہے ہیں اتنا تو نہیں فرمارہے اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ احتمال ہوتا کہ معاذاللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے برابر کردیا"

الشہاب الثاقب مصنفہ حسین احمد صفحہ ۱۰۲

(یعنی اس عبارت میں لفظ "ایسا" تشبیہ کیلئے ہے مقدار کیلئے تو نہیں اگر ہوتا تو البتہ قباحت لازم آتی)

خلاصہ کلام:۔ مرتضی حسن چاندپوری کا کہنا ہے کہ لفظ "ایسا" تشبیہ کیلئے نہیں اس کے معنی اتنے اور اس قدر کے ہیں اگر تشبیہ کیلئے ہوتا تو توہین رسالت ہوتی جو موجب کفر ہے اور حسین احمد کا بیان ہے کہ لفظ

"ایسا" تشبیہ کیلئے ہے اگر بمعنے اتنا اور اس قدر کے ہوتا تو توہین رسالت ہوتی جس سے کفر لازم آتا۔

نتیجہ کلام:۔مرتضٰی حسن کی تاویل کی بنا پر حسین احمد پر کفر لازم آتا ہے اور حسین احمد کی تاویل کی بنا پر مرتضٰی حسن کافر ٹھہرتے ہیں۔ آج کے دیوبندی ان دونوں صاحب کو اپنا مقتدا اور پیشوا جانتے ہوئے ان کے پیروکار ہیں جو ایک دوسرے کو کافر بنا رہے ہیں۔

اظہار حق:۔بات اپنی طرف سے نہیں کہی گئی بلکہ حفظ الایمان کی عبارت پر تاویل و توجیہہ کا جو نتیجہ ہے ظاہر کر دیا گیا ہے کتنے شرم کی بات ہے ایک دوسرے کو کافر بناتے رہے مگر یہ توفیق نہ ہوئی کہ اس عبارت کو خارج کر کے اور عبارت لکھدی جائے جو بالکل بے غبار ہو اور اس میں تاویل و توجیہہ کرنے کی ضرورت ہی نہ رہ سچ کہا ہے جگر اکبر آبادی نے۔

اللہ جسے توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
فیضان محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں

جب بات اتنے تک پہنچی کہ حسین احمد مرتضٰی کو اور مرتضٰی حسن حسین احمد کو کافر بنا رہا ہے تو اس وقت منظور نعمانی صاحب بھی حفظ الایمان کی عبارت کی تاویل و توجیہہ لے کر منظر عام پر تشریف لے آئے اور یوں کہنے لگے کہ بھائیو ذرا میری بھی سنو!

(۱) حفظ الایمان کی عبارت میں وہ (ایسا) بلا تشبیہ کے اتنا کے معنی میں مستعمل ہے۔"

(۲) "حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی ایسا تشبیہ کیلئے نہیں ہے"

فتح بریلی کا دلکش نظارہ مصنفہ منظور احمد نعمانی ص ۴۸-۳۴

نوٹ:۔مرتضٰی حسن اور منظور نعمانی صاحب اس بات پر متفق ہیں کہ لفظ (ایسا) تشبیہ کیلئے نہیں ہے بلکہ معنی کے لحاظ سے اتنا اور اس قدر یعنی مقدار میں مستعمل ہے اب ناظرین صاحبان! ہی فیصلہ فرمائیں کہ منظور نعمانی اس اقرار کے بعد حسین احمد پر شریعت اسلامی کا کیا حکم ہے ابھی تک اختلاف ہی تھا ایک طرف حسین احمد تھے اور دوسری جانب مرتضٰی حسن اور منظور نعمانی تھے اتنے تک عبدالشکور لکھنوی بھی یہ شعر پڑھتے ہوئے آگئے۔

ایسے محل پر دوستو رخنہ گری ہے خودکشی
تم بھی اسی جہاز میں ہم بھی اسی جہاز میں

کہنے لگے کہ بات ایسی کہنی چاہئے کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے یہ کیا تماشہ ہے کہ تھانوی جی کی عبارت کو صاف کرنے کیلئے سب کی بنیادیں کھوکھلی کئے دیتے ہو بھلا بتلاؤ تو سہی ان تاویلات و توجیہات کی بناء پر ہم میں کون مسلمان رہ جاتا ہے اگر ایسا تشبیہ کیلئے لیا جائے تو مرتضٰی حسن اور مولانا نعمانی سے رشتہ حیات ختم اگر اتنا اور اس قدر کا معنے لیجئے تو حسین احمد کافر ہوئے جاتے ہیں لہذا میری رائے مانو اور تاویل و توجیہہ کے چکر میں مت آؤ جس قدر تاویل و توجیہہ میں الجھوگے دلدل ہی میں پھنسوگے اب میرا فیصلہ سنو وہ یہ ہے کہ "جس صفت کو ہم مانتے ہیں ان کو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور ہم

رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی ذات والا میں صفت علم غیب کی نہیں مانتے اور جو مانے اس کو منع کرتے ہیں۔

نصرت ایمانی ص ۱۷ بحوالہ خون کے آنسو ج ۱ ص ۱۸۰

استغفر اللہ = مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندیوں کے پیشوا کی عبارت منقولہ ”اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے“ اس کفریہ عبارت کو صاف کرنے کیلئے کتنی تاویلات و توجیہات کی گئیں مگر نتیجہ صفر نکلا فقط ایک دوسرے کو کافر بناتے رہے اور اس عبارت کا جواب دینا مشکل سے مشکل تر ہوتا گیا نہ اس کی ترمیم ہو سکی نہ اسے واپس لیا جا سکا یہی عبارت گستاخی اور بے ادبی اور کلمات کفریہ سے مملو ہے جو اہل سنت اور وہابیہ دیوبندیہ کے مابین محل نزاع بنی ہوئی ہے اس عبارت کو علمائے حجاز مقدسہ بھی برداشت نہ کر سکے چنانچہ مدینہ طیبہ کے مفتی سید احمد بن سید اسماعیل حسین برزنجی فرماتے ہیں ”کہ رشید احمد گنگوہی نے اپنی براہین قاطعہ [1] میں لکھا ہے کہ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نصوص سے ثابت ہوئی۔

فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے تو رشید احمد مذکور کا یہ کہنا

---

[1] حاشیہ:- براہین قاطعہ کے مولف مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ہے اور رشید احمد گنگوھی اس کتاب کے موید و مصدق ہیں چنانچہ اسی براہین قاطعہ کے صفحہ ۲۷۰ پر لکھا ہے ”اس احقر الناس خادم الطلبہ بندہ رشید احمد گنگوھی عفی عنہ نے اس کتاب مستطاب کو اول سے آخر

دو وجہ سے کفر ہے ایک یہ کہ اس میں اس کی تصریح ہے کہ ابلیس کا علم وسیع ہے نہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اور یہ صاف صاف حضور علیہ السلام کی شان گھٹانا ہے دوسرے یہ کہ اس نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم کی وسعت ماننے کو شرک ٹھہرایا اور چاروں مذہبوں کے اماموں نے تصریحات فرمائی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شان گھٹانے والا کافر ہے اور یہ کہ جو کوئی ایمان کی کسی چیز کو شرک ٹھہرائے وہ کافر ہے اور وہ جو اشرف علی تھانوی نے کہا ہے آپ کی ذلت مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے تو اس کا حکم بھی یہی ہے کہ کھلا ہوا کفر ہے بالاتفاق اس لئے کہ اس میں رشید احمد کے اس قول سے بھی زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تنقیص شان ہے تو بدرجہ اولی کفر ہو گا اور قیامت تک اللہ تعالی کے غضب اور لعنت کا موجب تو یہ لوگ اس آیہ کریمہ کے سزاوار ہیں۔

(قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيَاتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ یعنی اے نبی ان سے فرما دے کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے مخول کرتے ہو بہانے نہ بناؤ عذر نہ کرو تم تو

تک بغور دیکھا الحق کہ بندہ کے نزدیک یہ رد اور جواب کافی اور الزام حجت وافی ہے بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ کتاب ان کی اپنی لکھی ہے فقط شائع خلیل کے نام سے کی گئی ہے۔

کافر ہو چکے اپنے ایمان لانے کے بعد) یہ حکم ہے ان فرقوں اوان شخصوں کا۔

حسام الحرمین ص ۷۵-۷۴

انہی گستاخ اور بے ادب عبارات دیوبندیہ وہابیہ کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حافظ خواجہ محمد قمر الدین صاحب سجادہ نشین درگاہ عالیہ سیال شریف مرحوم مغفور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدان باصفا موضع عینوں کے رہنے کی طرف ایک ناصحانہ مکتوب گرامی ارسال فرمایا تھا جس میں موجودہ دیوبندیوں کے عقائد سے انتباہ کرتے ہوئے یوں تحریر فرمایا کہ "منکر دیوبندی لوگ قرآن مجید اور احادیث شریف کا غلط معنی کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں مسلمانوں کی مساجد میں ایسے لوگوں کو تقریر کرنے کی قطعاً اجازت نہ دی جائے سنا ہے دیوبندی (مسلک کا بچاری) مولوی[1] .... آپ کے موضع عینوں میں اپنے باطل عقیدے کی اشاعت کے درپے ہے لہذا اسے اپنی مسجد میں تقریر کرنے سے بند کرادیا جائے۔ اہل سنت مسلمان ایسے لوگوں (دیوبندیوں، وہابیوں، تبلیغیوں وغیرہ وغیرہ) کی اقتدا میں نماز بھی نہیں پڑھ سکتے کیوں کہ محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ لوگ گستاخ ہیں" اس مکتوب گرامی کی نقل فوٹو سٹیٹ ناچیز کے پاس موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ سکتا ہے۔

نوٹ:۔ یہ عبارات اہل سنت اور وہابیوں کے درمیاں حد فاصل بنی

---

[1] مولوی کا نام بوجہ مصلحت اخفار کھا گیا ہے ممکن ہے اس کو ہدایت نصیب ہو جائے کیوں کہ ابھی عمر میں جوان سال ہے وہ شرمندہ ہوتا رہے۔

ہوئی ہیں آج تک ان کا حل نہ ہو سکا ان عبارتوں میں مصنفین اور ان کے حامیین لوگوں نے توہین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو برداشت کر لی مگر اپنی گستاخ عبارت کا کوئی صحیح حل تلاش کر کے ترمیم کرنا برداشت نہ کر سکے۔ صد حیف اور افسوس کہ حیات مستعار اور زندگی ناپائیدار کی خاطر نہ جانے انساں کیا سے کیا کر گزرتا ہے۔

وہ عشرت موت ہے یارب جو نظر پر ڈال دے پردے
وہ دولت قہر ہے جو دل کو تجھ سے بے خبر کردے

اے پروردگار عالم اب اس سے بڑھ کر قیامت کی نشانی اور کیا ہو گی تیری خدائی میں ایسے سرکش اور باغی لوگ ہیں جو تیرا کھاتے ہیں اور تیرے محبوب ہی کو گالیاں دیتے ہیں اے کائنات کے پالنہار آج انسانوں کی کھلی آبادی میں تیرے محبوب کے علم کو شیطان اور ملک الموت سے کم بتایا جارہا ہے۔ شیطان اور ملک الموت وسعت علمی کو نص قرآنی سے ثابت کیا جارہا ہے مگر آمنہ کے لال کیلئے علم غیب ماننے والوں کو مشرک کہا جاتا ہے اور تیرے محبوب کے پاک علم کو جانوروں اور لڑکوں اور پاگلوں کے علم کی مانند کہا جارہا ہے۔

اے خالق ارض وسما یہ کیسا اندھیر ہے کہ نماز میں گائے بیل کا خیال لانے سے تو نماز ہو جائے مگر تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال دل میں لانے سے نماز فاسد ہو جائے اے مالک ومختار رب کریم یہ وقت تیرے محبوب کے جانثاروں پر کتنا کٹھن ہے اور ان کی عقیدت ومحبت کا کیسا سنگین امتحان ہے۔

اے رب قدیر ہم تیرے امتحان کے قابل نہیں اپنی عجز و ناتوانی کا احساس رکھتے ہوئے تیری جناب میں عہد و پیمان کرتے ہیں ہم عمر کے آخری لمحہ تک تیرے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دشمنوں پر نفریں وملامت کرتے رہیں گے اور بے ادب کی تحریر و تقریر کا دنداں شکن جواب بھی دیتے رہیں گے تو ہمیں اسی راہ میں استقلال اور استحکام عطا فرما اور ہمارے سینے کو اپنی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت کا گنجینہ بنادے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔

توہین قرآن: - اس جگہ مفریں یہ معنی کرتے ہیں کہ قرآن فصیح و بلیغ کلام ہے اس کی مثل کوئی ایسی بلیغ و فصیح کلام لائیے لیکن یہ خیال کرنا چاہئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی وضاحت وبلاعت سے نہ تھا۔ کیوں کہ قرآن خاص واسطے فصحاء بلغا کیلئے نہیں آیا اور یہ کمال بھی سنیں
تفسیر بلغتہ الحیران از حسین علی واں بھچروی ص ۱۲

نوٹ: - سبحان اللہ! کیا خوب ہے ایمان وہابیہ کا کہ قرآنی تعلیم تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب فصحاء عرب کے سامنے قرآن مجید پیش فرمایا تو وہ اسے اساطیر الاولین کہہ کر انکار کر گئے اور کہا کہ نہ آپ پیغمبر ہیں اور نہ ہی یہ کلام الٰہی ہے ان دونوں اعتراضوں کو اٹھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا۔

"وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ" یعنی اے کافرو اگر تم اپنے قول میں سچے ہو اور کہتے ہو کہ یہ قرآن نہیں یہ غلط ہے تو تم اس قرآن کے بالمقابل تمام فصحاء مل بیٹھ کر ایک ہی سورت بنالاؤ،

مگر میں سمجھتا ہوں فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا کہ یہ تم سے نہ ہوا ہے نہ ہو سکے گا۔ پھر پورے تیئس سال تک معارضہ پر معارضہ ہوتا رہا مگر فصحاء و بلغاء عرب خدا کے کلام کے بالمقابل باوجود فصیح اور بلیغ ہونے کے عاجز آگئے اور کوئی جواب بھی نہ دے سکے۔ اب ذرا اس عبارت رذیلہ مندرجہ بالا کی تنقیح عرض کرتا ہوں تاکہ اسے سمجھنا آسان ہو جائے۔

تنقیح: - اس جگہ مفسریں یہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن فصیح و بلیغ کلام ہے (یعنی قرآن پاک کا فصیح و بلیغ ہونا صرف مفسریں کا قول ہے) یہ خیال کرنا چاہئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاعت سے نہ تھا (یعنی سوچنا چاہئے کہ کفار کو زیر کرنے کیلئے قرآن کو فصاحت و بلاغت سے نہ تھا (یعنی سوچنا چاہئے کہ کفار کو زیر کرنے کیلئے قرآن کو فصاحت و بلاغت کی ضرورت ہی نہ تھی کفار اس کے سوا بھی زیر ہو سکتے تھے) اور یہ کمال ہی نہیں (یعنی کلام خدا میں فصاحت اور بلاغت کا ہونا کوئی کمال یعنی کوئی خوبی بھی نہیں ہے حالانکہ قرآن مجید کا فصیح و بلیغ ہونا اعجاز القرآن میں شامل ہے) ہمیں حیرت تو اس بات کی ہے کہ دنیا کے تمام فصحاء اور ادیب اسی فصاحت و بلاغت سے مشہور ہوتے ہیں مگر اس نامور وہابی کے نزدیک قرآن پاک تو بے تکا ہونا چاہئے تھا۔

فائدہ: - اہل سنت و جماعت کا ایمان ہے کہ قرآن نے یقیناً اپنی فصاحت و بلاغت سے افصح والفصحا و ابلغ البلغا و افصل الفصلائے عرب کو عاجز کیا تھا یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک کے مقابلہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بار بار بلاتے رہے مگر وہ لوگ سورت تو اپنی جگہ ایک آیت بھی نہ بنا سکے اور قرآن پاک کی یہ شان قیامت تک باقی رہے گی جو

شخص قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت کو کوئی کمال نہیں سمجھتا تو وہ قرآن کی توہین کرنے کا موجب نہیں تو اور کیا ہے۔

توہین اہل بیت :-(۱) جس نے اس کے حکم کے خلاف کیا مثال اس کی اس شخص کی ہے جو فکر سے نہ چلے بلکہ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر خلاف راہ ہدایت سوا سوچنے کے چلے جدھر اس کا منہ آجائے ادھر ہی چلا جائے اور جو دوسرا شخص اس کے مقابلہ میں یمشی مکبا ہو کر نہیں چلتا بلکہ سویّا ہو کے چلتا ہے اور علی وجہہ ہو کر یعنی جدھر منہ آجائے ادھر نہیں بلکہ صراط مستقیم دیکھ کر چلتا ہے ان دونوں میں کون اہدیٰ ہو گا۔

کور کورانہ مرودر کربلا
تا نیفتی چوں حسین اندر بلا

تفسیر بلغۃ الحیران ص ۳۹۹

نوٹ :- ظاہر ہے کو سورۂ ملک کی آیت شریفہ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی مُکِباً وَجْھِہٖ اَھْدٰی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ط کی تفسیر بیان ہو رہی ہے جس میں صریحاً کفار کا بیان ہے کیوں کہ ان الکافرون الا فی غرور اس پر دلالت کرتا ہے بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ مکباً سے ابو جہل مراد ہے اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے سارے کفار مراد ہیں۔ مولوی عبدالحق حقانی صاحب اپنی تفسیر میں یہی فرماتے ہیں دیکھئے تفسیر حقانی۔ لیکن حسین علی واں بھچروی نے سنگ دلی اور بے دردی و بددینی سے مکباً کا مصداق راکب دوش مصطفیٰ حضرت حسین علیہ السلام کو قرار دے دیا ہے اور ان ہی کو کوررو (اندھے پن میں چلنے

والا) بنا کر ابو جہل اور کفار سے ملا کر ذکر کر رہا ہے۔ ناظرین کرام! ذرا سوچیں کہ حضرت حسینؑ کو کوررو اور کج رو کہنا یہ جگر گوشہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین نہیں تو اور کیا ہے حالانکہ یہ حسین وہ حسین ہے جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان عالیہ ہے۔ اَلْحُسَیْنُ مِنِّی وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ وَمَنْ یُّحِبُّ الْحُسَیْنَ فَتَحِبُّہُ اللّٰہِ۔ ادب المفرد بخاری للبخاری والترمذی وابن ماجہ نقلاً عن یعلی بن مرہ۔

(۲) غم کرنا امام حسینؑ کا کسی کے واسطے شرع میں حلال نہیں۔

(۳) ذکر شہادت کا عشرہ محرم کے ایام میں کرنا مشابہت روافض کے منع ہے۔

(۴) محرم ذکر شہادت حسنین علیہا السلام اگرچہ بروایت صحیحہ ہو ...... دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔

فتاوی رشیدیہ کامل ص ۴۳۵ / ۲۷۵-۴۳۴

(۵) حضرت والا (اشرف علی تھانوی) نے فرمایا کہ (ذکر حسین محرم میں) بہ تشبہ بالروافضن کی بناء پر ناجائز ہے۔

ص ۴۶، سطر ۱۶-۱۷ اشرف السوانح

(۶) ایک مجلس منعقد کر کے نہایت شرح وبسط کے ساتھ شہادت کا قصہ اس ارادے سے بیان کرنا کہ لوگ اس کو سن کر افسوس کریں اور حسرت وزاری کریں اگرچہ ظاہری نظر سے اس میں کچھ خلل معلوم نہیں ہوتا لیکن درحقیقت یہ بھی مکروہ ہے اور ناپسندیدہ فعل ہے۔

صراط مستقیم اردو ص ۱۰۳

نوٹ :- دیکھئے تعلیمات دیوبندیہ میں امام حسین کا غم اور ذکر مبارک کرنا

صرف منع نہیں بلکہ حرام ہے مکروہ ہے ناپسندیدہ ہے وغیرہ وغیرہ اہل سنت کہتے ہیں کہ سنیوں کے سینے سے کربلا کی داستان اور ظلم و ستم کی کہانی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی پریشان کر رکھا تھا وہ محو نہیں ہو سکتی عاشور محرم میں ذکر حسین بروایات صحیحہ شرعی قانون کے تحت جائز ہے حلال ہے اور نصیحت حاصل کرنے کیلئے عین راہ صواب ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا طریقہ تھا وہ محرم میں سر الشہادتین کا وعظ فرمایا کرتے تھے اور ماحضر اشیاء پر نیاز بھی تقسیم فرماتے تھے۔

(۷) ایک دن جناب ولایت مآب علی کرم اللہ وجہ اور جناب سیدہ فاطمہ الزہری سلام اللہ علیہا کو خواب میں (سید احمد بریلوی مرشد اسماعیل قتیل دہلوی نے) دیکھا جناب علی المرتضیٰ نے آپ کو (سید احمد کو) اپنے دست مبارک سے شست و شو کی جس طرح والدین اپنے بیٹوں کو نہلاتے اور شست و شو کرتے ہیں اور جناب فاطمہ الزہری نے نہایت عمدہ اور قیمتی لباس اپنے دست مبارک سے آپ (سید احمد) کو پہنایا۔

صراط مستقیم ص ۲۴۰

فائدہ:- امام حسینؓ کا ذکر شہادت محرم میں کرنا اور ان کا کربلا کی طرف جانے کو کور رو ہو کر چلنے کا الزام لگانا اور حضرت حسین کا ذکر ابو جہل و دیگر کفار کے ساتھ ملا کر کرنا پھر جناب سیدہ طاہرہ عابدہ زاہدہ حضرت فاطمہ الزہری کے ہاتھوں ایک ننگے دھڑنگے اجنبی کو کپڑے پہنوانا اور ایک عاقل بالغ کو حضرت علی کے ہاتھوں شست و شو کروانا یہ اہل بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کتنی اہم ترین توہین ہے۔ حالانکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کا گھر مبارک وہ گھر ہے جس میں ملائکہ

مقربین بھی بدوں پردہ کروائے حاضر نہیں ہوتے۔ اب آگے چلئے اور ایک اور گروہ کا ذکر سنیئے اس گروہ کا عقیدہ بھی وہابیہ دیوبندیہ عقیدہ ہے مگر نشر و اشاعت کا ایک نیا طریقہ اختراع کر چکا ہے اس گروہ کا نام تبلیغی جماعت اور یہ جماعت بھی در حقیقت دیوبندیہ کی ایک جماعت ہے۔

تبلیغی جماعت:- اس جماعت کے بانی مبانی مولانا الیاس صاحب ہیں یہ یعنی ۱۳۰۳ھ میں بستی کاندھلہ میں پیدا ہوئے اور بڑے ہو کر عالم فاضل ہوئے پھر انہوں نے بستی نظام الدین میں قیام کیا اور وہاں ہی ایک تبلیغی مدرسہ بنام "کاشف العلوم" جاری کیا غالباً جو تا حال جاری ہے مولوی الیاس نے ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی مولوی محمد یحییٰ کاندھلوی کے زیر سایہ حاصل کی پھر دیوبند پہنچ کر اپنے تعلیم کے بقیہ مراحل طے کیئے اور دار العلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی اس کے بعد علم معرفت کی تحصیل کیلئے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے اس پر استاد کی تعلیم اور مرشد کی تربیت نے وہ اثر کیا کہ مولوی الیاس صاحب بھی ایک پکے اور سچے وہابی ہو گئے اور وہابیت پھیلانے کیلئے ایک نیا روپ اختیار کر کے ایک تحریک کی بنیاد رکھ دی جو آج کل تبلیغی جماعت کے نام سے مشہور ہے اشاعت وہابیت کیلئے ظاہری اصول یہ بنائے کہ لوگوں کو در پردہ ہم آلہ و ہم نوالہ بنا لیا جائے اور ساتھ ملا کر مختلف شہروں میں لے جا کر کوچہ کوچہ پھرایا جائے اور رات بسر کرنے کیلئے مسجدوں کا انتخاب کیا جائے ایک چلہ یا دو چلہ (چالیس دن یا اسی دن) اپنے ساتھ بٹھا اٹھا کر اپنے جال میں مقید کر لیا جائے اور وہابیت کے اصول ان میں کوٹ کوٹ کر بھر دیئے جائیں اور

انہیں وہابی بنالیا جائے چنانچہ تبلیغی جماعت کے سنہرے اصول یعنی تصحیح کلمہ و نماز و چلت پھرت کا یہی ظاہری محاسن کام کر گیا پس سادہ مزاج لوگ ان کے گھراؤ میں گھر گئے۔ الغرض یہ جماعت بھی وہابیت کے سلسلے ہی کی ایک کڑی ہے صرف گروہ کا نام الگ ہے عقیدۃً یہ لوگ بھی وہابی ہیں اور اصل میں دیوبندیوں ہی سے بر آمد ہوئے ہیں۔

تعارف:-بانی اس گروہ کے مولوی الیاس کا تعارف جن لفظوں میں اس کی نانی صاحبہ نے کیا ہے یاران نکتہ داں کی طبع ضیافت کیلئے وہ ہی پیش خدمت ہے جو خالی از حکمت نہیں ”امی بی (مولوی الیاس کی نانی صاحبہ) مولانا پر شفیق تھیں فرمایا کرتی تھیں کہ اختر (مولوی الیاس کا تاریخی نام) مجھے تجھ سے صحابہ کرام کی خوشبو آتی ہے کبھی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر فرماتی تھیں کیا بات ہے کہ تیرے ساتھ مجھے صحابہ کی سی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔

دینی دعوت ص ۴۲ بحوالہ سوانح یوسف ص ۱۳۲

نوٹ:-اے ناظرین کرام! اب اندازہ لگائیے کہ بچپنے میں جن کا یہ عالم ہے کہ صحابہ کرام کی صورتیں ان کے ارد گرد پھرتی تھیں تو اس کا عالم شباب کیسا قیامت خیز ہوگا۔ ہمیں حیرت تو اس بات کی ہے کہ جن کے عقیدہ میں ”نقل کفر کفر نباشد“ انبیاء علیہم السلام تک مر کر مٹی میں مل گئے ہیں جیسا کہ تقویۃ الایمان سے ذکر کیا جا چکا ہے پھر صحابہ کی صورتیں جنہیں بلاشبہ انبیاء کا مرتبہ حاصل نہیں کہاں سے مولانا الیاس کی نانی صاحبہ نے اخذ کی تھیں جو دماغ میں مستحضر تھیں جسے کہا جا رہا ہے کہ یہ صحابہ کی سی صورتیں ہیں کیا یہ نانی صاحبہ صحابہ کے دور کی تھیں جو

آج تک طویل العمری کی بدولت زندہ رہیں اور وہ صورتیں جو اس دور میں ملاحظہ کی تھیں آج پھر وہی صورتیں نظر آ گئیں یہ کیا معمہ ہے یہ فیصلہ آپ کی نظر کیا جاتا ہے خود ہی سوچنا ہوگا میرے خیال میں یہ عقل و ذہانت کا فقدان ہے جو عقیدے کے بگاڑ سے مفقود ہوا ہے اب مولانا الیاس صاحب کا ایک ملفوظ ملاحظہ فرمائیے تاکہ واضح ہو جائے کہ والا جناب کا بچپنا تو وہ تھا جو بھی بیان ہوا ہے اب سن بلوغ کا واقعہ سنیئے گا جس سے مولانا کے عالم شباب کا پتہ چل جائے گا چنانچہ مرتب ملفوظات مولانا منظور نعمانی صاحب اس طرح لکھتا ہے ”آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کنتم خیرامت اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکرط کی تفسیر خواب میں یہ القاہوئی کہ تم مثل انبیاء کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو۔

ملفوظات الیاس صف ۵۱ بحوالہ تبلیغی جماعت ص ۴۷

نوٹ:- لا الہ الا اللہ! ذرا غضب دیکھئے کہ یہ آیت کریمہ خدا کی نازل شدہ ہے اور اس کی تفسیر بھی وہ ہی نازل کر رہا ہے فرق صرف یہ ہے آیہ شریفہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور تفسیر مولانا الیاس پر القاء ہوئی ہے حالانکہ چودہ سو برس پہلے دنیا اسلام میں یہ آیت پڑھی جا رہی ہے سب نے اس کا مفہوم یہی سمجھا ہے کہ یہ امت محمدیہ کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ تم بہترین امت ہو تمہارا فرض منصبی یہ ہے کہ تم لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاؤ اور برائی کے کاموں سے روکو۔ مگر چودہ سو برس بعد آج پہلی دفعہ اس حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ معاذ اللہ یہ آیت کریمہ کی تفسیر مولانا الیاس کی شان

میں اتری ہے اور اس کا تفسیری مفہوم یہ ہے کہ مولانا الیاس مثل انبیاء علیہم السلام کے ہیں اور لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہیں۔ خدا کی پناہ! جب آدمی شقاوت پر اتر آتا ہے تو کیسی کیسی لرزا دینے والی جسارتیں کرتا ہے بعینہ مرزائیت کے بانی غلام احمد قادیانی نے بھی قرآن پاک کی ایک آیہ کے ساتھ اس طرح کا مذاق کیا تھا۔ "مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ ط کے الہام میں محمد الرسول اللہ سے مراد میں (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) ہوں"۔

دیکھو اخبار الفضل قادیان ۱۵ جولائی ۱۹۲۵ء

بحوالہ تبلیغی جماعت سطر ۶ ص ۴۸

نوٹ:- ناظرین صاحبان ذرا غور فرمائیے کہ دین کی ثابت شدہ حقیقتوں کی بغاوت کیلئے انبیاء علیہم السلام کی مثل ظاہر کئے جانے کا دعویٰ کیا ہی کم تھا کہ اس دعویٰ کو آیت کی تفسیر بنا دیا گیا اور مزید ستم یہ کہ اسے خدا کی طرف سے نازل شدہ الہام بھی قرار دے دیا گیا ایک طرف نبوت جیسا ادعی اور دوسری جانب آیت کی معنوی تحریف تیسری خدا کی ذات پر بہتان۔ "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ"

دیکھو میرے بھائیو! ایک ہی نشانہ سے تین حرمتوں کا خون ہو رہا ہے یہ ہے جناب مولانا الیاس صاحب کا عالم شباب الغرض مولوی الیاس نے بھی وہابیت اپنے پیرو مرشد اور استاد کے اثر سے قبول کر لی اور اس مذہب نامہذب کے پھیلانے میں کمربستہ ہوا کیوں کہ اس کے ہر دو مقتداء نہایت کٹر اور پرلے درجے کے وہابی تھے۔ مولوی الیاس کے مرشد کے تعارف کی چنداں ضرورت نہیں کیوں کہ اس کا ذکر تو

دیوبندیت کے پانچویں پیشوا کے نام سے ہو چکا ہے اب یہاں صرف اس کے استاد صاحب کا مختصر سا تعارف سنتے چلئے۔

مولانا الیاس کا استاد:- مولوی الیاس کے استاد مولوی محمود الحسن دیوبندی ہیں اور وہ مولوی ذوالفقار علی صاحب کے فرزند ارجمند ہیں اس نے دیوبند کے مدرسہ سے تعلیم حاصل کی اور یہ دیوبند کے پہلے طالبعلم ہیں جنہوں نے تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد دیوبند کے مدرسہ میں معلمی اختیار کی دیوبند کے مدرسہ میں جب مولانا الیاس بغرض تعلیم پہنچے تو اس وقت دیوبند کے مدرسہ میں انہی کا تسلط تھا چنانچہ مولانا محمود الحسن صاحب نے مکمل دیوبندی تعلیم لی جس کے سبب سے مولوی الیاس پر بھی دیوبندیہ وہابیہ کا رنگ چڑھ گیا مولوی محمود الحسن سیاسی تحریک کانگریس کے علمبردار بھی رہ چکے ہیں۔

انہوں نے سیاست میں رہ کر کئی ایسے فتوے بھی دیئے تھے جن سے ہندوستان کی تعلیمی یونیورسٹیاں اور کالجوں کی چہل پہل تو رہتی مگر مسلمانوں کے ارادے ضرور ماند پڑ جاتے اس لئے قوم نے مولوی محمود الحسن کے فتوؤں کو ہرگز قبول نہ کیا اگرچہ اس بات کی تفصیل درکار ہو تو رسالہ ترک سوالات ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی الیاس کے اس استاد نے رئیس الوہابیہ رشید احمد گنگوہی کی وفات کے سلسلہ میں ایک مرثیہ تصنیف کیا تھا جو "مرثیہ گنگوہی" کے نام سے مشہور ہے اور اب بھی بازار میں دستیاب ہے اس پر طرفہ تماشہ یہ کہ دیوبندی مسلک کے مطابق حضرت مرثیہ حسین علیہ اسلام کو زمین میں دفن کر دینا چاہئے۔

مرثیہ حسینؓ اور دیوبندی فتویٰ:- مرثیہ شہدائے کربلا جلا دینا یا

دفن کردینا ضعدی ہے" دیکھئے فتاوی رشیدیہ مولفہ پیشوائے دیوبند نمبر سوم کا صفحہ نمبر دو سو چھتر

فائدہ:- ایک طرف تو یہ فتویٰ کہ مرثیہ حضرت حسین علیہ السلام جلا دو یا زمین میں دفن کر دو مگر دوسری جانب اس کے برعکس دیوبندیوں کے زیر اہتمام مرثیہ گنگوھی اب بھی چھپ کر بک رہا ہے الغرض یہ مرثیہ مولوی الیاس کے استاد کی کاوش و محنت ہے اس کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں جن میں وہابی دیوبندیوں کی پیر پرستی کا بھرم کھل جائے گا حالانکہ وہ پیر پرست اور گور پرستی کا طعنہ اہل سنت و جماعت کو دیتے ہیں کہتے ہیں ایسے ویسے ہیں۔ اب شعر سنیئے اور خود اندازہ لگایئے کہ ہم اہل سنت پیر پرست ہیں یا وہابیہ دیوبندیہ خود ہمارے عقائد سے چند قدم آگے ہیں۔

(۱) تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں میں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی

مرثیہ گنگوھی

نوٹ:- حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن کوہ طور پر تشریف لے گئے اور اللہ کریم کے حضور جمال الہیہ کے دیکھنے کی التجا کی یہ قرآنی واقعہ ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے "رب ارنی انی انظر الیك یعنی یا اللہ مری خواہش ہے کہ مجھے اپنا جمال مبارک دکھایئے میں دیکھنا چاہتا ہوں اس واقعہ کو تشبیہ" محمود الحسن صاحب ذہن میں رکھ کر اپنے پیشوا و مقتداء رشید احمد گنگوھی کے حضور التجا کر رہے ہیں جس میں اس کی شرح کچھ اس طرح ہے کہ خود محمود الحسن صاحب بمنزلہ موسیٰ علیہ السلام اور

رشید گنگوھی کو بمنزلہ رب کائنات تصور کر کے پکار رہے ہیں اور رشید صاحب کی قبر کو کوہ طور سمجھ رہے ہیں تو یہاں موسیٰ علیہ السلام کو اپنے اوپر قیاس کرنا اور قبر گنگوھی کو کوہ طور سے ملانا اور رشید صاحب کو خدا کے ساتھ تشبیہ ملا کر عرض کرنا اس بیان میں۔ رب کائنات اور موسیٰ علیہ السلام اور کوہ طور کی توہین اور بے ادبی نہیں ہے۔ ہے اور ضرور ہے۔ دوستو! رب کائنات کی ذات عالیہ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ فِیْ شَیْءٍ ہے اور موسیٰ وہ پیغمبر ہیں جن کا ذکر قرآن میں تمام انبیاء کرام کے ذکر سے زیادہ ہے اور کوہ طور وہ مقدس پہاڑی ہے جس کے متعلق ادب و احترام کا لحاظ سنیئے۔ جب موسیٰؑ کوہ طور پر جاتے تو ادبا حکم ہوتا تھا یَا مُوسٰی فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ اور رب قدیر خود اس پہاڑ مقدس کی قسمیں اٹھاتا ہے۔ الغرض استاد مولوی الیاس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے اوپر قیاس کر کے خود کو ایک مثیل موسیٰ کی طرح مثل و نظیر بنانا یہ اس کی کتنی بڑی تعلّی ہے جو صرف عقیدہ کے بگاڑ سے پیدا ہوئی اور اب دوسرا شعر بھی اسی مرثیہ کا سنیئے۔

(۲) نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اس کا جو حکم تھا قضائے مبرم

مرثیہ گنگوھی

نوٹ:- اگر ان کے سامنے حکیم الامت علامہ اقبال مرحوم کا یہ مصرع پڑھ دیا جائے۔ ع

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

تو فوراً ان کو پارہ چڑھ آتا ہے اور یوں فتوی داغنے لگتے ہیں کہ اس کا

پڑھنا کفر و شرک ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے وہ کون طاقت ہے جو تقدیر بدل ڈالے یہ صرف اللہ کا کام ہے اللہ نے کسی اور کو نہیں سونپا مگر اپنے لئے یہ ہی عقیدہ شیر مادر بن جاتا ہے دیکھئے ایک مولوی غلام اللہ خان راولپنڈی کا مرید اپنے شیخ کے متعلق یوں نغمہ ریز ہے۔

(۱) سن اکتالیس سے پہلے میں بڑا ہی سخت غالی تھا
گھراؤ بدعتوں کا تھا گرفتار قوالی تھا

(۲) غلام اللہ کے اک ہی وعظ نے مجھ کو بدل ڈالا
عقیدہ تھا جو بد میرا اسے میں نے اگل ڈالا

پوسٹ مارٹم ص ۸ بحوالہ سوانح حسین علی

(۳) مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو ذرا دیکھیں ابن مریم

نوٹ:۔ اس شعر میں ظاہر کیا جا رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ تو صرف مردے جلاتے تھے مگر گنگوہی صاحب کی وہ شان ہے انہوں نے فقط مردوں کو زندہ نہیں کیا بلکہ زندوں کو مرنے بھی نہ دیتے تھے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ گنگوہی امام الوہابیہ صاحب تصرف تھے گویا جسے چاہیں موت دے دیں جسے چاہیں زندہ رہنے دیں یہ سب کچھ گنگوہی کے اختیار میں تھا مگر اچھبنے کی بات یہ ہے کہ آنجہانی خود زندہ نہ رہ سکے پھر تعجب یہ کہ اگر ہم بعطاء الٰہی اسی تصرف کو مد نظر رکھتے ہوئے اولیاء کرام اور انبیاء عظام کو صاحب تصرف مانیں تو ہم کافر و مشرک ہو جائیں اور رسول معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق تو ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ”رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، یہ

ان کا عقیدہ تقویۃ الایمان کے صفحہ نمبر ۳۴ میں بڑے طمطراق سے ثبت کیا گیا ہے تف ان کے اس برے عقیدہ پر انبیاء و اولیاء علیہم السلام تو عند اللہ بڑا مقام ہے۔ نبیوں کے مطابق ارشاد ربانی ہے ”وَكَانَ عِندَ اللّٰهِ وَجِيهًا“ وہ تو کچھ نہ کر سکیں اور یہاں رشید کے چاہنے سے سب کچھ ہو رہا ہے مرے دوستو! سوچئے یہ لوگ ہمیں اہل سنت کو اولیاء پرست اور قبر پرست کہتے پھرتے ہیں اور اپنے گھر کی خبر بھی نہیں لیتے انہی لوگوں پر یہ کہاوت صادق آتی ہے کہ اپنی آنکھوں میں شہتیر نہیں دیکھ سکتے اور دوسروں کی آنکھ میں ان کو تنکا نظر آ جاتا ہے اب اس جماعت کا مقصد دیکھئے کہ یہ لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

تبلیغی جماعت کا مقصد:۔ اس جماعت کا مقصد وحید صرف یہ ہے کہ مولوی تھانوی صاحب چوتھے پیشوائے دیوبندیت کی تعلیم کو عام کیا جائے اور اس کی تصنیفات سے علم اور اس کے پیروؤں سے عمل حاصل کیا جائے مولانا الیاس صاحب کہتے ہیں ”حضرت تھانوی سے تعلق بڑھانے، حضرت کے برکات سے استفادہ اور ساتھ ہی ترقی درجات کی کوششوں میں حصہ لینے اور حضرت کی روح کی مسرتوں کو بڑھانے کیلئے سب سے اعلیٰ اور محکم ذریعہ یہ ہے کہ حضرت کی تعلیمات حقہ اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے۔

ملفوظات الیاس ص ۶۹

نوٹ:۔ عبارت کی سطر سطر پکار کر کہہ رہی ہے کہ تبلیغی جماعت کی تمام جدوجہد کا مرکزی نقطہ تھانوی صاحب کی روح کی خوشنودی حاصل

کرنی ہے یہاں ایک مولانا الیاس کا مکتوب درج کیا جاتا ہے تاکہ یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے۔

مکتوب :- ”حضرت تھانوی سے منتفع ہونے کیلئے ضروری ہے کہ ان کی محبت ہو اور ان کے آدمیوں سے اور ان کی کتابوں کے مطالعہ سے منتفع ہوجائے ان کی کتابوں سے علم آئے گا اور ان کے آدمیوں سے عمل۔

مکتوبات الیاس ص ۱۳۸ بحوالہ تبلیغی جماعت

نوٹ :- اب ظاہر ہے کہ مولانا الیاس اور اس کی تیار کردہ پارٹی کا صرف واحد مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم پھیلانا نہیں بلکہ تھانوی تعلیم کو عام کرنا بھی ہے اور تھانوی کی روح کو خوش کرنا ہے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اس جماعت نے اپنا یہ مقصد تبلیغ کیوں قرار دیا ہے ہر ایک کی پسند ہے جسے وہ پسند کرتا ہے۔ ع

”خیال اپنا اپنا پسند اپنی اپنی“

ہاں اعتراض ہے تو اس بات پر ہے کہ یہ جماعت مسلمانوں کو فریب کیوں دے رہی ہے یہ کیوں کہتے ہیں کہ ہم خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو پھیلانے کیلئے نکلے ہیں۔ ہمارا کسی سے اختلاف نہیں وغیرہ اور یہ لوگ صاف کیوں نہیں کہتے کہ ہم وہابی ہیں اور وہابیت پھیلانا چاہتے ہیں۔ مرے دوستو! یاد رکھو جس جماعت کی نقل وحرکت ابتدا جھوٹ پر ہو اس کی انتہا کس چیز پر ہوگی کیا یہ سچ نہیں ؂

خشت اول چوں نہد معمار کج
تاثریا مے رود دیوار کج

آیئے اب تھانوی صاحب کی تعلیمات اور ہدایات کا جائزہ لیں

تاکہ اس جماعت کی مضرتوں کا صحیح طور پر اندازہ ہوسکے۔

تھانوی تعلیم :- (ا) مولانا احمد اکبر آبادی تھانوی تعلیم کے متعلق رقمطراز ہیں ”اپنے معاملات میں تاویل اور توجیہہ اور اغماض و مسامحت (چشم پوشی) کرنے کی مولانا (تھانوی) میں جو خوبی تھی اس کا اندازہ اس ایک واقعہ سے ہی ہوسکتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی مرید نے مولانا کو لکھا کہ میں نے رات خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ ہر چند کلمہ شریف صحیح صحیح ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ہر بار یہ ہوتا ہے لا الہ الا اللہ کے بعد اشرف علی رسول اللہ منہ سے نکل جاتا ہے ظاہر ہے کہ اس کا صاف اور سیدھا جواب یہ تھا کہ یہ کلمہ کفر ہے شیطان کا فریب اور نفس کا دھوکہ ہے تم فوراً توبہ کرو اور استغفار کرو لیکن مولانا تھانوی صاحب یہ فرما کر بات آئی گئی کردیتے ہیں کہ تم کو مجھ سے غایت محبت ہے اور یہ سب کچھ اس کا نتیجہ اور ثمرہ ہے“

ماہ نامہ برہان دہلی
مجریہ ماہ فروری ۱۹۵۲ء بحوالہ تبلیغی جماعت ۶۰

نوٹ :- اس واقعہ پر گھر ہی کے آشنا کا تبصرہ کافی ہے اس لئے کسی مزید تبصرے کی ضرورت نہیں لیکن اتنا ضرور عرض کروں گا کہ یہ واقعہ صرف خواب ہی کا نہیں بلکہ بیداری میں بھی یہی کیفیت ہے چنانچہ مرید کا اعتراف سنئے وہ کہتا ہے ”حالت بیداری میں جب کلمہ شریف کی غلطی پر خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں

لیکن پھر بھی کہتا ہوں اللھم صلی علے سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں، خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔

رسالہ الامداد مجریہ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵

نوٹ:۔کم بخت وہ زبان کتنی عیار ہے جو اپنے مرشد کو کلمہ تنقیص کہنے کیلئے بے قابو نہیں ہوئی لیکن اس کی نبوت کے اقرار کرنے کیلئے بے قابو ہو جاتی ہے اگرچہ اسے قبول کر لیا جائے تو بڑے سے بڑا دشنام طراز بھی یہ کہہ کر نکل جائیگا کہ کیا کروں مجبور ہوں بے اختیار ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس واقعہ میں عبرتناک تماشہ تو یہ ہے کہ بجائے اسکے مولانا تھانوی اپنے مرید کو اس کلمہ کفر پر صریح حکم لگاتے اور اس کو تنبیہ کرتے کہ یہ نفس کا دھوکہ ہے شیطان کا فریب ہے مگر مولانا صاحب نے مرید کی طرف حوصلہ افزاء جواب دیتے ہوئے یہ لکھا کہ "اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

۲۴ شوال ۱۳۳۶ھ الامداد ص ۳۵

اسی طرز کا ایک اور واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) دارالعلوم دیوبند کے بڑے جلسے دستار بندی میں بعض حضرات نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جماعت کی مصلحت کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل بیان کئے جائیں تاکہ اپنے مجمع پر جو وہابیت کا شبہ ہے وہ دور ہو اور موقع بھی اچھا ہے کیونکہ اس وقت مختلف طبقات کے لوگ موجود ہیں حضرت والا اشرف علی تھانوی نے باادب عرض کیا کہ اس کیلئے روایات کی ضرورت ہے اور وہ مجھ کو مستحضر نہیں۔

(اشرف السوانح ص ۹ جلد نمبر ۱)

نوٹ:۔ یہ وہ تھانوی ہیں جن کو حکیم الامت جامع المجددین اور مجدد کے لقب سے نوازا جاتا ہے تھانوی صاحب کو شرک و کفر اور بدعت کے جملہ اقسام بہ یک وقت مستحضر تھے شادی کا سہرا باندھنا شرک، عبدالنبی نام رکھنا شرک، پیر بخش، فرید بخش نام رکھنا شرک، صابون سازی کا طریقہ گوشت گلانے کی ترکیب، مربہ اور چٹنی بنانے کا طریقہ جو بہشتی زیور کے گیارہ حصوں میں بھر دیا گیا ہے وہ تو سب کچھ یاد ہے الغرض صابن فیکٹری کا ناظم اعلیٰ اور مطبخ کے ناظم امور دواساز کارخانہ کا جنرل اعظم انجمن مسلم خواتین کے کمانڈر ان چیف کو جو باتیں معلوم ہونی چاہئے تھیں وہ من و عن تھانوی کے ذہن میں مستحضر تھیں مگر افسوس اور صد افسوس کہ تھانوی صاحب کا ذہن خالی تھا فضائل رسول علیہ السلام سے جو کہ وہ وعظ میں بیان کرنے تھے مگر یاد رہے کہ اس عنوان پر معمولی تعلیم والا گھنٹوں تقریر کر سکتا ہے اور کچھ بھی نہ سہی صرف معجزات کے موضوع پر تھانوی صاحب وعظ فرما سکتے تھے مگر یہ کہہ کر کہ وہ روایات مجھ کو مستحضر نہیں اور فضائل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وعظ فرمانے سے انکار کر گئے۔ میرے دوستو حقیقت یہ ہے کہ فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گفتگو کرنے کیلئے عشق اور ایمان کے سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے مگر وہ بدنصیب اس موضوع پر کیا بیان کر سکتا ہے جس نے ساری زندگی رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم شریف اور میلاد شریف پر زبانیں کسی ہوں اور میلاد پاک کے عاملین کو کافر و مشرک قرار دیا ہو اور اس دارالفنا سے دارالبقا

جاتے ہوئے حفظ الایمان جیسی رسلیا جس میں سرکار معظم کی جی بھر توہین کی گئی اور دوسری عبارات کا پلندہ چھوڑ گیا ہو۔

ناظرین محترم! غور فرمائیں اسی طرح کی کفر نواز تعلیم تبلیغی جماعت نے پھیلائی تو کیا حشر ہوگا یہ تھی تعلیم تھانوی کی مختصر روداد اور اب ہدایات تھانوی بھی سنئے۔

تھانوی ہدایات:- (۱) فاتحہ نیاز ولیوں کی مت دلایا کرو بزرگوں کی منت مت مانو بہشتی زیور ایک کتاب ہے اس کو یا تو پڑھ لو یا سن لیا کرو۔

قصد السبیل ص ۲۶ بحوالہ تاج بہشتی زیور ج ۷

(۲) کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کی خبر ہو گئی ہے کسی سے مرادیں مانگنا کسی کے سامنے جھکنا یا تصویر کی طرح کھڑا رہنا سہرہ باندھنا علی بخش حسین بخش اور عبد النبی نام رکھنا اور یوں کہنا کہ اللہ ورسول اگر چاہے تو فلاں کام ہو جائے گا یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔

بہشتی زیور ج ا ص ۴۷

نوٹ:- یہ ہدایات تھانوی ہیں جن کو عام کرنے کیلئے تبلیغی جماعت کوشاں ہے مگر یہ جماعت ظاہر طور پر یہ اصول بیان کرتی پھرتی ہے۔ تصحیح کلمہ اور صحت نماز شرک اور شرک کی باتیں مٹانا وغیرہ جہاں تک ظاہر محاسن کا تعلق ہے بجا ہے لیکن اس کے پردہ میں جو کام ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر نماز رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آیا تو نماز ختم یہ خیال نماز کو شرک کی طرف کھینچ لیتا ہے۔ انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے "شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی کیوں نہ ہوں! اپنی ہمت کو لگانا اپنے گدھے اور بیل کی صورت میں

مستغرق ہونے سے برا ہے .... یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔

صراط مستقیم فارسی ص ۸۶

جب اس جماعت کے عقیدے میں بحالت نماز سردار دارین سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آنا شرک ہے تو یہ تبلیغی جماعت نماز کی تبلیغ سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتی ہے جب کہ نماز میں "التحیات" پڑھنا واجب ہے اور نماز پڑھتے وقت نمازی جب یہ جملہ السلام علیک ایھا النبی پڑھے گا تو ظاہر ہے کہ اسے نبی پاک کا تصور ضرور آئے گا اب اس کی دو صورتیں ہیں یا تو نماز میں یک لخت التحیات پڑھنا ہی چھوڑ دیا جائے لیکن مشکل یہ ہے کہ اس کا نماز میں پڑھنا واجب ٹھہرایا گیا ہے اور واجب کے چھوٹ جانے سے نماز نہیں ہوتی اور دوسری صورت یہ ہے کہ التحیات کو پڑھ لیا جائے لیکن نبی پاک کا خیال دل میں نہ لایا جائے پھر مشکل یہ ہے کہ فقہائے کرام کا یہ ارشاد ہے کہ التحیات کو نماز میں بصورت انشاء ادا کیا جائے حکایۃً تصور نہ کیا جائے دیکھئے درمختار وغیرہ امام غزالی "احیاء العلوم ج ا ص ۹۰ میں اس طرح بیان فرمایا ہے "اِحْضُرْ فِیْ قَلْبِكَ النَّبِیَّ الْكَرِیْمَ وَشَخْصَهُ الْكَرِیْمَ وَ قُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ" یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دل میں پہلے حاضر کرو اور کہو السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور اپنے دل میں سچی آرزو پیدا کرو یہ سلام ان کو پہنچ رہا ہے۔

مذاق العارفین ج ا ص ۲۱۵

غرض کسی صورت میں بھی تبلیغی جماعت والوں کیلئے نماز کی

ادائیگی سے عہدہ بر آہونا ناممکن ہے بجز اس کے وہ اپنے اس عقیدے سے تائب ہو جائیں جب تبلیغی جماعت والوں کیلئے خود اپنی نماز سے صحیح طور پر عہدہ بر آہونا ممکن نہیں تو دوسروں کی نماز کا کیا یقین؟

تبلیغی جماعت وہابیت کے نقش قدم پر:- شروع شروع میں جب وہابی نجدی تحریک اٹھی تو اس کا طریق کار بھی اسی تحریک تبلیغی جماعت کے ساتھ ہو بہو مشابہت رکھتا ہے اب یہاں ان دونوں تحریک کے دعوؤں کی یکسانیت بیان کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ جس طرح ان کے دعوؤں میں یکسانیت ہے اسی طرح ان کے عقائد بھی ہم آہنگ اور ہمرنگ میں سرموفرق نہیں۔ عبدالوہاب نجدی نے جس وقت وہابیت پھیلانے کا بیڑا اٹھایا تھا تو اس وقت اس کا طریقہ کار بھی اسی طرح کا تھا چنانچہ مولوی مسعود عالم ندوی لکھتا ہے " انہوں (محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار) نے بدعت کے استیصال اور توحید و اخلاق کے عام کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا دعوت کی بنیاد توحید پر رکھی کلمہ لا الہ الا اللہ کا بول بالا ہو ان کا شعار تھا

محمد بن عبدالوہاب ص ۴۴

بعینہ تبلیغی جماعت نے اپنے مشن کی بنیاد تصحیح کلمہ پر رکھی جیسا کہ قارئین ابھی پڑھ چکے ہیں اسی طرح ایک اور جگہ لکھا ہے "شیخ (محمد ابن عبدالوہاب) کی تشریف آوری سے پہلے درعیہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جہاں جماعت کی گرم بازاری تھی شیخ نے سب سے پہلے وعظ و تدریس کے حلقے قائم کئے اور صبح سے شام تک آنے والوں کو کتاب و سنت کی تعلیم دیتے اور دینی دعوت توحید اخلاص فی العبادۃ اللہ کی

(محمد عبدالوہاب ص ۴۴) بالکل اسی طرح مولانا الیاس نے بھی سب سے پہلے بستی نظام الدین میں سلسلہ تدریس جاری کیا یہاں دعوت کے ذریعے میواتیوں میں اصلاح کرنی شروع کی۔ ابن عبدالوہاب نجدی کا ایک طریقہ یہ بھی تھا "شیخ نے اپنی دعوت کا حلقہ وسیع کیا اور دور دور کے شہروں میں علماء امراء اور وزراء اور قضات کے پاس تبلیغی خطوط بھیجے اور انہیں اپنی دعوت کے قبول کرنے پر آمادہ کرنے لگے (محمد بن عبدالوہاب ص ۴۷) اسی طرح مولوی الیاس نے بستی نظام الدین میں حلقہ وسیع کیا پھر اس جماعت کے ذریعے اندرون و بیرون ملک تبلیغی جماعت کے دستے بھیجنے شروع کئے اب بات سامنے آگئی ہے کہ ان دونوں تحریکوں یعنی تحریک وہابیہ نجدیہ اور تحریک تبلیغیہ وہابیہ میں عملی و اعتقادی یکسانیت ہی یکسانیت ہے ذرا سا فرق بھی نہیں تبلیغی جماعت ٹھیک وہابیت کے نقش قدم پر چل رہی ہے اس جماعت کے لوگ اپنے لئے وہابی ہونے کا اعتراف فخریہ طور پر پیش کرتے رہتے ہیں اور دیوبندی بھی ان میں ملے جلے ہیں گویا یہ سب ہی ایک رشتہ میں منسلک ہیں۔

(۱) مولوی اشرف علی تھانوی کا اعتراف:- جس زمانہ میں مولوی اشرف علی تھانوی کانپور کی مسجد میں مقیم تھے تو ایک دفعہ محلّہ کی چند عورتیں فاتحہ کرانے کیلئے کچھ مٹھائی مسجد میں لے آئیں تو مولانا (اشرف علی) کے طالبعلموں نے بجائے فاتحہ کے مٹھائی لے کر خود کھا گئے عورتوں نے غصہ میں آکر ہنگامہ پیدا کردیا تو لوگ بھی جمع ہوگئے جب مولوی اشرف علی کو علم ہوا تو وہ بھی آگئے اور لوگوں کو کہنے لگے کہ

بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کیلئے مت لایا کرو۔

اشرف السوانح ج ا ص ۴۸

نوٹ :- یہ وہ تھانوی صاحب ہیں جن کی تعلیم عام کرنے کیلئے تبلیغی جماعت والے کام کر رہے ہیں وہ خود کہہ رہا ہے کہ ہم وہابی ہیں مگر اب تبلیغی جماعت سنیت کے لبادہ میں نقاب پوش ہو کر اپنے اصل روپ کو چھپاتی ہے اور اپنے کو وہابی کہلوانے سے گھبراتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے کیلئے سنی کہلائے پھرتے ہیں اصل میں وہابی ہیں۔

(۲) منظور نعمانی اور مولوی ذکریا کا اعتراف :- مولوی الیاس جس وقت قریب المرگ تھے تو اس کی جگہ جانشین کی بابت چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ منظور نعمانی صاحب اس وقت اس جماعت کا سرگرم رکن تھا وہ کہتا ہے کہ میں اور مولوی علی میاں ایک رات دیر تک اسی سوچ بچار کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس کے مشن کو قائم رکھنے کیلئے شیخ الحدیث محمد ذکریا کاندھلوی کو جانشین بنالیا جائے تو یہ کام سرانجام ہو سکے گا ورنہ یہ مشکل امر ہے پھر میں حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا "ہم لوگوں کا اندازہ ہے جناب والا کو بھی اس سے اتفاق ہو گا یہ کہ حضرت کے بعد جناب یہاں (بستی نظام الدین میں) قیام کا فیصلہ فرمالیں کیوں کہ ان سب کا جناب کے ساتھ الحمد للہ عقیدت و محبت کا خاص تعلق ہے .... اگر ایسا نہ ہوا تو تھوڑے دنوں کے بعد یہ سارا مجمع منتشر ہو جائے گا اور ہم خود اپنے بارہ میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم "بڑے سخت وہابی" ہیں ہمارے اس بات کی کوئی

کشش نہیں ہو گی کہ یہاں حضرت کی قبر تھی اور یہ مسجد ہے حضرت شیخ الحدیث نے میری بات پوری خاموشی سے سنی اور جب میں اپنی عرض کر چکا تو فرمایا بس انتظار کرو اور اللہ سے دعا کرو اور اگر دیکھو کہ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہوئی تو مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں تمہیں مشورہ دوں گا کہ حضرت چچا جان کی قبر اور حضرت کے در و دیوار کی وجہ سے یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔

ملخصاً سوانح یوسف ص ۹۰-۹۳

نوٹ :- تھانوی سے لے کر منظور نعمانی اور محمد ذکریا تک تمام قائدین و عمائدین تبلیغی اپنی وہابیت کا اقرار کر رہے ہیں ان حضرات کا وہابی ہونا صرف سنیوں کا الزام نہیں ہے بلکہ خود ان کی زبان کا اقرار ہے کہ یہاں وہابی رہتے ہیں ہم بڑے سخت وہابی ہیں میں تم سے بڑا وہابی ہوں اب اس بات کا صاف پتہ چل گیا کہ یہ سب کے سب وہابی ہیں اب جو کوئی ان کا ساتھ دے تو ان کی مرضی۔

گر نیاید رغبت بہ ہیچ کس
بر رسولاں بلاغ و باشد و بس

فائدہ :- مولوی اشرف علی تھانوی مولوی ذکریا سہارنپوری اور مولوی منظور نعمانی کے بیانوں سے ایک تو ان کا وہابی ہونا معلوم ہوا دوسرا عقائد وہابیہ کی عکاسی بھی ہو گئی تیسرا اولیاء اللہ کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے اور ان کی زیارت کرنے سے روکنا بھی ثابت ہوا کیوں کہ ولیوں کے عرس کی حاضری سے ہمیشہ ہی روکتے رہتے ہیں حالانکہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ثابت نہیں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر سال

شہدائے کے مزارات پر جاکر ہدیۂ تحفۂ فاتحہ کا ایصال ثواب فرمایا کرتے تھے ہاں پہلے پہل اوائل اسلام میں جب تک صحابہ کرام کا ایمان ابھی تک راسخ نہیں ہوا تھا اور نو مسلم تھے اس وقت بہ تحت حکمت ان کو زیارت قبر وغیرہ سے ضرور روکا گیا تھا مگر جب ایمان مضبوط ہو تا چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکماً فرمایا کُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا ۔ یعنی میں نے تم کو زیارت قبر سے منع کیا تھا مگراب اجازت ہے۔

تنظیمی جماعت :-ابھی ابھی چند سال ہوئے ہیں کہ ایک نئی تحریک بنام تنظیم اہل سنت نمودار ہوئی ہے جس نے لوگوں کے سامنے اپنا نصب العین تحفظ ناموس صحابہ اور رافضیت وشعیت کا رد بلیغ بیان کیا ہے بظاہر تو یہ اصول اس جماعت کے اچھے ہیں اور مسلمانوں کے دلوں کو مفتوح کرتے ہیں خواہ اس کے در پردہ کوئی ہی لائحہ عمل ہو منفعت بخش ہو یا ضرر رساں یا یوں جانئے کہ جس طرح ولایتی چیز بڑی نفیس اور چمکدار ہوتی ہے جو ناظرین کو اپنی نفاست سے کھینچ لیتی ہے خواہ اس میں نفع ہو یا نہ ہو ایسے ہی اس تنظیم نے اپنے اصول تو بڑے جاذب نظر تجویز کئے ہیں تاکہ لوگوں کو ان اصولوں کی بدولت مسحور کرلیں اور اپنا وقار بھی مہیا کرلیں مگر باطنی طور پر یہ جماعت بھی پہلی جماعتوں کی طرح وہابیت کے سلسلے کی ایک کڑی ہے ان کے انہی اصولوں کو دیکھ کر بہت سے لوگ ان کے پھندے میں آگئے ہاں کئی صاحب بصیرت لوگ جنہوں نے اس جماعت کو قریب تر ہو کر دیکھا تو وہ فوراً ان کی بد عقائدگی کو دیکھ کر ان سے الگ ہو گئے اور کئی لوگ ان کے جال میں آ ہی گئے جب اس جماعت

نے اپنا تسلط قائم کرلیا اور اپنے کردار اور گفتار کا ایک الگ محاذ بنالیا اور ساتھ ساتھ رخ بھی بدلنا شروع کیا اور تردید مذہب حقہ اہل سنت و جماعت کی طرف پلٹے اور حملے کرنے شروع کردیئے مثلاً نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت سے انکار کا حملہ امیر معاویہؓ کی مدح وثناء پیش نظر رکھ کر حضرت علی کو مورد الزام ٹھہرانے کا حملہ اور حضرت حسن کا زہر سے شہید ہونے کے انکار کا حملہ وغیرہ اور ساتھ ہی یزید کی منقبت ثابت کرنے لگے الغرض یہ تنظیمی جماعت بھی وہابیہ دیوبندیہ کی ہی ایک جماعت ہے اور تنظیمیت کا لبادہ اوڑھ کر اور نقاب پہن کر سامنے تشریف لائی ہے اب اس کے چند عقائد سنئے۔

عقائد تنظیمیہ :-(۱) نفس اور ذات کے اعتبار سے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دوسرے انسانوں کی طرح ہیں (۲) حضور صلعم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دوسرے بشر اور آدمیوں کی طرح ہیں (۳) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بظاہر بشر نہیں در حقیقت بشر ہیں۔ (بشریت النبی از نورالحسن بخاری سابق صدر اہل سنت صفحات علی الترتیب ص ۸۰-۸۹)

نوٹ :- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت نور ہے اور ظاہر شکل و صورت میں بشر ہیں اور پیدائشی لحاظ سے عام بشروں کی پیدائش سے ممتاز ہیں اور اعلیٰ حیثیت کے مالک ہیں جس وقت اس عالم موجودات میں آپ نے ظہور فرمایا تو آپ ناف بریدہ و مختون شدہ تھے کیا اس عالم ناپائیدار میں کوئی ایسی اور پیدائش ہوئی ہے جو ناف بریدہ اور مختون شدہ ہو نہیں اور ہرگز نہیں نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد تاحال یہ صورت سامنے آئی پس ثابت ہوا کہ آپ کی بشریت دوسرے انسانوں کی بشریت کی مانند ہرگز نہیں اس سلسلہ میں مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ فرماتے ہیں ”آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت تمام افراد انسانی سے ہر رنگ میں نرالی ہے بلکہ افراد عالم میں کوئی فرد کسی حیثیت میں آپ سے مناسبت نہیں رکھتا آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات باوجود انسانی وجود کے اللہ جل شانہ کے نور سے پیدا ہوئی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے خلقت من نور اللہ یعنی میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں اور کسی کو یہ سعادت میسر نہیں ہوئی“

مکتوبات دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۰۰

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور نہیں ماننا ہوگا بشر ماننا پڑے گا۔ بشریت النبی ص ۳۳

نوٹ :- آنخضرت کی خلقت مبارکہ بلاشبہ نور سے مخلوق ہے اس کا منکر گمراہ اور بد عقیدہ ملحد ہے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ مُّبِيْنٌ۔ اس آیہ میں نور سے مراد حضور علیہ السلام ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔ قِيْلَ بِالْمُرَادِ الْاَوَّلِ هُوَ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم وَ بِالثَّانِيْ الْقُرْاٰن۔ تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۳۶۹ تفسیر ابی السعود برحاشیہ تفسیر کبیر ۴/ص ۳۶۔ بعض لوگ یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ اس جگہ قرآن ہی کو نور بیان کیا گیا ہے مگر ان کا یہ کہنا ہرگز قابل قبول نہیں اس لئے کہ نور اور کتاب مبین کے درمیان واو عاطفہ ہے اور عطف مغائرت چاہتا ہے حدیث پاک میں ہے کہ ایک بار جابر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے یہ بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کی تخلیق فرمائی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً فرمایا ”يَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُّوْرِهٖ“ اے جابر رب کائنات نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا اب اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ یہاں نور سے روح مراد ہے جس سے حضور علیہ السلام کے جسم مبارک کا نور ہونا ثابت نہیں ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث پاک میں نور نبیك من نورہ ہے جس طرح نُوْرِهٖ میں اضافت بیانیہ ہے اور نور سے مراد اللہ تعالیٰ کا نور مراد ہے اسی طرح

نُوْرَنَبِیِّكَ میں اضافت بیانیہ ہے اور لفظ نور سے مراد ذات پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے۔ اس مقام پر یہ کہنا کہ صرف روح پاک نور ہے جسم اقدس نور نہیں یہ بات بے خبری پر مبنی ہے اور جہالت پر دال ہے۔ حضرت محقق شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ مدارج النبوت کے صفحہ نمبر ایک سو چھ پر لکھتے ہیں۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم از فرق تا قدم نور بود کہ دیدہ حیرت در جمال و کمال او خیرہ مے باشد"

بحوالہ تحقیق الحق ص ۱۳

(۵) غائب کا اپنی جگہ حضور علیہ السلام کو حاضر و موجود جان کر بصیغہ یا وندا خطاب ممنوع و حرام ہے۔

حیات الاموات از نورالحسن بخاری ص ۱۳۶

نوٹ نمبر ۱:- مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبندیہ نے تحذیر الناس کے صفحہ نمبر دس پر لکھا ہے کہ "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کو بعد لحاظ صلہ من انفسم کہ دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اولی بمعنی اقرب ھے" اس نتیجہ سے صاف ظاہر ہے کہ جو مومن ہے تو اس کے ساتھ نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وہ قرب ہے یعنی بقرینہ قرب حاضر و ناظر کے ہے جتنا کہ مومن کو اپنے جان سے قرب ہے اور جو مومن نہیں اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حاضر و ناظر نہ مانے تو مضائقہ ہی نہیں کیونکہ یہ تو اس کی شومئی قسمت اور حرماں نصیبی کی علامت ہے۔

نوٹ نمبر ۲:- نماز میں التحیات پڑھتے وقت خطاب ندائیہ السلام علیک ایہا النبی موجود ہے اور یہ تحیہ و سلام بصیغہ انشاء ادا کیا جاتا ہے جو حاضر و ناظر کا مقتضی ہے کیا یہ خطاب حرام و ممنوع ہے جس کے پڑھنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے نہیں ہرگز نہیں اگر یہ خطاب ناجائز ہوتا تو رسول پاک اس کا حکم کیوں فرماتے؟

نوٹ نمبر ۳:- حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے لَهُ الْخَلْقَ وَالْاَمْرَ عَالِمْ اَمْرٌ مُقَیَّدٌ بِجِهْتِ وَ طَرْفِ وَ قُرْبِ وَ بُعْدَ وغیرہ نہیں ہے بس اس کے جواز میں کچھ شک نہیں

امداد المشتاق ص ۵۹ و شمائم امدادیہ

اب ثابت ہوا کہ نعرہ رسالت وغیرہ یعنی کلمہ یا کے ساتھ یا رسول اللہ یا نبی اللہ جس صورت میں پکارا جائے جائز و حلال ہے یا رسول اللہ کو پکارنا عشق و محبت سے ہوتا ہے یا توسل و استشفاع کیلئے یا بوقت دکھ و مصیبت اور تکلیف میں ہوتا ہے بہرحال جس طرح کی پکار ہی کیوں نہ ہو سوائے وہابیہ دھرم کے ممنوع و حرام نہیں ہے بلکہ جائز و مستحسن ہے اب فیصلہ ناظرین کی عدالت میں ہے خواہ تنظیموں کا ساتھ دے کر وہ بھی نعرہ رسالت سے انکار کر دیں یا اہل سنت کا ساتھ دے کر نعرہ رسالت لگانے کو تسلم کر لیں۔ نمبر ۶...... یزید کی بھی بڑی شان ثابت ہوتی ہے۔

ماہنامہ دعوت لاہور کا امیر معاویہ نمبر و ص ۲۰۹

نوٹ:- اَخْرَجَ الرُّیَانِیْ عَنْ اَبِیْ الدَّرْدٰی اَوَّلُ مَنْ یُبَدِلُ سُنَّتِیْ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ اُمَیَّةَ یُقَالُ لَهٗ یَزِیْدُ ط حضور علیہ السلام فرماتے ہیں پہلا

شخص جو مری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنو امیہ سے ہو گا اور اس کا نام یزید ہے۔ (اسعات الراغبین از شیخ محمد صبغان علے ہامش نور الابصار مصری ص ۱۷۷ و صواعق محرکہ کا ترجمہ برق سوزاں ص ۲۳۰)

حضرات یہی یزید ہے جس نے سب سے پہلے آقا کی سنت کو بدلا اور معرکہ کرب و بلا میں خاندان رسول پر محشر برپا کر دیا تھا تنظیمی دھرم والے اسی یزید کی عظمت و بزرگی ثابت کرنے میں مصروف ہیں بھلا جس کو رسول معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے باغی قرار دیا ہو اس کی کس طرح عظمت و برتری ثابت کی جا سکتی ہے حدیث پاک میں ہے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں قَالَ اِنَّهٗ کَانَ یَبْکِیْ حِیْنَ وَلَدَ الْحُسَیْنَ فَقِیْلَ لَهٗ مَا یُبْکِیْكَ یا رسول اللہ قَالَ یَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِیَةُ یعنی جس وقت حضرت حسینؓ تولد ہوئے تو رسول پاک حسینؓ کو دیکھ کر گریہ فرمانے لگے پوچھا گیا یا رسول یہ رونا کیسا فرمایا مرے اس لخت جگر کو بیدردی سے باغی لوگ قتل کر دیں گے رونا اس لئے ہے۔ آپ کی یہ پیشنگوئی بالکل ٹھیک ثابت ہوئی یزیدی فوجیوں کے ہاتھوں حضرت حسین شہید ہو گئے اور وہ یزید باغی ثابت ہوا جس یزید کو تنظیمی دھرم والے زمین سے اٹھا کر آسمان پر بٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور اسے بہشتی [1] ثابت کرتے پھرتے ہیں۔

العیاذ باللہ

حاشیہ [1]:۔ مولوی غلام محمد فاضل دیوبندی نے لکھا ہے کہ مجھے اپنے ماں باپ کا علم تو نہیں مگر حضرت یزید کے متعلق میرا ایمان ہے کہ وہ ضرور جنتی ہے رشید ابن رشید ص ۳۴۱

(۷) دوسرے لشکر کے امیر غزوہ قسطنطنیہ میں یزید بن معاویہ تھے اور یہ حضور کی نبوت کی بڑی دلیل ہے۔

ماہنامہ دعوت لاہور کا امیر معاویہ نمبر ص ۳۳

نوٹ:۔ سبحان اللہ! اور دلائل اور براہین سے تسامح اور چشم پوشی اور یزید پلید کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت پر دلیل قرار دینا نہایت ستم ظریفی اور ابلہانہ کارروائی کے سوا اور کچھ نہیں یزید ملعون کو نبوت پر دلیل تب سمجھا جاتا جب کوئی ہم کو نبوت کی دلیل نہ ملتی وہ بھی کراہتاً مگر تنظیموں کو حمایت یزید درکار تھی اس لئے اس کو نبوت کی دلیل سمجھا جا رہا ہے دلائل نبوت کے سلسلہ میں علمائے کرام نے بڑی بڑی اجلہ کتب رقم کر رکھی ہیں جیسے دلائل النبوت علامہ بیہقی اور حجۃ اللہ علی العالمین علامہ نبہانی صاحب مگر اے تنظیمو! اگر ان کتابوں تک تمہاری رسائی نہ ممکن ہے تو صرف درس نظامی کی ابتدائی کتاب "تحفہ رسولیہ" کا مطالعہ کر لیجئے اور میرا مشورہ یہ ہے کہ یزید کی حمایت کو چھوڑ دیجئے کیونکہ یہ وہ شخصیت ہے جس کی زد سے بیت اللہ شریف کی حرمت و عظمت نہ بچ سکی نہ مدینہ میں مسجد نبوی کی تکریم و تعظیم محفوظ رہ سکی اس پر شاہد ایک اقتباس سنئے علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں رقم طراز ہیں "یزید کے لشکر نے بہت سوں کو قتل کیا اور فساد عظیم برپا کیا لوگوں کو اسیر بنایا مدینہ کی بےحرمتی کی اور یہ ایک مشہور بات ہے یہاں تک کہ تین سو نوجوان اور اتنے ہی صحابہ قتل ہوئے اور سات سو کے قریب قرآن کے قاری مارے گئے کئی روز مدینہ کی بےحرمتی ہوتی رہی مسجد نبوی میں نماز باجماعت نہ ہو سکی اہل مدینہ روپوش رہے یہاں تک

کہ کتوں اور بھیڑیوں نے مسجد میں داخل ہو کر رسول کریم کے ممبر پر پیشاب کیا پھر اس کا یہ لشکر حضرت ابن زبیر سے جنگ کیلئے مکہ کی طرف گیا اور وہاں ان لوگوں نے منجیق سے کعبہ پر سنگ باری کی اور اسے آگ سے جلایا۔

برق سوزاں ترجمہ اردو صواعق محرقہ ص ۶۳۵

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں "یزیدی لشکر مدینہ طیبہ کی تاراجی کے مکہ معظمہ آیا اور حضرت عبد اللہ ابن زبیر کا محاصرہ کرلیا ان سے قتال کیا ان پر منجیق کے ذریعے آتش باری کی یہ واقعہ ۶۴ھ کا ہے جس کی آگ کے شعلوں سے کعبہ کے پردے جل گئے چھت جل گئی اور اس مینڈھے کے وہ سینگیں جل گئیں جو اسماعیل کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے جنت سے بھیجا تھا وہ دونوں سینگیں کعبہ کی چھت میں تھیں۔

کربلا کا مسافر ص ۱۹۱ نقلاً تاریخ الخلفاء لیسوطی و صواعق

اے ناظرین محترم! ایسے سفاک اور بد اطوار ملعون کو نبوت کی دلیل بنانا ستم ظریفی نہیں تو اور کیا ہے اب فیصلہ تمہاری نگاہ کا منتظر جدھر چاہو ادھر کردو یہ تمہاری ہی مرضی پر منحصر ہے۔ع

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

۸ (ا) آپ (امیر معاویہؓ) سیدنا حضرت علی کے مقابلہ میں ضرور تھے مگر اس حقیقت کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کرے گی کہ اس میدان میں حضرت معاویہ کو مجبوراً اترنا پڑا۔

(ب) جب سیدنا حضرت علی کی فوج شام پر حملہ کے ارادے سے نخیلہ تک پہنچ گئی تو اس وقت مجبوراً حضرت معاویہ مقابلہ کو نکلے۔

(ج) حضرت معاویہ نے صفین میں ابتداء اور پہل نہیں کی آپ کو مجبوراً اس مسلمانوں کی جنگ میں آنا پڑا۔

ماہنامہ دعوت لاہور امیر معاویہ نمبر
علی الترتیب ص ۷/۳ ۳۸،۵۳/۵۴

(یاد رہے کہ ماہنامہ دعوت تنظیمی مسلک کا اپنا جاری کردہ ماہنامہ ہے)

نوٹ:- تنظیمی عقائد کے نمبر ۸ کی تینوں عبارتوں میں خط کشیدہ لفظ مجبوراً قابل غور و التفات ہے کیونکہ اس لفظ کو تین مقاموں میں داخل کر کے یہ تاثر پیدا کیا گیا ہے کہ حضرت علی نے صفین میں جنگی ابتداء اور پہل کی ہے اور امیر معاویہؓ کو مجبوراً دفاعی لحاظ سے بالمقابل جنگ میں آنا پڑا اب مناسب ہے کہ یہاں تنظیمی جماعت کے معتمد اور جید مفسر عالم دین کی زبانی ان کی تسلی کروادی جائے تاکہ اصل حقیقت سامنے آجائے اور ان کا بہتان جو حضرت علی کی ذات پر لگایا جارہا ہے اس کا صفایا ہو جائے اور حضرت علی کی شان دوبالا ہو جائے چنانچہ خاندان ولی الٰہی کے چشم و چراغ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"چوں امیر (حضرت علی) را خبر شد کہ لشکر معاویہ شہر انبار را غارت کروند بنفس نفیس خود پا پیادہ از دولت خانہ رواں شد تا بموضع نخیلہ کہ بیرون شہر کوفہ است رسید بعضے یاراں از عقب دویدند"

تحفہ اثنا عشریہ قدیم ص ۳۹۴

یعنی جس وقت حضرت علیؓ کو خبر ہوئی کہ معاویہ کا لشکر حملہ کر کے شہر انبار کو برباد کر رہا ہے تو حضرت علی اپنے گھر سے اکیلے پاپیادہ چل پڑے اور موضع نخیلہ تک جا پہنچے دوسرے یاران جانثاراں حضرت علی

پیچھے بعد میں جا ملے۔ اب غور کیجئے سوچنے کا مقام ہے کہ حضرت علی پر نخیلہ کے مقام تک پہنچنے کا الزام لگایا جارہا ہے اور اس کے برعکس مجبورا کا لفظ استعمال کر کے محاربین کی آمد بیان کی جارہی ہے یہ کس طرح حق بجانب ہے کیا وہ گروہ جو جنگ کی ابتداء کر رہا ہو اس کا قائد بغیر لشکر نخیلہ کے مقام پر پاپیادہ جاسکتا ہے۔ اسی سلسلہ میں علامہ ابن حجر نے بھی لکھا ہے "آپ کے خلاف حضرت معاویہ اور آپ کے شامیوں ساتھیوں نے خروج کیا حضرت علی کو جب اطلاع ملی تو آپ چل پڑے۔

برق سوزاں ترجمہ صواعق ص ۴۰۶

اب ان ہر دو اصحابہ کا آپس میں تنازع کے ہو جانے کے بارے میں ہمارا موقف کیا ہے۔ کیا ان دونوں حضرات پر طعن و تشنیع روا ہے یا نہ اس کا جواب علمائے حق نے بڑی شرح و بسط سے دیا ہے اس بارہ میں ہمارا مسلک یہ ہے۔

مسلک اہل سنت و جماعت:۔ قَالَ اَهْلُ السُّنَّةِ كَانَ الْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ وَاَنَّ مَنْ حَارَبَهٗ مُخْطِئٌ فِي الْاِجْتِهَادِ فَهُوَ مَعْذُوْرٌ وَاَنَّ كُلًّا مِنَ الْفَرِيْقَيْنِ عَادِلٌ صَالِحٌ وَلَا يَجُوْزُ الطَّعْنُ فِيْ اَحَدِهٖ مِنْهُمْ لِاَحَادِيْثِ الْمَشْهُوْرَةِ فِيْ مَدْحِ الصَّحَابَةِ وَنَهْيٌ عَنْ سَبِّهِمْ وَهٰذَا هُوَالْحَقُّ۔

سنیوں کا عقیدہ ہے کہ حق علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ہے آپ نے جو لڑائی کی ہے وہ اجتہادی غلطی ہے جس پر وہ معذور سمجھے گئے ہیں لیکن ہر دو فریق صحابہ میں سے تھے جن کی بابت علماء کرام کا یہ مقولہ ہے کہ اصحابی کل ھم عدول صحابہ تمام کے تمام صاحب عدل ہیں یہ ہرگز

مورد الزام سنیں ان پر لعن طعن ہرگز نہ کیا جائے یہی مذہب حق ہے اور اسی پر مدار ہے۔

(۹) تنظیمی حضرت علی کی خلافت پر ناقدانہ انداز میں امیر معاویہ کے اس قول کا ساتھ دیتے ہوئے کہتے ہیں "کہ نہ ہماری رائے میں ابھی خلافت کا انعقاد ہوا ہے جب انعقاد ہوا ہی نہیں تو خلافت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا پہلے قصاص عثمان کا مطالبہ اور بعد میں نئے سرے سے امارت کا انتخاب کیا جائے گا حضرت علی کی خلافت اصول انتخاب کے پیش نظر غیر مسلم ہے"

امیر معاویہ نمبر ص ۱۳۸

نوٹ:۔ حضرت عثمان کے شہید ہو جانے کے بعد سب سے پہلا کام خلیفہ کا تقرر تھا اس لئے کہ ملکی نظم و نسق میں کوئی خلل واقع نہ ہو جائے اس مدعا کے پیش نظر مدینہ کے تمام لوگ جمع ہو کر حضرت علی کے پاس آئے جن میں اہل بدر صحابہ بھی شامل تھے انہوں نے عرض کیا اب ایک امیر کا ہونا ضروری ہے ہم آپ کے سوا اس عہدہ خلافت پر زیادہ حقدار کسی اور کو نہیں سمجھتے چنانچہ اس طرح حضرت علی کی صحابہ نے بیعت کر لی اور انہیں اپنا خلیفہ منتخب کر لیا جسے حضرت علے نے بھی منظور فرمالیا امیر معاویہ اس وقت شام میں تھے ان کی طرف بھی ایک بیعت نامہ بھیجا گیا تو معاویہؓ نے حضرت علی کی بیعت ہونے سے انکار کر دیا اس انکار کی وجہ سے مدینہ کے لوگوں نے امیر معاویہ کو باغی کہنا شروع کر دیا اب بغاوت کے تصور کا امیر معاویہ نے یہی جواب دیا جس کو تنظیمی جماعت کے عقیدہ نمبر ۹ کے تحت درج کیا گیا ہے یعنی معاویہ نے کہا کہ

کہ ہم خلافت علیؓ کو تسلیم نہیں کرتے اس لئے کہ سب سے پہلے حضرت عثمان کے قاتلین سے اس کے قتل کا قصاص لینا چاہئے تھا نہ کہ خلافت کا انتخاب امیر معاویہ کے اس قول کی حمایت میں تنظیم والوں نے اپنا عقیدہ استوار کر لیا، مگر اس معاملہ میں خلافت علی حق بجانب تھی اور برعکس اس کے امیر معاویہ باغی تھے جیسا کہ عبدالعزیز شاہ صاحب محدث دھلوی نے بھی بغاوت معاویہ کا ذکر کیا ہے، آئندہ اس کا حوالہ عرض کیا جائے گا مگر پہلے حضرت علیؓ کی خلافت کا مختصر واقعہ سنئے۔

خلافت علیؓ:۔ (۱) علامہ ابن حجر الہیتی مکی فرماتے ہیں "گزشتہ بیان سے معلوم ہو گیا ہے کہ ارباب اہل و عقد کے اتفاق سے جس میں حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت ابو موسیٰ، حضرت ابن عباس، حضرت خزیمہ بن ثابت اور حضرت ابی الھشیم بن التیھان، حضرت محمد بن سلمہ اور حضرت عمار بن یاسر شامل ہیں خلفائے ثلاثہ کے بعد امام المرتضیٰ ولولی المجتبیٰ حضرت علی ابن ابی طالب کے حقدار نہیں اور شرح مقاصد میں بعض متکلمین سے بیان کیا گیا ہے کہ اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے اور شوریٰ کے زمانہ میں اس کے انعقاد کی وجہ یہ ہے کہ خلافت کے حق دار علی یا عثمان اور یہ اجماع اس بات پر ہے کہ اگر عثمان نہ ہوں تو خلافت حضرت علی کیلئے ہے۔

برق سوزاں ترجمہ صواعق اردو ص ۴۰۸-۴۰۹

(۲) امام جلیل خاتم الحفاظ علامہ سیوطی رحمتہ اللہ عنہ فرماتے ہیں "بُویِعَ عَلَی الْخِلَافَةِ بَعْدَ الْغَدِ مِنْ قَتْلِ عُثْمَانَ بِالْمَدِیْنَةِ فَبَایَعَهُ جَمِیْعُ مَنْ کَانَ بِهَا مِنَ الصَّحَابَةِ۔

یعنی قتل عثمان کے دوسرے دن حضرت علی کی خلافت پر سب کے سب صحابہ جو مدینہ میں موجود تھے انہوں نے حضرت علی کی خلافت کیلئے بیعت کر لی۔

تاریخ الخلفاء للسیوطی بحوالہ کربلا کا مسافر ۱۴۲

(۳) امام ابو جعفر محب طبری ریاض النضرہ جلد دوم صفحہ نمبر ایک سو چھبیس پر ارقام فرماتے ہیں جَاءَ النَّاسُ کُلُّهُمْ اِلٰی عَلِیٍّ لِیُبَایِعُوْهُ فَقَالَ لَهُمْ لَیْسَ هٰذَا اِلَیْکُمْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰی اَهْلِ بَدْرٍ فَمَنْ رَضِیَ بِهٖ اَهْلُ بَدْرٍ فَهُوَ الْخَلِیْفَةُ فَلَمْ یَبْقَ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ اِلَّا قَالَ مَا نَرٰی اَحَقَّ لَهَا مِنْكَ فَلَمَّا رَاٰی عَلِیٌّ ذٰلِكَ جَاءَ الْمَسْجِدَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَکَانَ اَوَّلَ مَنْ صَعِدَ بَایَعَهُ طَلْحَةُ وَ الزُّبَیْرُ وَ سَائِرُ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

کربلا کا مسافر ص ۱۴۳-۱۴۲

یعنی سب لوگ حضرت علی کے پاس آئے تاکہ وہ حضرت علی کے ہاتھ بیعت خلافت کریں تو حضرت علی نے کہا کہ یہ تمہارا حق نہیں اہل مدینہ، اہل بدر جسے پسند کریں وہ خلیفہ ہے پھر تمام اہل بدر نے کہا کہ اے علی آپ سے زیادہ خلافت کا کوئی حقدار نہیں تو اس وقت حصرت علی مسجد میں تشریف لائے اور ممبر پر جلوہ افروز ہوئے سب سے پہلے حضرت طلحہ و زبیر نے پھر سارے صحابہ نے بیعت کی۔

نوٹ:۔ جن لوگوں نے خلافت علیؓ کے انعقاد کا انکار کیا تھا اور تنظیمی حضرات نے ان کا ساتھ دیا ہے اس حقیقت کو اب ناظرین صاحبان نے خوب سمجھ لیا ہوگا کہ حضرت علیؓ کی خلافت پر اجماع ہوا تھا یا علیؓ خود بخود

تخت خلافت پر سوار ہو گئے میرے بھائی! حقیقت یہ ہے کہ حضرت علیؑ کی خلافت حق اور برحق ہے سنئے اس کے برحق ہونے کی دلیل۔

معیار حق :- (۱)عَنْ اَبُوْھُرَیْرَہؓ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَکْثَرُ یَا عِمَارَ یَقْتُلُکَ الْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃَ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اے عمار تجھے باغی ٹولہ قتل کرے گا۔

(۱) مسلم ترجم ج۶ ص ۴۴۲

(۲)ترمذی ج۲ ص۲۲۱

(۲) شیخ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ قَالَ الواقدی وَالَّذِیْنَ اَجْمَعَ عَلَیْہِ قَتَلَ عَمِارَ اَنَّہٗ قُتِلَ مَعَ عَلّیِ بِصَفِیْنَ سَنَۃٌ سَبْعَ وَ ثَلاثین وَھُوَ ابنَ (۹۳) سَنَۃً وَدُفِنَ ھُنَاکَ۔ یعنی واقدی نے کہا ہے کہ عمار بن یاسر کے قتل کے بارہ میں وہ چیز جس پر اجماع کیا گیا ہے کہ ۹۳ سال کی عمر میں ۳۷ھ میں حضرت علی کی حمایت میں صفین کے جنگ میں قتل ہوا اور وہیں ہی دفن ہوئے۔

تہذیب التہذیب ۷ ص ۴۰۸ بحوالہ کربلا کا مسافر ص ۲۰۳

ان احادیث کے پیش نظر امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ حضرت علی کی خلافت حق ہے۔

(۳)امام نووی شارح مسلم شریف کے جلد دوم صفحہ دو سو چھیانوے میں رقم کرتے ہیں۔ قَالَ الْعُلَمَآءِ ھٰذَا الْحَدِیْثَ حُجَّۃٌ ظَاھِرَۃٌ فِیْ اَنَّ عَلِیّاً کَانَ مُحَقِقٌ مُصِیْبًا وَ الطَّآئِفَۃَ الْاُخْرٰی بَغَاتِ مُجْتَھِدُوْنَ فَلاَ اِثْمَ عَلَیْہ۔ یعنی علما کا کہنا ہے یہ کھلی ہوئی اس بات کی دلیل ہے کہ علی حق

اور صواب پر تھے اور دوسرے گروہ یعنی امیر معاویہ اور اس کا گروہ باغیوں میں سے تھے مگر یہ ان کی اجتہادی غلطی تھی جس پر کوئی عذر نہیں (اگر مجتہد سے خطاب ہو جائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہوتا)۔

(۴) غوث الزمانی قطب ربانی شہ باز لامکانی بھی اس سلسلہ میں اس طرح فرماتے ہیں۔ قَالَ فَاِنَّ بَیْعَتِیْ لَاْ تَکُوْنَ سِرًّا وَالِکنَ اَخْرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ فَبَا یعَہٗ النَّاسُ فَکَانَ اِمَاماً حَقّاً اِلَی اَنْ قَتَلَ۔ یعنی حضرت علی نے فرمایا میری بیعت علی الاعلان ہو گی پھر مسجد میں تشریف لائے تو لوگوں نے آپ کی بیعت کی پس آپ خلیفہ برحق ہوئے اور وقت شہادت تک امام برحق ہی رہے۔

غنیۃ الطالبین ج۱ ص۸۷

اس کے برعکس خروج کرنے والوں کے متعلق شاہ عبد العزیز شاہ محدث دہلوی فرماتے ہیں ”اہل سنت قاطبہ اجماع دارند ہر انکہ معاویہ بن ابی سفیان از ابتدائے امامت حضرت امیر (علی علیہ السلام) بغایت تفویض حضرت امام حسن تا او از بغات بود کہ اطاعت امام وقت نداشت۔

تحفہ اثنا عشریہ ص ۳۹۴

یعنی اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان خلافت علی سے لے کر امام حسن کی خلافت سے دستبردار ہونے تک باغی رہا۔

نوٹ :- یاد رہے کہ یہ اختلاف و فساد کوئی ذاتی جھگڑا نہ تھا بلکہ قتال عثمان کی بابت سیاسی کشمکش تھی جو نا اہل لوگوں کی وجہ سے طول پکڑ گئی جیسا کہ امام عبد الوہاب شعرانی نے لکھا ہے کہ ”قَالَ الْکَمَالَ اِبْنَ

شَرِیْفِ لَیْسَ الْمُرادُبَاشْجَر بَیْنَ عَلِیٍ و مُعَاوِیَۃ المَنَازِعَۃ فِیْ
الْاَمَارَتِ کَمَا تَوَھَّمَہٗ بَعْضُھُمْ اِنَّمَا الْمُنَازِعَۃُ کَانَ بِسَبَبِ قَتَلَۃَ
بِعُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عنہ اِلٰی عَشِیْرَتِہٖ ط

الیواقیت والجواہر ص ۵۹

یعنی کمال ابن شریف نے کہا ہے کہ حضرت علی اور معاویہ کے درمیان جو نزاع تھی اس کا یہ مطلب نہیں کہ امارت کے سلسلہ میں نزاع تھی جیسا کہ بعضوں کو اسی بات کا وہم ہوا ہے نزاع دراصل عثمانؓ کے قتل ہونے کے بارہ میں تھی لواحقین عثمان کہتے تھے کہ قاتلان عثمانؓ کو اس کے خاندان کے حوالے کر دیا جائے تاکہ یہ ان سے انتقام لے سکیں اس نزاع کی یہی حقیقت تھی۔

امیر معاویہؓ کے متعلق عقیدہ:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک اشتہار لکھ کر شہروں میں آویزاں کرتے ہیں جس میں جنگ صفین کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔ کَتَبَۃُ اِلٰی اَھْلَ الْاَمْصَارِ وَ تَقَصُّ مِنْہُ مَاجَرٰی بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ اَھْلَ صَفِیْنَ وَ کَانَ بَدَاءَ اَمرِنَا اَنَا اَلْتَقْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ اَھْلِ الشَّامِ وَ الظَّاھِرُ اَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَ نَبِیَّنَا وَاحِدٌ وَ دَعْوَتَنَا فِی الْاِسْلَامِ وَاحِدَۃٌ لَاَ نَسْتَزِیْدُھُمْ فِی الْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ وَالتَّصْدِیْقِ بِرَسُوْلِہٖ وَلَاَ یَسْتَزِیْدُوْنَنَا الْاَمْرُوَاحِدٌ اِلاَّ مَا اخْتَلَفْنَا فِیْہِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْہُ بَرآءٌ۔

یعنی مختلف علاقوں کے باشندوں کو صفین کی روئیداد سے مطلع کرنے کیلئے تحریر فرمایا کہ ابتداً صورتحال یہ تھی کہ ہم اور شام والوں میں مذہبی کوئی اختلاف نہ تھا بلکہ ہمارا اور ان کا رب ایک ہے اور ہمارا نبی ایک

اور دعوت اسلام بھی ایک ہے نہ ہم توحید ورسالت کے ساتھ ایمان لانے میں ان سے زیادہ ہیں اور نہ وہ ہم سے زیادہ ہیں دینی امر اءایک ہے صرف اختلاف قصاص سیدنا عثمانؓ کے متعلق تھا جس سے ہم بری ہیں۔

نوٹ :۔ حضرت علیؓ کے ساتھ امیر معاویہ کی جنگ بھی ہوئی مگر حضرت علیؓ نے تبرابازی نہیں کی بلکہ ان کو مومن و مسلمان ہی سمجھا اور ایمانی موازنہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم دونوں فریق ایمان وایقان میں ایک ہیں یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ تمام کے تمام صحابہ عادل ہیں اور ان کا مقام سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی مخلوق سے کم نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کے درجہ کے بعد صحابہ ہی کا مقام ہے ان پر کیچڑ اچھالنا تبرابازی و گالی گلوچ سے کام لینا بدترین جہالت و گمراہی ہے۔

(۱۰) سیدنا حسن (رضی اللہ عنہ) کی وفات زہر سے ہوئی ہی نہیں اور نہ حضرت کو زہر دی گئی ہے۔

امیر معاویہ نمبر ص ۱۱۸

نوٹ :۔ حضرت حسن کی شہادت بلاشبہ زہر سے ہوئی اس پر اکثر قرآئن موجود ہیں چنانچہ دیکھئے صواعق میں علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ "آپ کی بیوی جعدہ دختر اشعث بن قیس الکندی کو یزید نے زہر دینے کیلئے خفیہ طور پر بھجوایا یزید نے آپ (حضرت حسن) کی شادی اس سے کروائی اور اس پر ایک لاکھ روپیہ خرچ کیا اور اس نے آپ کو زہر دے دیا آپ چالیس روز تک بیمار رہے جب آپ فوت ہو گئے تو اس (جعدہ بنت اشعث) نے یزید کو وعدہ پورا کرنے کے متعلق پوچھا اس نے (یزید نے) جواب دیا ہم نے تو حسن کیلئے بھی تجھے پسند نہیں کیا تجھے اپنے لئے کیسے

پسند کر سکتے ہیں۔

برق سوزاں ترجمہ صواعق ص ۴۷۴

اس سلسلہ میں اس بات پر یہ قرینہ بھی صادق آتا ہے کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سر الشہادتین میں لکھتے ہیں جو کمالات اور خوبیاں جدا جدا پیغمبروں میں تھیں وہ تمام ہمارے نبی میں جمع ہو گئی تھیں صرف ایک کمال کافی تھا اور وہ کمال یا مرتبہ شہادت ہے جس کی کمی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کمی کو اس طرح پورا کیا شہادت دو قسمی بنائی ایک شہادت جہری اور دوسری شہادت سری۔ جہری شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں حاصل کی اور سری شہادت حضرت حسن نے زہر کھا کر حاصل کی ان دونوں شہادتوں کے مجموعہ شہادت کے مصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں اس لئے کہ الولد سر ابو الدیہ بیٹے کا کمال باپ کا کمال تصور ہوتا ہے اس قرینہ کے تحت حضرت حسن کی شہادت کا انکار کرنا در حقیقت حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کمال شہادت کا انکار ہے۔

(۱۱) آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا ارشاد جو آپ کی رائے پر مبنی تھا فقط مشورہ اور رائے کی حیثیت رکھتا ہے۔

بشریت النبی ص ۹۸

نوٹ:۔ حضور علیہ السلام کی ہر بات وحی الٰہی ہوتی ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ جو چیز آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے نکلتی ہے وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بلکہ وحی حق ہو کر نکلتی ہے اسی آیہ کی تفسیر یوں بیان ہوئی ہے۔ ”کیفَ ینطقُ

عَنِ الْهَوٰى كَانَ مُقَدَّساً عَنْ شَوائِبِ الْخَلِيقَةِ مُنَوَّراً بِاَنْوارِ الْحَقِيقَةِ كَانَ نَقُطَ الْحَق“۔ یعنی آپ نفس خواہشانی سے کیسے بات کریں جبکہ آپ کی ذات سے خواہش کی علت سلب کر لی گئی ہے آپ عام پیدائش کے لوازمات سے مقدس اور حقیقت کے انوار سے منور ہیں اس لئے ان کی گویائی حق ہی حق ہے۔

تفسیر عرائس البیان ج ۲ ص ۳۸۵

ناظرین محترم! یہ تھا مختصر خاکہ تنظیمی جماعت کا جو آپ کے سامنے ہے آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ یہ جماعت کس منزل کا راستہ تلاش کر رہی ہے میرا اندازہ تو یہ ہے کہ یہ جماعت خارجیت کی طرف دھیرے دھیرے قدم اٹھا رہی ہے۔

اسلامی جماعت:۔ اس جماعت کے مورث اعلیٰ سید ابو الاعلے مودودی صاحب ہیں یہ شروع ہی سے ایک سیاسی جماعت ہے جس کی ظاہری خواہش تو یہ ہے کہ ملک بھر میں اسلامی حکومت قائم ہو ظاہری اصول تو یہ بہت اچھا ہے مگر یاد رہے کہ یہ جماعت جو قانون رائج کرنا چاہتی ہے وہ قرآن اور حدیث سے اخذ شدہ نہیں ہے بلکہ مودودی صاحب کے خیالات پراگندہ کا ڈھنڈورہ ہے گویا (قانون جماعت اسلامی) مودودی صاحب کے اصولوں کا ایک پلندہ ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ یہ جماعت بھی وہابیت کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کو ابھی واضح کر دیا جائے گا۔ مودودی اور اس کی نام نہاد جماعت نے گو اپنا نام اسلامی جماعت تجویز کر لیا ہے مگر جو اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہمیں دیا ہے اس اسلام سے اس جماعت اسلامی کو دور کا واسطہ بھی

نہیں یہ محض ایک خوش نما دھوکہ ہے جس کی وجہ سے بھولی عوام ان کا ساتھ دے رہی ہے مولانا مودودی صاحب تقلید کو کفر و شرک تصور کرتے ہیں قرآن پاک کی تفسیر بیان کرنے میں اٹکل پو درایت سے کام لیتے ہیں اور حدیث رسول پر تنقید کرنے سے نہیں جھجکتے سابقہ بیان وعیان شدہ گروہوں کی طرح انبیاء علیہم السلام اولیاء عظام محدثین کرام اور مجددین اسلام پر اعتراض کرنے سے نہیں گھبراتے مولانا مودودی کے افکار و خیالات اور واقعات و اعتقادات جو اس کے لٹریچر میں موجود ہیں اب ان سے چند اقوال پیش کیے جائیں گے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ اسلامی جماعت کا دھندہ بھی وہابیت میں الجھا ہوا ہے سب سے پہلے مودودی صاحب کا تشخص ملاحظہ فرمائیے۔

تشخص مودودی :- (۱) میں نے اس قرآن کے الفاظ کو اردو جامہ پہنانے کی بجائے یہ کوشش کی ہے کہ قرآن کی ایک عبارت کو پڑھ کر جو مفہوم میری سمجھ میں آتا ہے اور جو اثر مرے دل پر پڑتا ہے اسے حتی الامکان صحت کے ساتھ اپنی زبان میں منتقل کردوں۔

تفسیر تفہیم القرآن ج ۱ ص ۱۰ دیباچہ ترجمہ قرآن

(۲) نہ میں مسلک اہل حدیث اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت و شافعیت کا پابند ہوں۔

(رسائل و مسائل ج ۱ ص ۱۱۵ بحوالہ جماعت اسلامی ص ۲۲

(۳) میرے نزدیک اہل علم کیلئے تقلید و ناجائز اور گناہ ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بدتر چیز ہے۔

رسائل و مسائل

(۴) میں نے دین کو ماضی و حال کے اشخاص سے سمجھنے کی بجائے ہمیشہ قرآن اور حدیث سے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔

ماہنامہ ترجمان القرآن ۱۹۴۵ء

مودودی کی قرآن دانی :- ناظرین محترم! یہاں مودودی صاحب کا ایک تفسیری نوٹ پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے مودودی صاحب قرآنی علوم کے نکتہ داں ہیں یا قرآنی علوم و معرفت سے ناداں اقتباس کے ملاحظہ کرنے کے بعد تم کو حقیقت علمیہ مولانا مودودی سے خوب واقفیت ہو جائیگی۔ مولوی مودودی اپنی تفسیر میں یہ لکھتے ہیں "جس طرح موسیٰ علیہ السلام بے خبر تھے کہ انہیں نبی بنایا جانے والا ہے اور ایک عظیم الشان مشن پر وہ معمور کیے جانے والے ہیں ان کے حاشیہ خیال میں بھی اس کا ارادہ یا خواہش تو درکنار اس کی توقع تک نہ گزری تھی بس یکایک انہیں راہ چلتے کھینچ بلایا گیا اور نبی بنا کر وہ حیرت انگیز کام ان سے لیا گیا جو ان کی سابقہ زندگی سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا تھا ٹھیک ایسا ہی معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھی پیش آیا۔

تفسیر تفہیم القرآن جلد ۳ ص ۶۶۷ حاشیہ نمبر ۱۰۹

نوٹ :- (۱) قرآن پاک میں یہ ذکر موجود ہے جس وقت رب کریم نے انبیاء علیہم السلام کے روحوں کو جمع کر کے ان سے یہ عہد لیا کہ اے ارواح انبیاء میں تجھے جس وقت عالم مثال میں نبوت اور علم اور حکمت سے منور کر کے بھیج دوں اور وہاں تمہارا زمانہ نبوت عین عروج کی منزلوں کو چھوڑ رہا ہو اس وقت اگر میں اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم) کو نبوت اور رسالت سے نواز کر مبعوث کر دوں تو تم سب کے سب انبیاء اپنی اپنی نبوت کا تاج اتار کر میرے حبیب کی امت میں شامل ہو جانا فقط صرف ایمان ہی نہیں لانا بلکہ ایمان لا کر ان کی ہر طرح کی امداد بھی کرنا تمہارے لئے لازم ہے چنانچہ یہ مضمون قرآن پاک میں ان لفظوں میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔"وَاِذَا اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَا اٰتَیْتُکُمْ مِنْ کِتَابٍ وَّحِکْمَةٍ الی آخر"۔

القرآن ۸۱:۲

(۲) جس زمانہ میں حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے تو اس وقت فرعون بنی اسرائیل کے بچوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہا تھا حضرت موسیٰؑ کی والدہ اس بارہ میں سخت تشویشناک تھیں کہ کہیں میرا بچہ بھی اس نالائق کافر کے ہاتھوں موت کے گھاٹ نہ اتر جائے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ کی طرف وحی کر دی جس میں یہ حکم تھا کہ اے ام موسیٰ اگر تجھے قتل موسیٰ کا خطرہ لاحق ہو جائے تو موسیٰ کو دریا میں ڈال دینا میں تیرے بیٹے موسیٰ کی پوری خبر داری رکھوں گا۔ چنانچہ یہ مضمون بھی قرآن پاک میں اس طرح موجود ہے"وَاَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّ مُوْسٰی اَنْ اَرْضِعِیْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا زَادُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ"

القرآن ۸:۲۸

یعنی موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلاتی جا اگر کہیں دشمن کا زیادہ خوف و خطرہ ہو جائے تو اسے دریا میں ڈال دینا پھر دوبارہ ہم اس کو تیری طرف

ہی لوٹا دیں گے اور سن لو یہ موسیٰ دشمنوں سے بچا رہے گا بالآخر میں اسے رسولوں میں سے ایک رسول بناؤں گا۔ اس قرآنی بیان سے نتیجہ یہ نکلا کہ موسیٰؑ کے اعلان نبوت کرنے سے پہلے حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو یہ علم تھا کہ میرا لڑکا نبی بنے گا پھر کیسے ممکن ہے کہ موسیٰؑ قبل از اظہار نبوت اپنے نبی ہونے کے علم سے بے خبر ہو یا یہ کس طرح ہو سکتا ہے جس وقت ارواح انبیاء کو پکارا گیا کیا اس وقت موسیٰ علیہ اسلام کا روح موجود نہ تھا تھا اور ضرور تھا یہ صرف مودودی صاحب کی نادانشمندی کا ثبوت ہے اور کم فہمی کا نتیجہ ہ کہ "موسیٰؑ بے خبر تھے کہ انہیں نبی بنایا جانے والا ہے "تا" یہ مودودی صاحب کی ہٹ بازی صرف موسیٰ کیلئے نہیں بلکہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے بھی یہی عقیدہ ظاہر کرتا ہے کہ "ٹھیک ایسا ہی معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھی پیش آیا۔

العیاز باللہ

ع خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

(۳) عَنْ اَبُوْ ھریرۃ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ بَیْنَ اٰدَمَ وَ نَفْخَ الرُّوْحِ فِیْمَا۔

مشکوٰۃ مترجم ج ۳ ص ۱۴۱

یعنی ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو نبوت کب سے ملی ہے آپ نے جواباً فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم میں روح اور جسم نے تعلق نہیں پکڑا تھا صرف یہی نہیں بلکہ ہمارے نبی اپنی نبوت کا مکمل علم رکھتے ہیں فرماتے

ہیں میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا چنانچہ عرماص بن ساریہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا "اِنِّیْ عِندَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ"۔ یعنی ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام ابھی تک گوندھی ہوئی مٹی کے درمیان ہی تھے میں اس وقت سے نبی ہوں اور ساتھ خاتم الانبیاء بھی ہوں ایسے ہی کتب احادیث میں اس قسم کی ہزاروں احادیث موجود ہیں جن سے یہی مضمون ملتا ہے کہ میں اول الخلق ہوں اور نبی ہوں ان فرامین رسول امین کے بالمقابل مودودی کا عبارتی تفسیری نوٹ پرکھ کر جانچ پڑتال کر لیجئے جس تفسیر میں بے دردی سے کہدیا گیا ہے کہ جس طرح موسیٰؑ کو نبی ہونے سے پہلے لاعلمی تھی اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ بھی اس طرح کا تھا یہ قول کتنا حق بجانب ہے یا بالکل لغو اور بیہودہ فرسودہ کلام ہے۔یادرہے کہ یہ باطل اور محض باطل ہے یہ فقہائے کرام اور مفسرین عظام کے اقوالات سے علیحدگی اور اپنے طاغوتی دماغ پر بھروسہ کرنے کا ثمرہ ہے یہ وہی مودودی ہے جن کے متعلق علمائے دیوبند اور سہارنپور نے کہا کہ مودودی اور اس کی جماعت سے کنارہ کش رہنے میں سلامتی ہے۔ مکتوبات شیخ الاسلام کے حاشیہ میں ہے کہ "مودودی تحریک جو جماعت اسلامی کے نام سے چلائی جارہی ہے دیوبند اور سہارنپور اور دہلی.......وغیرہ کے مفتی صاحبان اور معمر علمائے کرام کی اکثریت اس جماعت کو مسلمانوں کیلئے مضر سمجھتی ہے........ مسلمانوں کو مشورہ دیتی ہیں کہ مسلمان اس جماعت سے کنارہ کش رہیں دین کی سلامتی اسی میں ہے۔

بحوالہ تبلیغی جماعت ص ۱۳۶

اے جماعت اسلامی کے علمبردارو! سنو اور کان دھر کر سنو اگر اپنے دامن کو دین حق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دیا ہے کے ساتھ وابستہ رکھنا چاہتے ہو تو تعلیمات مودودیہ کو زنادقہ اور ملحدانہ تعلیم تسلیم کرنا پڑے گی اور معلم کو بھی زندیق اور ملحد شمار کرنا ہوگا اب یہ انحصار تمہاری مرضی پر۔

ع پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا

میں تواب خداوند قدوس کے دربار عالیہ میں ملتجی ہوتا ہوں۔

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در دے
مرے مولیٰ تیری مرضی جدھر چاہے ادھر کردے

اے قادر مطلق تیرے حضور میں دعا ہے ہمیں اور ہمارے ہم مسلک بھائیوں کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخوں میں سے محفوظ و مامون رکھ۔ آمین بجاہ النبی الکریم الروف الرحیم

(۵) یہ دعویٰ کرن صحیح نہیں کہ بخاری میں جتنی احادیثیں درج ہیں ان کے مضامین کو جوں کا توں بلا تنقید قبول کر لینا چاہئے۔

ترجمان القرآن نومبر، دسمبر ۱۹۵۰ء

بحوالہ مسلمہ خلافت وحکومت ص ۶۷

(۶) مجھے گروہ علمائے میں شامل ہونے کا فخر حاصل نہیں ہوا میں ایک بیچ راس کا آدمی ہوں میں نے جدید اور قدیم طریق ہائے تعلیم سے کچھ پایا ہے اور دونوں کوچوں کو چل پھر کر دیکھا ہے اپنی بصیرت کی بناء پر نہ میں قدیم گروہ کو سراپا خیر سمجھتا ہوں اور نہ جدید گروہ کو۔

ترجمان القرآن ربیع الاول ۱۳۵۵ھ
بحوالہ مودودی جماعت ص ۵

نوٹ:- مولوی مودودی صاحب کا مطالعہ اس قید و بند کا پابند نہیں کہ آیت کے ضمن میں رسول خدا فداہ امی و ابی نے کیا بات فرمائی ہے۔

یا عبداللہ ابن عباسؓ اور عام صحابہ کرام یا خلفائے راشدین سے کیا منقول ہے یہ سب اس کی نظر میں پرانا ذخیرہ ہے اور احادیث خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا تنقید قبول کر لینا بھی پسند نہیں کرتا ذرا سوچنے کی بات ہے جو درس گاہ نبوت کے تربیت یافتہ صحابہ تک معیار حق نہیں مانتا تو پھر مودودی صاحب کی کیا ضمانت ہے کہ جو ان کے ذہن و فکر نے قبول کیا ہے وہ سولہ آنے صحیح اور درست بات ہے پھر جن بزرگان دین نے ۲۰-۳۰ سال تک چٹائیوں پر بیٹھ کر خشک اور باسی روٹی کے ٹکڑوں سے گزارہ کر کے دین متین کی تعلیم حاصل کی ہو اور اجتہاد کا مقام حاصل کیا ہو ان بزرگوں کو بھی آں جہانی صاحب نے معاف نہیں کیا ان پر بھی دل برداشتہ ہو کر بھڑاس نکالتے ہوئے لکھتے ہیں "اس باز پرس کے جواب میں امید نہیں کہ کسی عالم دین کو کنز الدقائق وہدایہ اور عالمگیری کے مصنفوں کے دامن میں پناہ مل سکے گی البتہ بعض جہلا کو یہ جواب دینے کا موقع ضرور مل جائے گا کہ رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا کُبَرآءَ نَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلاَ رَبَّنَا اٰتِھِمْ ضِعْفَ مِنَ الْعَذَابِ وَلْعَناً کَبِیْراً"

حقوق الزوجین ص ۹۶ بحوالہ مودودی جماعت ص ۶

نوٹ:- اصل میں یہ آیہ شریفہ ان کفار اور مشرکین کے حق میں وارد ہوئی ہیں جو یہاں اس دنیا میں کفر و شرک میں مبتلا رہے ہیں وہ جب

دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو وہ کفر اور شرک سے بے زاری کا اعلان اس طرح کریں گے۔ اے پروردگار ہمیں اپنے بڑوں نے دھوکہ میں رکھا اور ہمیں راہ راست سے باز رکھا یا اللہ! اب ہمارے عوض ان ہی کو سزا دے اس آیہ شریف کی حقیقت تو یہ تھی مگر مودودی صاحب نے کھینچ تان کر یہ الزام صاحب ہدایہ اور صاحب کنز اور صاحب عالمگیری کی طرف منسوب کر دیا اور ان کی کتابوں کے پڑھنے والوں کو ان مشرکین کے ساتھ ملا کر ذکر کر دیا۔ دیکھئے اس مسٹر صاحب نے فقہائے کرام کی کتنی سخت توہین کی ہے حالانکہ فتاوی عالمگیریہ میں لکھا کہ عالم دین کی تحقیر کرنا تکفیر سے کم نہیں تمثیلاً فرماتے ہیں فقط عالم کو عویلم کہے تو کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اب اس جگہ مودودی صاحب کی ایک چالاکی ملاحظہ فرمائیے وہ یہ کہ حالیہ عبارت جسے مستخطی سے ظاہر کیا گیا ہے وہ عبارت موجودہ کتابوں کے ایڈیشنوں سے غائب کر دی گئی ہے اب مسٹر مودودی نے یہی وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ جس جگہ اپنے عبارت کو گرفتار ہوتے ہوئے دیکھا تو فوراً .... کی طرح پینترا بدلا اور گرفتہ عبارت کی ترمیم کر ڈالی یا سرے سے بالکل غائب کر دی اس طرح کی مودودی کی کئی عبارات ہیں جو پہلے کچھ ہیں اور اب کچھ۔ چنانچہ ایک سیاسی کشمکش نامی کتاب ہے جس کی ایک عبارت کے ساتھ یہی کھیل کھیلا گیا ہے وہ عبارت یہ ہے "افسوس لیگ کے قائد اعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز و فکر رکھتا ہو اور اسلامی نکتہ نگاہ سے دیکھتا ہو" لیکن قیام پاکستان کے بعد بڑی چابک دستی سے بغیر کسی اعتراض کے قائد اعظم کا نام نکال کر اس

کی جگہ بڑے بڑے لیڈروں کے الفاظ شامل کردیئے۔

ماہنامہ رضائے مصطفیٰ مجریہ ۱۹۴۹ء

نوٹ:-امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الکبریٰ میں ارقام فرماتے ہیں۔ "جَمِیْعُ الْأَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِیْنَ یَشْفَعُوْنَ فِیْ اِتْبَاعِهِمْ وَیَلَاحِظُوْنَهُمْ فِیْ شَدَآئِدِهِمْ فِی الْبَرْزَخِ وَ یَوْمَ لْقِیَامَتِ حَتّٰی یُجَاوِزُ الصِّرَاطِ" یعنی تمام مجتہدین اپنے اپنے پیروں کی شفاعت کرتے ہیں دنیاو حشر میں اور قبر ونشر میں بلکہ ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگاہ داشت کرتے ہیں جب تک کہ پل سے نہ گزر جائیں۔ علامہ شعرانی قدس الربانی اسی موضوع کی ایک اور حکایت بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ الاسلام ناصرالدین اللقانی مالکی کے وصال پا جانے کے بعد بعض نیک لوگوں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا کہ جب منکرین نے مجھے سوالات کیلئے اٹھایا فقال لَمَّا اِجْلِسْنِیْ الْمَلَکَان فِی الْقَبْرِ یَسْأَلَانِیْ اَتَاهُمَا الْاِمَامُ مَالِكٌ فَقَالَ مِثْلَ هٰذَا یَحْتَاجُ اِلٰی سَوَالَ لِیْ اِیْمَانِهٖ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ تَنْحَیَا عَنْهُ فَتَنْحَیَا عَنِّیْ۔ خواب کے دیکھنے والے شیخ ناصرالدین نے پوچھا کہ قبر میں آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا تو شیخ صاحب نے جواب دیا جب منکرین آئے اور سوالات کیلئے مجھے اٹھایا تو امام مالک قبر میں آگئے اور فرشتوں سے کہا ایسے شخص سے کیا حاجت ہے کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کی پوچھ گچھ کی جائے پس الگ ہو جاؤ اس مردولی سے تو وہ فرشتے مجھ سے دور ہو گئے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ اجلہ علمائے کرام نے کیسے احسن

طریقے سے فقہائے کرام اور مجتہدین عظام کے فضائل بیان کرتے ہوئے منکرین کارد بلیغ فرمایا ہے مگر مسٹر مودودی صاحب خشک ملاں کی طرح کیا ہانپے جارہا ہے بخوف طوالت اس پر کفایت کرتا ہوں ورنہ اس موضوع پر سب کچھ سامنے لایا جا سکتا ہے۔ وھذ کاف لتفکرۃ للعاقلون۔

لگے ہاتھوں مسٹر مودودی کی ایک اور گستاخی و بے باکی ملاحظہ فرمایئے چنانچہ مودودی نے لکھا ہے "یہ قانون جو ریگستان عرب کے ایک ان پڑھ چرواہے نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے" (کتاب پردہ بار پنجم نومبر ۱۹۴۹ء) مگر یاد رہے کہ یہی عبارت ۷۲ء کے ایڈیشن میں اس طرح بدل دی ہے "یہ قانون جو ریگستان عرب کے ایک انسان نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے"

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ فروری ۱۹۵۵ء، دسمبر ۱۹۸۵ء)

نوٹ:-استغفر اللہ العظیم! اے ناظرین محترم دیکھئے یہ وہی لفظ ہے جس سے بے ادبی کا پہلو نکل سکتا تھا اس وجہ سے اللہ رب العزت نے مسلمانو کو اس لفظ کے استعمال کرنے سے روک دیا چنانچہ ارشاد ربانی ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُو رَاعِنَا وَقُوْلُوْا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا وَلِلْکَافِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اس آیہ میں راعنا لفظ کو چھوڑ دینے کا حکم دیا کہ اس کو اگر معروفاً پڑھا گیا تو یہ چرواہے کے معنی میں ہو جائے گا اس سے میرے محبوب کی بے ادبی متصور ہو سکتی ہے اس لئے سرے سے روک دیا کہ مومنو! راعنا مت کہو بلکہ انظرنا اور اسمعوا کا استعمال کرو تا کہ کوئی گستاخی و بے ادبی کا معنی پیدا نہ کر سکے مگر اس منہ پھٹ ملاں نے بلا خوف و

خطر وہ ہی الفاظ جو ممنوع تھے لکھدیئے "ریگستان عرب کے چرواہے"
جب علمائے حقہ نے گرفت کی فوراً پینترا بدل کر دوسرے اڈیشنوں
میں یہ عبارت ترمیم ہو گئی جواب کہ موجود ہے۔

ع چہ بے خبر ز مقام محمد عربی ست

اب مودودی کی قلم جو توہین الٰہی توہین رسول توہین اولیا میں
قلابازیاں کھائے چلی جارہی ہے اب اس قلم خونچکار کی بے باکیاں،
گستاخیاں اور سفاکیاں ملاحظہ کیجئے۔

توہین الٰہی:-"جہاں معیار حق بھی اتنا پست ہو کہ ناجائز تعلقات کو
معیوب نہ سمجھا جائے ایسی جگہ زنا اور قذف کی حد جاری کرنا ظلم ہوگا"
نمبر ۲ "جہاں نظام معیشت نہیں وہاں چور کا ہاتھ کاٹنا دوہرا ظلم ہے"
نمبر ۳ "اپنی جگہ تو چور کے ہاتھ کاٹنا ہی نہیں بلکہ قید کی سزا دینا بھی بعض
حالات میں ظلم ہوگی"۔

تفہیمات جلد نمبر ۲ ص ۲۸۱ و ص ۲۸۲

نوٹ:-اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ...... وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ۔
ان ارشادات ربانی سے واضح ہوا کہ خداوند قدوس کسی انسان پر ہرگز ذرہ
بھر ظلم نہیں کرتا اور قطع الدین یعنی چور کی سزا ہاتھوں کا کاٹنا رب
کائنات کا مجوزہ قانون ہے اب مودودی نظریہ کو سامنے رکھے اور ذرا
سوچئے تو سہی کہ اس قدرت کے نافذ شدہ قانون کو مودودی صاحب
ظلم اور ظلم ہی سے تعبیر کر رہا ہے اب اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہو
سکتا ہے خدا ظالم ہے اور چور کے ہاتھوں کا کاٹنا ظلم بر ظلم ہے یاد رہے کہ
فقہ کی کتابوں میں رب کائنات کو ناقص ظالم کاذب جاہل کہنے والا پکا کافر

ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام نقائص سے عالی اور منزہ ہے چنانچہ فقہ
کی مشہور و معروف کتاب مسامرہ کی جلد ۳ ص ۱۸۰ میں لکھا ہے "لَا
یُوْصَفُ اللّٰہُ بِالْکَذِبِ وَالظُّلْمِ وَالسَّفْهِ لِاَنَّ الْمُحَالَ لَا یَدْخُلُ
تَحْتَ الْقُدْرَتِ۔ یعنی اللہ پاک کو ظلم و کذب و سفہ سے متصف نہیں کیا
جاسکتا ان صفات مذمومہ سے اللہ تعالیٰ پاک ہے اور یہ چیزیں تحت قدرت بھی
نہیں۔

مودودی کے ہاتھوں عظمت انبیاء کا خون:-

(۱) نبی ہونے سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک بڑا گناہ ہو گیا
تھا۔ (رسائل و مسائل ج ۱ ص ۳۱ بحوالہ جماعت اسلامی سے اختلاف
کیوں ص ۱۸) (۲) اگرچہ حضرت یوسف علیہ السلام صاحب علم تھے خود
بہت دانشمندی کے ساتھ کام کرتے تھے مگر پھر بھی اس موقع پر ان کے
علم میں ایک کسر رہ گئی (تفہیم القرآن ص ۴۲۱ حاشیہ نمبر ۶۰) (۳) بسا
اوقات کسی نازک نفسیاسی موقع پر نبی جیسا اشرف اور اعلیٰ انسان بھی
تھوڑی دیر کیلئے اپنی بشری کمزوری سے مغلوب ہو جاتا ہے (تفہیم
القرآن ص ۳۴۳ حاشیہ نمبر ۵۰) (۴) نبی کی معصومیت کے یہ معنی
نہیں کہ اس سے گناہ اور لغزش و خطا کی قوت و استعداد سلب کر لی گئی ہے
حتی کہ گناہ کا صدور اور اس کے امکان ہی میں نہ رہا (تفہیم القرآن ص
۳۹۳ حاشیہ نمبر ۲۲) (۵) حضور علیہ السلام سے اپنی پیغمبرانہ زندگی میں
بس وہ ہی چند لغزشیں ہوئی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے فوراً اصلاح فرما دیں
(منصف رسالت ص ۷۲ ماخوذ مودودی جماعت ص ۴۱)

نوٹ:- ان تحریرات کے لکھتے وقت شاید مودودی صاحب کو یہ خیال نہیں آیا ہوگا کہ میں تو تخفیف ناموس نبوت کر رہا ہوں آیا ہوگا اور ضرور آیا ہوگا کیونکہ ایسے نابلد نہیں ہزاروں کتابیں لکھ چکے ہیں مگر وجہ صرف یہ ہے کہ انانیت اور تعلی کا سر پر تاج چھکا چکے ہیں جو کچھ ان کا ذہن قبول کرتا ہے اسی مضمون کو صفحہ قرطاس پر ثبت کر دیتے ہیں خواہ کتنا ہی انبیاء کرام عظمت کا خون کیوں نہ ہو جائے آیئے اب صحابہ کرام پر اس کی بہتان تراشی سنئے۔

صحابہ کرام پر بہتان مودودی:- (۱) اسلامی تحریک کی سربراہی کیلئے یہ لوگ موزوں بھی نہیں ہو سکتے تھے کہ وہ ایمان تو ضرور لے آئے تھے مگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت و تربیت سے ان کو فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں ملا تھا۔

خلافت و ملوکیت ۱۰۹

(۲) حضرت عثمان کی پالیسی کا یہ پہلو بلاشبہ غلط تھا کام بہر حال غلط ہوتا ہے۔

خلافت و ملوکیت ص۱۱۶

(۳) مال غنیمت کے تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہ نے کتاب و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی صریح خلاف ورزی کی۔

خلافت و ملوکیت ص ۱۷۴

(۴) صحابہ کرام جہاد فی سبیل اللہ کی صل میرٹ کو سمجھنے میں بار بار غلطیاں کرتے تھے۔

ترجمان القرآن ربیع ثانی ۱۳۵۷ھ

نوٹ:- عَلَیکُم بِسُنَّتِی وَ سُنَّتَ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْن اور اَصْحَابِی کَا النَّجُوْمِ اِقْتَدَیْتُم اِھْتَدَیْتُمْ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان گرامی ہے یعنی میرا اور میرے صحابہ کے طریقہ کو لازم پکڑو کیوں کہ میرے صحابہ رشد و ہدایت کے مینار ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی انہوں نے صراط مستقیم کو پالیا جن نفوس زکیہ کو رسول معظم ہمارے لئے مقتدا بنانے کو محبوب سمجھیں انہیں مودودی صاحب کا نظریہ مورد الزام ٹھہرائے تو ظاہر ہے مودودی نظریہ میں صحابہ رسول اکثر غلط کار تھے اور غلطیاں کرتے تھے۔ مودودی کی اس جماعت کو اسلامی جماعت ہزار بار کہہ لیا جائے مگر مرے نزدیک یہ گستاخوں کی غیر اسلامی جماعت ہے یا اسے مودودی ماڈرن اسلامی جماعت کہا جائے اصل اسلامی جماعت کے کہلانے کی یہ ہرگز مستحق ہی نہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

مودودی کے ہاتھوں توحید کا قتل:- انسان خدا کا قائل ہو یا منکر خدا کو سجدہ کر رہا ہو یا پتھر کو خدا کی پوجا کرتا ہو یا غیر کی جب وہ قانون فطرت پر چل رہا ہے اور اس کے قانون کے تحت میں زندہ ہے تو لامحالہ وہ بغیر جانے بوجھے بلا عمدًا و اختیار طوعًا و کرہًا خدا ہی کی تسبیح کر رہا ہے اور عبادت میں لگا ہوا ہے۔

تفہیمات ج ۱ ص ۴۲

بحوالہ ماہ نامہ ماہ طیبہ مئی ۱۹۵۷

فائدہ:- مودودی کا کہنا کہ جو بت پرست ہے یا منکر خدا یا غیر کا پوجا کرتا ہے وہ یقیناً خدا ہی کی تسبیح کر رہا ہے اور اس کی عبادت میں لگا ہوا ہے

یہ مودودی کی غلط فہمی ہے کیونکہ اس نے تسبیح اور عبادت کو ایک ہی مفہوم میں سمجھ لیا ہے حالانکہ ان دونوں لفظوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے تسبیح کے معانی خدا کو امکان وحدوث کے نقائص سے پاک اظہار کرنا ہے اور عبادت کے معانی خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور تعظیم کیلئے اپنے نفس کی خواہش کے خلاف کرنا ہے اگرچہ اس پر یقین رکھا جائے کہ خدا کا منکر پتھر کو سجدہ کرنے والا اور غیر خدا کی پوجا کرنیوالا ہمہ تن فطرۃً خدا کی عبادت میں مصروف ہے تو سینکڑوں آیات خداوندی سے تصادم ہو جائے گا اگر یہ اصول ٹھیک ہے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار یا دو لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی تعلیم پر پانی پھر جاتا ہے کہ انہوں نے غیر خدا کی پوجا اور پتھروں کے سجدوں سے کیوں روکا مودودی مذہب میں تو وہ خدا کی عبادت کر رہے ہیں اب میاں خیر سے سوچیں تو سہی! اگر مودودی کی طرز و فکر والا مذہب قبول کر لیا جائے تو ایمان کا دیوالیہ نکل جاتا ہے اور اگر مودودی مذہب کے خلاف ہو جائیں تو مودودی مذہب کا جنازہ نکل جاتا ہے یہ مودودی صاحب کا علمائے کرام سے الگ ہو کر اپنی ذہنی اختراع کا ثمرہ ہے ہاں اگر مودودی صاحب علمائے سابقین جس میں صحابہ کرام علمائے متکلمین و مجددین سلف و خلف شامل ہیں ان کی کتابوں سے استفادہ حاصل کر لیتا تو شاید اس دلدل میں نہ پھنستا اس ماڈرن ملاں نے عبادت اور توحید کے معنی میں اتنی وسعت پیدا کر دی ہے کہ شرک کو عبادت اور بت پرستی کو خدا پرستی شرک خدا کو بندہ پرستار مانتے ہوئے نہ ان کا عقیدہ توحید مجروح ہوا اور نہ ہی عبادت کے مفہوم پر کوئی حرف آیا لیکن یہی صاحب انبیاء اولیاء اور ان کے عقیدت مندوں کو جو ظاہراً

باطناً سچے مسلمان ہیں موحد ہیں عابد ہیں ان کو مشرک سمجھتا ہے ذرا غور کرو فکر کی تیرگی دیکھئے کوئی مشرک ہو کر بھی خدا کا پرستار بندہ ہے یعنی مشرک ہو کر بھی مشرک نہیں اور جو حقیقتاً مومن ہیں پرستار خداوند ہیں وہ مومن ہو کر بھی مشرک ہیں۔

فیا للعجب ہیا للعجب

مودودی کی جنگ :۔"انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے اثر سے جہاں لوگ اللہ واحد و قہار کی خدائی کے قائل ہو گئے وہاں سے خداؤں کی دوسری اقسام تو رخصت ہو گئیں (بتوں کی پوجا پاٹ ختم ہو گیا) مگر انبیاء اولیاء شہداء صالحین مجاذیب اقطاب ابدال علماء مشائخ اور ظل آلہوں کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی رہی جاہل دماغوں نے مشرکین سے خداؤں کو چھوڑ کر ان نیک بندوں کو خدا بنا لیا مشرکانہ پوجا پاٹ کی جگہ فاتحہ زیارت نذر و نیاز عرس صندل چڑھاوا نشان علم تعزیئے اور اس قسم کے دوسرے مذہبی اعمال کی شریعت بنا ڈالی"

تجدید و احیائے دین ۱۹-۲۰

نوٹ :۔ یہ جماعت اسلامی کی جنگ ہے جو پس پردہ لڑی جاتی ہے جس کے بل بوتے سادہ لوح انسانوں کو دھوکا دے کر اچک لیا جاتا ہے اور ساتھ دعوی یہ کہ ہم کسی مسلم فرقے کی دل آزاری نہیں کرتے اور ہمارے ہاں عقائد کی جنگ بالکل لڑی ہی نہیں جاتی بلکہ ہماری پالیسی اسلام کے بنیادی اصولوں تک محدود ہے مگر یاد رہے کہ یہ ان کا دعویٰ باطل ہے اور لغو ہے۔

اولیاء اللہ اور مودودی:- اس (رب بنانے) کی مثالیں موجود زمانہ میں بھی ہمیں ملتی ہیں کسی انسان کو لوگ مشکل کشا کہتے ہیں حالانکہ مشکل کشائی کی کوئی طاقت ان کے پاس نہیں ہے کسی کو گنج بخش کے نام سے پکارتے ہیں حالانکہ اس کے پاس کوئی گنج نہیں کہ کسی کو بخشے، کسی کیلئے داتا کا لفظ بولتے ہیں حالانکہ وہ کسی کا مالک نہیں کہ کسی کا وہ داتا بن سکے کسی کو غریب نواز کے نام سے موسوم کرتے ہیں حالانکہ وہ غریب اقتدار میں کوئی حصہ نہیں رکھتا جس کی بناء پر کسی غریب کو نواز سکے کسی کو غوث (فریادرس) کہا جاتا ہے حالانکہ وہ زور نہیں رکھتا کہ کسی کی فریاد کو پہنچے پس در حقیقت ایسے نام محض ہیں جن کے پیچھے کوئی مسمیٰ ہیں۔

تفسیر تفہیم القرآن ص ۶۴ جلد ۲ ج نمبر ۵۴

نوٹ:- مودودی کی ان عبارات کو پڑھ لینے کے بعد عقیدۂ مودودی بھی سامنے آگیا۔ پس ظاہر ہے کہ مودودی کے پاس سوائے وہابیت کے اور کوئی چیز ہی نہیں محض نام الگ ہے۔

مشکل کشا:- عَنْ سَعِیْدِ ابنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ کَانَ عُمَرُ یَتَعَوَّذُ بِاللهِ مِنْ مُعْضَلَةٍ لَیْسَ فِیْهَا ابو حسن (طبقات ابن سعد) حضرت سعید بن مسیّب فرماتے ہیں حضرت عمر مشکلات میں اللہ کی پناہ پکڑے تھے جس وقت حضرت علی پاس نہ ہوتے تھے ابوالحسن حسن کاکوروی صاحب لکھتے ہیں حضرت فاروق اعظم دعا مانگتے تھے الٰہی ایسا نہ ہو کہ کوئی مشکل آ پڑے اور علی ابن ابی طالب میرے پاس نہ ہوں یہاں ہے ظاہر ہے کہ علی المرتضی کا لقب مشکل کشا حضرت عمر کے کلام سے نکالا گیا ہے جس کا ظہور اب تک چلا آتا ہے۔

تفریح الاذکیاج ۲ ص ۳۸۲

نوٹ:- مودودی صاحب! حضرت علیؓ مشکل کشا حضرت علی حسن ہجویریؒ داتا گنج بخش خواہ معین الدین اجمیریؒ غریب نواز حضرت محبوب سبحانی شہ باز لامکانی سید عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم الاجمعین جیسے عظیم المرتبت اور جلیل القدر روحانی شخصیات کی خداداد صفات اور تصرفات کو تحقیرانہ انداز میں ذکر کر کے کس طرح ان حضرات کو بے کس اور بے بس ظاہر کرتا جارہا ہے حالانکہ کوئی بھی محبوبان خدا کو رب بنانے کا تصور ہی نہیں کرتا پس زیادہ نہ سہی کاش مودودی اپنے ممدوحین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی انفاس العارفین اور اسماعیل قتیل دہلوی کی صراط مستقیم ایک ہی مرتبہ پڑھ لیتا تو پھر محبوبان خدا کے خلاف اپنا قلم اندھے کی لاٹھی کی طرح اور ظالم کی تلوار کی مثل شاید استعمال نہ کرتا اب ایک ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں وہ یہ کہ ممکن ہے کسی صاحب کو مرے متعلق یہ گمان ہو کہ مولف نے ہر ایک گروہ کو جن کا ذکر پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے سب کے سب وہابی ہی وہابی بنائے جارہا ہے اور مودودی کی جماعت بھی انہی کے ساتھ ملا رہا ہے اس خدشہ کو دور کرنے کیلئے ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے تاکہ مولف ناچیز اس بہتان سے مصئون و مامون رہے۔ ہفت روزہ رسالہ زندگی لاہور جو مودودی اسلامی جماعت کا ایک آرگن ہے اس کی زبانی سنئے جس سے مودودی کی وہابیت کا بھرم کھل جاتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی ایک اشاعت میں اس طرح لکھا ہے۔

"جماعت اسلامی نے گو اپنی پالیسی اسلام کے بنیادی اصولوں تک

محدود رکھی ہے لیکن اس کے قائد مولانا مودودی نے اختلاف مسائل
سے بھی بحث کی ہے اور ان میں اپنی انفرادی رائے قائم کی ہے اس لئے
جماعت کے بارہ میں یہ تاثر قائم ہو گیا ہے کہ یہ ایک مخصوص مذہبی
فرقہ ہے یہ تاثر خود جماعت کے کارکنوں نے اپنے رویئے سے اور گہرا کیا
ہے وہ خود کو مولانا کی تشریحات و تعبیرات سے الگ رکھ کر اگر صرف
اصولی باتوں میں جماعت کی مدافعت کرتے یہ پیچیدگی پیدا نہ ہوتی لیکن
انہوں نے عقائد کی بحث میں الجھنا اور مولانا کی تعبیرات کو واجب
التسلیم ٹھہرانا شروع کر دیا جس سے فرقہ وارانہ اختلاف کی جڑیں پھیلتی
گئیں اور جماعت اسلامی کا چاروں طرف گھیراؤ ہو گیا۔

ہفت روزہ زندگی لاہور ص ۱۴

بحوالہ ماہنامہ ماہ طیبہ فروری ۱۹۷۱ء

نوٹ:- لاہور کے ہفت روزہ زندگی کا شمارہ ۲۸ دسمبر ۷۰ء تا ۳ جنوری
۷۱ء میں ایک مضمون "جماعت اسلامی کے شکست کے اسباب" شائع
ہوتا رہا ہے جس میں مضمون نگار نے ذیل کے اسباب نمبر ۳ پر یہی سبب
لکھا ہے جس کا اقتباس مندرجہ بالا ذکر کیا گیا ہے اب نتیجہ خود ہی اخذ
فرمائیں کہ یہ جملہ "مولانا مودودی نے اختلافی مسائل سے بھی بحث کی
ہے اور ان میں اپنی انفرادی رائے قائم کی ہے" کس چیز کی عکاسی کر رہا
ہے ابھی ابھی جو تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۶ حاشیہ نمبر ۵۴ سے
نقل ہوا ہے یعنی کسی کو مشکل کشا کسی کو گنج بخش کسی کو داتا کسی کو غریب
نواز اور کسی کو غوث وغیرہ کہا جاتا ہے کہ یہ محض نام ہیں جن کے پیچھے
کوئی مسمی نہیں یہ بزرگ جن کے یہ القاب ہیں وہ تو اولیائے امت

مرحومہ میں اعلیٰ درجہ کی فائز المرام ہستیاں ہیں اب میں پوچھنا چاہوں گا
کہ یہ حرکات و سکنات ٹھیک وہابیت کی عکاسی نہیں کر رہے۔ کر
رہے ہیں اور ضرور کر رہے ہیں اسی سلسلہ میں اسی ہفت روزہ زندگی کا
ایک اقتباس اور بھی سن لیں جس کی سرخی نمایاں طور پر ہفت روزہ میں
موجود ہے اور وہ یہ ہے۔

"کیا یہ وہابی فرقہ ہے" جماعت اسلامی کا ایک مقصد مسلمانوں کی فرقہ بندی کو ختم کرنا بھی تھا پھر کیا یہ ستم ظریفی نہیں کہ لوگ اسے وہابی فرقہ کہنے لگے آخر یہ کیوں ہوا بظاہر یہ بات بہت ہی غیر اہم ہے لیکن یہ ناقابل حقیقت ہے کہ یہ غیر اہم بات جماعت کی مقبولیت میں سدراہ بن گئی ہے اور حالیہ الیکشن میں اہل سنت کے امیدواروں کی زیادہ تعداد میں کامیابی اس کا واضح ثبوت ہے پالیسی تو یہ ہے کہ اہل سنت، اہل سنت رہے، اہل حدیث، اہل حدیث رہے، دیوبندی، دیوبندی رہے، بریلوی، بریلوی رہے، شیعہ، شیعہ رہے ہر ایک جس مسلک کو صحیح سمجھتا ہے اسی پر عمل کرے اور دوسرا جس مسلک کے صحیح ہونے کا قائل ہے اسے اس پر عمل کرنے دے۔ (تقریر مولانا مودودی ہفت روزہ زندگی لاہور ۹ نومبر ۱۹۷۰ء) لیکن عملی طور پر ہوتا یہ ہے کہ جماعت سے متعلق جو حضرات نذرونیاز کی کوئی چیز ان کے گھر میں بھیجی جائے تو واپس کر دیتے ہیں کیا وہ اس طرح لوگوں کو جماعت سے دور نہیں کر رہے۔ خاص طور پر ایسی صورت میں کہ وہابی بہت جامع اصطلاح بن چکی ہے۔

(ہفت روزہ زندگی ص ۳۴ بحوالہ ماہ طیبہ فروری ۱۹۷۱ء)

نوٹ:- یہ مضمون نگار جماعت اسلامی کا فرد ہے جس نے اس حقیقت کا اعتراف دبی زبان سے کر ہی لیا ہے اور اس کا انکشاف بھی کر دیا کہ فی الواقعہ جماعت اسلامی کے افراد نذرونیاز نہ لیتے ہیں نہ کھانا نیاز کھانے جاتے ہیں گویا نذرونیاز کا کھانا ان کے نزدیک حرام ہے یہی شعار وہابیہ ہے تمام وہابی جماعتوں کے نزدیک نذرونیاز کا کھانا حرام ہے یہ اقرار ہے

جماعت اسلامی کے ایک پیروکار کا اور اب قائد جماعت اسلامی کی بھی سن لیجئے کہ وہ وہابیت کو کس طرح اپناتا ہے۔ چنانچہ وہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے رسائل ومسائل ص ۴۸۲ میں لکھتا ہے۔ "وہابیت کے الزام سے بچنے کے لئے اہتمام نہ کیجئے لوگوں نے در حقیقت مسلمانوں کیلئے یہ دوسرا نام تجویز کیا ہے (ماخوذ رسالہ الدرر سنیہ صفحہ آخر) یہ ہے جماعت اسلامی کی رہابیت جس کا مختصر واقع آپ کے سامنے ہے۔ اب جان لینا چاہیے کہ وہابی، دیوبندی، تبلیغی، تنظیمی اور مودودی سب کے سب یک رنگ اور ہم آہنگ ہیں اس سلسلہ میں ایک موازنہ پیش کیا جاتا ہے اس سے خود حقیقت اصلیہ کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

موازنہ:- بوجہ اختصار صرف نمونۃً دو دو نمبر صفحہ قرطاس پر دکھائیں گے۔ نجدی وہابی کا عقیدہ محمد ابن عبدالوہاب نجدی نے ایک کتاب بنام کتاب التوحید لکھی ہے جس سے ایک سوال نامہ مرتب کر کے علمائے مکہ کی طرف روانہ کیا گیا ہے۔ اس سوال نامے کا ایک سوال یہ ہے "فَوَاحِدٌ یَعْبُدُوْ البنیَّ وَمُتَّبِعِیهِ حَیْثُ یَعْتَقِدُهُمْ لبشفعاتہٖ واولیآئہٖ هٰذا اَقْبَحُ اَنْوَاعَ الشِّرْكِ (تلخیص کتاب التوحید ماخوذ سیف الجبار ص ۱۰۴) یعنی جو پیغمبر اور پیغمبر کے پیروکاروں کو اپنا شفیع ولی اعتقاد کرے وہ بدترین از قسم شرک ہے۔

(۲) فَمَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰهِ اَوْ سُمِیَ وَلَدِهٖ عَبْدُالرَّسُوْلُ اَوْ عَبْدُالبنیِّ اَوْ نَذَرَ لِغَیْرِ اللّٰهِ اَوْ تَصَدَّقَ بغیر اللّٰهِ فَصَاءَ شِرکاً وَ کافراً (کتاب التوحید ماخوذ سیف الجبار ص ۱۴۴) جو شخص غیر اللہ کی قسم کھائے یا غیر اللہ نذونیاز اور صدقہ دے یا اپنے بیٹوں کے نام

عبدالرسول، عبدالنبی رکھے وہ کافرو مشرک ہے۔

دیوبندی عقیدہ(۱)"سوجو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے (شفیع وکیل، شفارشی، نذرونیاز وغیرہ) کرے گا خواہ اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سوابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

تقویت الایمان ص ۶

(۲) کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے کوئی علی بخش کوئی حسین بخش کوئی پیر بخش سو وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان انبیاء اولیاء سے اماموں شہیدوں سے فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں۔

تقویت الایمان ص ۴ بہشتی زیور ص ۴۷

مودودی عقیدہ:-(۱) بہت سے غلط کار مسلمان بھی اس قسم کے جھوٹے بھروسہ پر تکیہ کیے ہوئے ہیں کہ ہم فلاں حضرت کی اولاد ہیں اور فلاں حضرت کے دامن گرفتہ میں ان کی سفارش ہم کو بچالے گی۔

تفہیم القران ج ۲ ص ۳۴۴

(۲) نذریں نیازیں کسی دیوی کسی اوتار کسی ولی کسی حضرت کے نام پر پکائی جاتی ہیں اور بچوں کو ایسے نام دیئے جاتے ہیں گویا وہ خدا کے سوا کسی اور کی عنایت کا نتیجہ ہے مثلاً حسین بخش پیر بخش عبدالرسول .... اسی پر زمانہ جاہلیت کے عرب مشرک تھے اور یہ موحد ہیں۔

تفہیم القران ج ۲ ص ۱۰۷

نوٹ:- مندرجہ بالا موازنہ پر بصیرت حاصل کر لینے کے بعد کچھ اوجھل نہیں رہ جاتا کہ یہ وہابی، دیوبندی اور مودودی سب کے سب

ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں الغرض کہاں تک لکھا جائے بوجہ نامساعدگی وقت واختصار رسالہ کے پیش نظر اسی پر اکتفا کرتا ہوں اب تک جن گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے عقائد کی عکاسی گئی ہے ان سب کا نکتہ نگاہ ایک ہے یوں جانئے کہ یہ سب مسافر ایک ہی منزل کے راہ گیر ہیں جو مختلف راستہ طے کرتے ہوئے اپنے اس منزل پر پہنچ رہے ہیں جس منزل کو وہابیت کہتے ہیں اب ہم اس وہابیت کے تشخص کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت کرنا چاہتے ہیں اس سلسلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند ارشاد ملاحظہ فرمائیے۔

وہابیہ کی نشانی حدیث کی زبانی

حدیث نمبر۱:-"یَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ یَقْرَاوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهِمْ کُلَّمَا قَطَعَ قَرْنٌ نَشَا قَرْنٌ حَتّٰی یَکُوْنُ آخِرُهُمْ مَعَ الدَّجَّالِ" (آشوب نجد ص ۲۱ الدرسنیہ ص ۵۰) کچھ لوگ مشرق کی جانب سے نکلیں گے جو قرآن مجید کو تو پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نہیں اترے گا (یعنی قرآن پر وہ عمل نہیں کریں گے) ان کا ایک گروہ ختم ہو جائے گا تو دوسرا گروہ پیدا ہو جائے گا یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ ہوگا۔

حدیث نمبر۲:-اَمَّاهُ ذُوالْخُوَیْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْدِلْ فَقَالَ وَیْحَكَ فَمَنْ یَعْدِلُ اِذْلَمْ اَعْدِلْ وَقَدْ خَبْتَ وَ خَسِرْتَ فَقَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِیْ اِضْرِبُ عُنُقَهٗ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلٰوتَهٗ مَعَ صَلٰوتِهِمْ

وَصِیَامَہٗ مَعَ صِیَامِھِمْ یَقْرَاُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَایُجَاوِزُ تَرَاقِیَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ۔

مسلم شریف مترجم معہ مختصر شرح نووی کتاب الزکوۃ ج ۳ ۸۶

یعنی ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرمارہے تھے وہاں ایک شخص ذوالخویصرہ نامی موجود تھا کھڑے ہو کر کہنے لگا اے اللہ کے رسول انصاف سے کام لیجئے تو آپ نے فرمایا افسوس تجھ پر اور تیری اس جسارت پر اگر میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرنے والا ہے اگرچہ میں انصاف نہ کرتا تو خائب و خاسر ہو چکا ہوتا حضرت عمرؓ بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اجازت دیجئے میں اس کی گستاخی کا اسکو مزہ چکھاؤں آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو یہ صرف ایک نہیں اس کے بہت سے ساتھی ہیں تم ان کی نمازیں اور روزوں کو دیکھ کر ان کے مقابلہ میں اپنی نمازیں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے مگر یاد رکھو یہ قرآن پڑھیں گے مگر ان کا قرآن پڑھنا حلقوم سے اوپر ہی رہے گا فقط زبانی پڑھنا ہوگا یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے

حدیث نمبر ۳:- اَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَیْنَیْنِ نَاتِی الْجَبْھَۃِ کَثُّ اللِّحْیَۃِ مُشْرِفَ الْوَجْنَتَیْنِ مَحْلُوْقُ الرَّاسِ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللّٰہَ فَقَالَ فَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ اِذْعَصَیْتُہٗ فَیَاْمَنُنِیْ اللّٰہُ عَلَی الْاَرْضِ وَلَا تَامَنُوْنِیْ فَیَسْئَالُہٗ لَہٗ قَتْلَہٗ فَمَنَعَہٗ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ اِنَّ مِنْ ضِعْضِیْ ھٰذَا قَوْمًا یَقْرَاُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَا جِرَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقُ السَّھْمِ مِنَ الرَّمِیَّۃِ فَیَقْتُلُوْنَ اَھْلَ الْاِسْلَامِ وَیَدْعُوْنَ اَھْلَ

الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَدْرَکْتُھُمْ لَاَقْتُلَنَّھُمْ قَتْلَ عَادٍ

نسائی شریف جلد نمبر ۲ ۲۵۷ مشکوۃ مترجم جلد نمبر ۳ ص ۱۹۶

مسلم شریف مترجم ج ۳ ص ۸۲

ایک شخص جس کی آنکھیں دھنسی ہوئیں پیشانی ابھری ہوئی داڑھی گھنی کنپٹیاں ابھری ہوئی سر منڈا ہوا اس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ سے ڈرو حضور علیہ السلام نے جواباً فرمایا میں ہی نافرمان ہو جاؤں تو پھر اللہ کی کون فرمانبرداری کرے گا اللہ نے مجھے زمین والوں پر امین مقرر فرمایا ہے لیکن تم مجھے امین نہیں سمجھتے اسی دوران ایک اصحابی نے اس شخص کے قتل کرنے کی بابت سوال کیا حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے قتل نہ کرو جب وہ چلا گیا تو فرمایا اس کی نسل سے ایک جماعت ہوگی جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ اسلام سے ایسے باہر ہو جائیں گے جس طرح تیر کمان سے جدا ہو جاتا ہے وہ اہل سلام کو قتل کریں گے اور کافروں کو چھوڑ دیں گے اگر میں ان کو پالیتا قوم عاد کی طرح ان کے ساتھ قتال کرتا۔

حدیث نمبر ۴:- ثُمَّ قَالَ یَخْرُجُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمًا کَانَ ھٰذَا مِنْھُمْ یَقْرَاُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ ھُمْ تَرَاقِیَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ سِیْمَاھُمُ التَّحْلِیْقُ لَا یَزَالُوْنَ یَخْرُجُوْنَ حَتّٰی یَخْرُجَ آخِرُھُمْ مَعَ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ فَاِذَا لَقِیْتُمُوْھُمْ شَرُّالْخَلْقِ وَالْخَلِیْقَۃِ

نسائی شریف جلد نمبر ۱۵۴

مشکوات مترجم مسلم شریف مترجم ص ۹۱/۳)

یعنی پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا آخری زمانہ میں ایک گروہ نکلے گا وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ اسلام سے نکل جائیں گے جسطرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے ان کی خاص پہچان سر منڈانا ہو گی وہ ہمیشہ گروہ در گروہ آتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ ہو گا جب تم ان سے ملو گے تو انہیں اپنی طبیعت اور سرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق پاؤ گے۔

حدیث نمبر۵:-قَالَ سَیَکُوْنُ فِی اُمَّتِیْ اِخْتِلَافٌ وَّفُرِیْقَۃٌقَوْمٌ یحُسِنُوْنَ الْقِیْلَ وَیُسِیْؤُنَ الْفِعْلَ یَقْرَاوُنَ الْقُرْآنَ لَا یجاوز تَرَاقِیْهِم یَمْرُقُوْنَ مِنَ الَدِّیْنِ مُرُوْقُ السَّهْمَ مِنَ الرَّمِیَّۃِ لَا یَرْجِعُوْنَ حَتّٰی یَرْتَدَ السَّهْمَ عَلٰی فِرْقَۃِ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ والْخَلِیْقَۃِ طُوْبیٰ لَمِنْ قَتَلهُمْ وَقَتَلُوْہُ یَدْعُوْنَ اِلٰی کِتَابَ لِلّٰہِ وَلَیْسُوْا مِنّا فِی شَئٍ مَّنْ هُمْ مَنْ قَتَلَ هُمْ کَانَ اَوْلٰی باللّٰہِ مِنْ هُمْ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا سِیمَا هُمْ قَالَ التَّحلِیْق

مشکوات شریف مترجم جلد ۲ ص ۲۰۰

ابوداوٗد شریف ترجم ج ۳ ص نمبر ۵۱۸ حدیث نمبر ۱۳۳۸

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت میں اختلاف اور تفریق کا وقوع مقدر ہو چکا ہے اس سلسہ میں ایک گروہ ظاہر ہو گا باتیں اس کی اچھی ہوں گی اور کام ان کے برے ہوں گے قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے پھر دین کی طرف ہر گز نہ پلٹیں گے جیسے تیر واپس نہیں ہوتا وہ

اپنی طبیعت اور سرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق ہوں گے وہ لوگوں کو دین کی طرف بلائیں گے حالانکہ دین سے ان لوگوں کا کوئی تعلق نہ ہو گا جو ان سے قتال کرے گا وہ خدا کا مقرب ترین بندہ ہو گا صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے حروف نشان سے آگاہ فرمایئے۔ فرمایا ان کی خاص علامت سر منڈانا ہو گی۔

حدیث نمبر۶ :- اِنّی سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم سَیَخْرُجُ قَوْماً فِی آخرالزّمَانْ حُدأَثُ الْاَ سْنَان وَسُفُهَا الْاَحْلَامِ یَقُوْلُوْنَ مِنْ خَیْرِ قَوْلُ البَرِ یَّۃِ لا یُجَاوز اَیْمَانُهُمْ جَنَاجِرَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الَدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقَ السَّهْمَ مِنَ الرَّمِیَّۃِ فَاینمَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوهم فِی قَتْلِهِمْ اَجْرُ لَمِنَ قَتَلَهُمْ یَوْمَ الْقِیامَتِ

(حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم سے سنا ہے آپ نے فرمایا زمانہ اخیر میں نو عمر اور کم سمجھ لوگوں کی ایک جماعت ظاہر ہو گی بظاہر وہ اچھی باتیں کریں گے اور ایمان ان کے حلقوم سے اوپر ہو گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے پس تم ان کو جہاں پاؤ قتل کر دو بروز محشر ان کے قاتلوں کے لئے بڑا اجر و ثواب ہے۔

مسلم شریف ص ۳۸۷ بخاری مترجم جلد ۲ ص ۱۰۲۴

نسائی عربی جلد ۲ ص ۱۵۴

حدیث نمبر۷:-خَرَجَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ بَیْتِ عَائِشۃ فقال رأسُ الْکُفرِمِنْ هٰهُنَا مِنَ حَیْثُ یَطْلَعُ قَرَنَ الشَّیْطان یعنی المشرق ایک دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے حرم سرا سے باہر تشریف لائے اور مشرق کی طرف منہ کر کے

فرمایا کہ شیطان کی سینگ اس طرف سے ظاہر ہوگی۔

مترجم مسلم شریف جلد ۲ ص ۴۳۶

اے ناظرین محترم:۔

یہ ارشادات رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے سامنے ہیں میں درخواست کرتا ہوں کہ ایک بار ان احادیث مبارکہ کو دوبارہ پڑھ لیں بات اس ذیشان پیغمبر کے ہے جو غیب کے رموز اور مستقبل کے انداز سے پوری طرح واقف ہے اگر ان حدیثوں پر یقین کر لیا جائے تو ہاتھ میں انصاف اور دیانت کا چراغ لیکر تلاش کیجئے کہ آخری زمانہ میں جن گروہوں کی خبر پیغمبر علیہ اسلام نے دی ہے آج وہ گروہ کہاں ہے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ خبر دینے والے نے اس گروہ کی مختلف نشانیوں کے ذریعے سے اتنا واضح کر دیا ہے کہ اب وہ دوپہر کے اجالا میں ہے نشاں اس لئے بتائے گئے ہیں کہ حدیث کی روشنی میں دین و ایمان کے غارت گروہ کا سراغ لگالیا جائے میں کامل وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان حدیثوں کی عبارات سے بکھری ہوئی نشانیوں کو یکجا کر لیا جائے تو واقعات و مشاہدات کی سطح سے مذہب وہابیہ کی تصویر اچانک ابھر آئے گی اگر تکلیف نہ جائے تو تھوڑی دیر کے لیے اپنی نگاہ کا رشتہ میری نوک قلم سے جوڑ لیجئے میں نشانات چنتا جاؤں گا آپ ان کو جوڑتے چلیں کچھ ہی دیر بعد وہابیت کی تصویر نہ بن جائے تو میرے قلم کا ساتھ چھوڑ دینا۔

نشانات: ۔حدیث نمبر ایک اور حدیث نمبر سات میں بتایا گیا ہے کہ کفر کا مرکز مدینہ منورہ کے مشرق کی جانب (مدینہ منورہ کی مشرقی جانب

میں خطہ نجد واقع ہے نجد و حجاز کا نقشہ اٹلس سامنے رکھئے تو واضح ہو جاتا ہے کہ واقع میں مدینہ کی مشرقی جانب میں نجد ہی بر آمد ہوتا ہے) خطہ نجد ہے اسی نجد سے ایک گروہ ظاہر ہوگا جو قران پڑھے گا مگر دین سے ان کا کوئی لگاؤ نہ ہوگا اور حدیث نمبر دو ذوالخولیصرہ جس گستاخ کا نام آیا ہے اس کے قبیلے کا نام بنی تمیم ہے جس کی نسل سے آخری زمانہ میں ایک گروہ پیدا ہوگا جو قرآن پڑھے گا مگر اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہوگا مفتی مکہ سید دحلان مکی رحمتہ اللہ علیہ درو السنیہ کے صفحہ نمبر اکیاون پر لکھتے ہیں "سب سے واضح بات یہ ہے کہ ابن عبد الوہاب کا سلسلہ نسب قبیلہ بنی تمیم سے ہے اس سے کچھ بعید نہیں کہ وہ ذوالخویصرہ تمیمی کی نسل ہو" ماننا پڑے گا کہ ظاہر ہونے والے گروہ سے نجدی وہابی مراد لینا حقیقت کے عین مطابق ہے حدیث نمبر پانچ میں اس گروہ کی ایک علامت یہ بتائی گئی ہے کہ لوگوں کو دین کی طرف بلائیں گے حالانکہ دین سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوگا اور حدیث نمبر دو میں پہچان بھی بتائی گئی ہے کہ اپنی نماز و عبادت کی نخوت میں اپنے سوا سب کو حقارت کی نگاہ سے دیکھیں گے انبیاء اولیا کی قدر و منزلت کی متعلق گستاخیاں کرنا ان کا شعار ہوگا حدیث نمبر چار اور حدیث نمبر پانچ میں اس گروہ کی علامت یہ بھی ہے کہ اکثر ان میں سر منڈے ہوں گے گویا یہ فعل ان کا جماعتی شعار بن جائے گا حدیث نمبر تین میں ایک علامت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ گروہ مسلمانوں کو قتل کرے گا اور کافروں کو چھوڑ دے گا یہ نشانی ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق سو فیصدی درست ہے آپ خود تاریخ نجد و حجاز کا مطالعہ فرمالیں تم کو خود بخود معلوم ہو جائے گا حدیث نمبر چھ میں یہ

علامت بتائی گئی ہے کہ منہ سے اچھی باتوں کی تلقین کریں گے باطنی طور پر عقیدوں پر حملہ کریں گے اور مسلمانوں کو راہ حق وثواب سے دور کر کے اپنے ساتھ ملا کر اچک لیں گے یہ بات تبلیغی جماعت پر صادق آتی ہے) حدیث نمبر ایک اور چار میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ گروہ در گروہ (مختلف شکلوں مختلف ناموں مثلاً نجدی، وہابی، دیوبندی، تبلیغی، تنظیمی، مودودی مختلف رنگ وروپ میں ہر دور میں پائے جائیں گے حتی کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کے ہمراہ ہو جائیگا یہ صرف مسلمانوں کا خون بہائیں گے کافروں کو مطلقاً چھوڑ دیں گے اور حدیث نمبر دو اور تین میں ایک علامت یہ بھی ہے کہ یہ گروہ دین حق سے منحرف ہو کر دوبارہ واپس دین حق میں ہر گز شامل نہ ہو گا اگر اس پہچان کی تصدیق کرنا مطلوب ہو تو کسی وہابی کو جانچ لیجئے آپ لاکھ کوشش کریں گے کہ وہ عقیدہ کے فساد سے ہٹ جائے رسول عربی کے گستاخوں کا ساتھ چھوڑ دے مگر وہ ہر گز اپنے عقیدہ باطل سے نہیں پلٹے گا اب ایک لطیف نکتہ عرض کرتا ہوں سنئے۔

نکتہ:- لفظ التحلیق کا لغوی معنی کے سلسلہ میں بحث و نظر کا ایک گوشہ بہت زیادہ قابل توجہ ہے تحلیق کا عام ترجمہ سر منڈانا ہی کیا جاتا ہے لیکن مصباح اللغات میں اس کے ہم مادہ لفظ کا ترجمہ چکر لگانا اور حلقے میں بیٹھنا بھی کیا گیا ہے اب ذرا خالی الذہن ہو کر سوچئے کہ مصباح اللغات کے معنی کی رو سے یہی معنی درست سمجھ لئے جائیں تو دونوں معنی وہابی تبلیغی جماعت پر صادق آتے ہیں ایک معنی اگر ان کی اصطلاح "چلت وپھرت" کو بتاتا ہے تو دوسرا معنی ان کے اجتماع کی طرف اشارہ

کرتا ہے۔

چبھتا ہوا کانٹا:- میں محسوس کرتا ہوں کہ حقیر پر تعقیر نے جتنے گروہوں کو وہابیت میں شمار کیا ہے ان کے خلاف کوئی فیصلہ کرتے ہوئے آپ کو جو سب سے بڑی الجھن پیش آئے گی وہ یہ کہ ایک ایسی جماعتیں جو دین کی طرف بلاتی ہیں (تبلیغی جماعت) اور جو رفض وشعیت کا قلعہ قمع کرتی ہیں (تنظیمی جماعت) جو شرک وکفر کا استحصال کرتے ہوئے نغمہ توحید کو بلند کرتی ہیں (دیوبندی جماعت) جو درون اور بیرون ملک جا کر رضامندی حق کی خاطر نفاذ اسلامی قانون میں سر کرداں سر توڑ کوشش کرتے پھرتے ہیں (اسلامی جماعت) انہیں کیسے گمراہ اور بے دین قرار دیا جا سکتا ہے اگر ایسی دین پرور جماعتیں بے دین ہو گئی ہیں تو پھر دنیا میں دیندار اور حق پرست کون ہیں۔

کانٹے کا علاج۔ میں جواباً عرض کروں گا کہ اس طرح کی کشمکش حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بھی اس نوجوان نمازی کے متعلق پیش آئی تھی جس کے قتل کرنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا چنانچہ اس سلسلہ میں "حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ مدینے میں ایک بڑا زاہد وعابد تھا ایک دفعہ وہ اچانک ہمارے سامنے آگیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس جوان کی عبادت وزہد کی طرف توجہ دلوائی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ شخص بڑا عابد وزاہد ہے حضرت نے اس کی طرف دیکھا اور ردیکھ کر فرمایا میں تو اس کے چہرے پر شیطان کی خارش کے دھبے دیکھ رہا ہوں اتنے میں وہ زاہد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آگیا تو آپ نے پوچھا کہ اے زاہد کیا یہ صحیح

نہیں کہ تو ابھی اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ تجھ سے بہتر یہاں کوئی نہیں ہے اس نے جواب دیا کہ ہاں جو کچھ آپ فرمارہے ہیں وہ بالکل صحیح اور سچ ہے اس بات کرنے کے بعد وہی زاہد مسجد کے اندر چلا گیا رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ تم میں کون شخص ہے جو مسجد میں جائے اور اس زاہد کو قتل کر دے سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے لبیک کہی اور مسجد میں زاہد کو قتل کرنے چل دیئے جب ابو بکرؓ مسجد میں گئے اسے نماز میں مصروف پایا حضرت ابو بکرؓ نے دل میں یہ خیال کیا کہ ایک نمازی کو کس طرح قتل کروں سوچتے ہوئے واپس گئے تو دوبارہ حضرت نے فرمایا کہ کون ہے جو اس زاہد کو جاکر قتل کر دے تو حضرت عمر فاروقؓ اجازت لے کر مسجد میں گئے مگر وہ زاہد اب بھی نماز میں مصروف تھا حضرت عمرؓ بھی یہ سوچتے ہوئے واپس آگئے کہ ایسے نمازی کو کس طرح قتل کیا جائے پھر سہ بارہ حضرت نے فرمایا ہے کوئی جو جائے اور اس زاہد کو قتل کر دے اس مرتبہ حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم میں قتل کروں گا یہ کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت نے فرمایا اے علیؓ تو ضرور اس کو قتل کر ڈالے گا بشرطیکہ وہ مل جائے حضرت علیؓ جب مسجد میں داخل ہوئے تو وہ مسجد سے نکل چکا تھا۔

الابریز مولفہ احمد بن مبارک ماخوذ تبلیغی جماعت ص نمبر ۲۲۶

فائدہ:۔ دیکھئے جب ایسے عابد و زاہد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے قتل کر دینے کا حکم صادر فرمایا مگر اس کا ظاہری زہد و تقویٰ اور عبادت کو نہ دیکھا گیا اسی طرح ان جماعتوں کا ظاہری حسن دیکھنے کی ضرورت نہیں عرض کرنے کا مدعا یہ ہے کہ جن اوصاف کی وجہ سے

آپ ان جماعتوں کو پسند فرماتے ہیں دراصل وہ ہی اوصاف ہمیں ایک ایسی جماعت سے روشناس کراتے ہیں جو آخیر زمانہ ہوگی جن سے علیحدہ اور الگ رہنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اپنی امت کو تاکید فرمائی ہے۔ ہاں اگر ذہن میں یہ خدشہ ہو کہ یہ واقعہ جو بیان ہوا ہے یہ احمد بن مبارک نے لکھا ہے خدا معلوم اس پر کتنا اعتماد ہے اس خدشہ کو اس طرح دور کرتا ہوں اس کی توثیق مولوی اشرف علی تھانوی کی زبانی کئے دیتا ہوں تاکہ کتاب الابریز اور اس کا مصنف بے غبار ہو جائے اور ان کی ثقہ ہونا پایہ تکمیل تک پہنچ جائے

توثیق الابریز شریف:۔ الابریز فی مناقب سیدی عبدالعزیز الدباغ مولفہ احمد بن مبارک فاسی ۱۱۲۹ ہجری میں تالیف شروع ہوئی تھی یہ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جن کا تقل بھروسہ کی نقل ہے اور پھر ان کے مولفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اللہ اور بڑے بڑے علمائیں کہ آفاق عالم میں ان کے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے۔

ملخصاً جمال الاولیاء ص ۴-۵

نسخہ شفاء:۔ اس ذہنی خدشہ کا شافی علاج یہ ہے ک وہابی جماعتوں کے ظاہری محاسن نماز روزہ اور جبہ و دستار کو نہ دیکھئے بلکہ احادیث کی روشنی میں ان کی جتنی علامتیں بیان ہوئی ہیں ان علامتوں کو اس آئینہ میں رکھ کر ان جماعتوں کا جائزہ لیجئے۔ نماز روزہ اور دعوت الی الحق تو ان علامتوں کا ایک رخ ہیں تصویر کا صرف ایک رخ دیکھ کر پوری شخصیت کا سراسر معلوم کر لینا بہت دشوار اور مشکل بات ہے ان کی تصویر کا دوسرا رخ اس رسالہ کے اوراق گزشتہ میں مختلف جگہوں پر ان کے اصول و عقائد و

اعمال کی فہرست موجود ہے وہی ان جماعتوں کا دوسرا رخ ہے اب تصویر کے دونوں رخ دیکھ کر فیصلہ کرنا کچھ مشکل نہیں۔اپنے ضمیر سے فیصلہ لے لیجئے۔

ضمیر کا فیصلہ :- ان حالات میں اب مومن کا ضمیر ہی اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی وہابیوں کے ساتھ منسلک رہنے سے ہے یا ان سے دور رہنے میں سلامتی ہے جس امتی کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی عزیز ہو تو وہ وہابیوں کا ساتھ ہرگز نہ دے اور جو اپنی نفسانی خواہش کا مالک ہو اس کو ایک وفادار مومن کی روش اختیار کرنے پر کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔

الوداعی کلمات:- اب رسالے کے خاتمہ پر آپ سے چند کلمات بیان کرتے ہوئے رخصت ہو رہا ہوں۔اپنے معلومات کے مطابق وہابیہ سے متعلق جتنے حقائق میں نے آپ کے سامنے پیش کئے ہیں ان پر خلوص اور جذب کے ساتھ غور فرمائیں اگر آپ وہابیہ کے ساتھ وابستہ ہیں تو آپ کی نیت پر حملہ نہیں کروں گا ممکن ہے آخرت کا شوق ہی تم کو اس کی طرف کھینچ لے گیا ہو لیکن کیا ایک لمحہ کیلئے آپ سوچنے کی زحمت گوارہ نہ فرمائیں گے کہ میں نے اس رسالہ میں جتنے حقائق بیان کئے ہیں وہ سب کے سب غلط ہیں اور بے بنیاد ہیں فرض کیجئے آپ کے ہاں اگرچہ سارے الزامات غلط ہیں تو ان حدیثوں کو بھی غلط کہہ دیجئے جن کے ذریعہ وہابیوں سے علیحدگی میں خوشنودی رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پتہ چلتا ہے۔بہر حال اب آخری سطور لکھتے ہوئے میں روحانی اطمینان محسوس کر رہا ہوں کہ امت کو ایک عظیم خطرہ سے آگاہ کرنے کا

فرض اپنے سر سے اتار دیا ہے اور انجام کے فیصلے کی ذمہ داری ان لوگوں پر ہے جن کے ہاتھوں میں یہ رسالہ فیض مقالہ ہے۔

دعا مولف :- اے مقلب القلوب خالق ذوالجلال تیرے دروازے پر دست بدعا ہوں کہ میری اس کاوش و محنت کے ذریعے سے تمام مسلمان بھائیوں کو سلامتی کی منزل کی طرف واپس ہونے کی توفیق ورشیق عطا فرما جو جادہ حق سے دور جا پڑے ہیں۔

اے علیم وخبیر! قادر و متعال! تو دلوں کے بعید جاننے والا ہے تو جانتا ہے کہ ہمارا یہ اختلاف زر و زمین کی بنیاد پر نہیں خواہش حشمت و عظمت اور عزت پر نہیں کسی جاہداد اور دولت کے پیش نظر نہیں۔

تیرے محبوب کی بارگاہ میں وفاداری کا سوال ہے جو تیرا اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے وہ ہمارے گلے کا ہار ہے اور جو تیرے محبوب کریم کا باغی ہے اس سے ہمارا کوئی رشتہ اور تعلق نہیں ہمارا مسلک بس صرف یہی ہے۔

چھٹ جائے اگر دولت کونین تو کیا ہے غم
چھوٹے نہ مگر ہاتھ سے دامان محمدؐ

وصلی اللہ تعالیٰ علے حبیبہ محمد و علی الہ و اصحابہ اولیاء امتہ و علمائے اھل سنتہ اجمعین برحمتك یا الرحم الرحمین

تفریظ جلیل :-

عمدۃ العلماء زبدۃ الصلحاحضرت قبلہ پیر سید حافظ مولانا غلام
فخر الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی زیب آستانہ عالی وڑچھ شریف

الحمد لا ھلہ والصلواۃ لا ھلھا۔ امابعد فقیر نے مولانا موصوف کی کتاب تحقیق المبین کو بعض مقامات سے دیکھا مخالفین اسلام اور خارج از اسلام فرق باطلہ کے دجل و فریب کو جس اچھوتے انداز میں طشت ازبام کیا ہے انہی کا حصہ ہے وقت کی اشد ضرورت کو پورا کرنے میں جس محققانہ انداز میں انہوں نے قدم اٹھایا ہے مولی کریم جل مجدہ ان کی اس خالص دینی محنت و کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور اہل اسلام کو اس سے اپنے عقائد صحیحہ پر ثابت قدم رہنے کی توفیق بخشے جن لوگوں کے دل میں تذبذب واضطراب ہے مسلمانان اہل سنت جماعت کو چاہیے کہ ان مخالفین کی صحبت احتراز کریں اور اپنے علماء سے استفادہ کرنے میں پوری کوشش کریں۔

فقیر الی ربہ الغنی سید غلام فخر الدین سجادہ نشین وڑچھ شریف

تفریظ فاتح نجدیت رہبر شریعت مولانا اللہ بخش نیر صاحب
مورث اعلیٰ انجمن سپاہ مصطفیٰ ساکن لیہ ضلع مظفر گڑھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آج کل مسلمانوں کی دینی اور دینوی

زبوں حالی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کے قلوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے خالی ہیں ہندو اور انگریز کے وظیفوں پر پلنے والے علماء سو کی تقریروں اور دل آزار تحریروں نے جلتی پر تیل کا کام کیا نقل کفر کفر نباشد۔

(ا) کسی نے کہا حضور علیہ السلام مر کر مٹی میں مل گئے، (ب) کسی نے لکھا چمار سے ذلیل ذرہ ناچیز سے کم تر گاؤں کے چوہدری کی مثل ہیں، (ج) کسی نے کہا انبیاء تمام اوصاف و لوازم بشریت میں دوسرے انسانوں کی طرح ہیں، (د) ان کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہوتا ایسا علوم تو تمام حیوانات کتے خنزیر کیلئے بھی ثابت ہے بلکہ شیطان کا علم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے؟

یہ حال تو ہے ان حضرات کا جو عالم علوم دینیہ اور واقف رموز شریعہ کے مدعی ہیں ان کا یہ طرز عمل نئے تعلیم یافتہ طبقہ میں کس طرح حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جذبہ پیدا کر سکتا ہے اگر ان نظریات کو سامنے رکھتے ہوئے نئی پود انبیاء کو ریفارمر (ڈاکیہ) یا لیڈر سمجھنے لگے تو اس کا کیا قصور ہے سارا قصور ان حضرات کا ہے جنہوں نے اپنے آپ کو شیخ القرآن اور شیخ الحدیث کہتے ہوئے عامۃ المسلمین کے سامنے ایسا تصور نبوت پیش کیا ہے جو مستشرقین سے متوقع تھا مسلمان کہلانے والے علمائے دین سے اس کی توقع ہرگز نہیں ہو سکتی تھی علماء حق نے ہر دور میں نبوت کے تصور سے لوگوں کو روشناس کرانے کیلئے گرانقدر کتابیں لکھیں ہیں اور منکرین کمالات کا رد بلیغ کیا ہے زیر نظر کتاب اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے جسے فاضل محترم مولانا ولی محمد

عنوان ششم

الاعتذار و اظہار تشکر

اولاً اس فقیر ہیچمدان طفل دبستان میں بھلا یہ اتنی قابلیت کہاں تھی کہ اس اہم موضوع پر خامہ فرسائی فرما سکے کیوں کہ قبل ازیں بڑے بڑے شاہ سوار علم و دین اس جولانگاہ میں اتر چکے ہیں اور کئی تیراک علم و یقین اس بحر ناپیدا کنار میں غوطہ لگا کر لعل و جواہر برآمد کر چکے ہیں یہ اپنے اپنے نور فہم سے علم و عرفاں نکات بیان اور معارف الایمان کی بدولت پہلے دور کے لوگوں کو نفع رسانی سے بہرہ مند کر چکے ہیں مگر اس زمانہ جدید میں لوگوں کی سود مندی کے پیش نظر خاموشی میں رہنا کوئی دانائی کی بات نہیں کیونکہ اس حالیہ دور میں بہت لوگ مادی ہیولی کی کثافتوں میں گھرے ہوئے ہیں اور حرص و آز کی خباثتوں میں ملوث ہیں وہ روز بروز نئے روپوں میں بداعتقادی کی وجہ سے کئی گروپ بن چکے ہیں جو اپنے چھپے ہوئے انداز اور جبہ و دستار کی آڑ لے کر مذہب حق اہل سنت و جماعت مسلک بریلوی کو محل طعن و تشنیع بنا کر مسخ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس ناچیز نے مذہب حق اہل سنت و جماعت کی اعانت کی غرض سے ان گمراہوں کے بد عقیدہ ہونے کی صحیح تصویر سامنے آ جائے فقیر نے نہایت امانت و دیانت کا چراغ ہاتھ میں لے کر عکاسی پیش کی ہے تاکہ ان شرک و کفر کی مشین چلانے والوں کا بھانڈا راستے ہی پہ پھوٹ پڑے اور پکے مسلمان صحیح العقائد ان کے مکر و فریب اور داؤ پیچ سے محفوظ رہ سکیں۔ میں تمام اہل علم حضرات کے حضور دست بستہ

گزارش کرنا چاہوں گا اگر میری اس تحریر میں کسی صاحب کو ایمانی و اعتقادی علمی و ادبی صرفی و نحوی غرض کوئی غلطی یا سقم نظر آئے تو اسے چشم پوشی کے زیور سے آراستہ کریں اور اس غلطی کی نشان دہی سے احقر کو مطلع فرمائیں میں ضدی ہرگز نہیں ہوں کہ اپنی غلطی تسلیم نہ کروں آپ حضرات کی تنبیہ دینیہ سے سر تسلیم خم کرتے ہوئے رجوع الی الحق کر لوں گا مجھے امید واثق ہے کہ آپ اپنے الطاف کریمانہ و نوازش عمیمانہ اور طرز رحیمانہ سے بعید نہیں فرمائیں گے اس ستر پوشی سے میں آپ کا بصد مشکور ہوں گا۔

ثانیاً+ میں ان سب حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری اس کاوش اور محنت جلیلہ پر درمے دامے حوصلہ افزائی کی ہے بالخصوص سید جملے شاہ صاحب آف جھنڈیوالی ضلع گجرات نے اپنی پاکیزہ کمائی سے مبلغ تین سو روپیہ کا عطیہ عنایت فرمایا اور بالعموم حکیم محبوب الٰہی سرشار آف سرگودھا کاندار احمد حیات آف جمالی اور صوبیدار خادم حسین نے بھی پچاس پچاس کے عطیات سے حوصلہ افزائی کی ہے ساتھ اور جن حضرات نے بھی سخنے، قلمے اور قدمے اعانت کی ہے ان سب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ مجدہ الکریم اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے جمیع حوادثات ناگہانی اور بلائے آسمانی سے محفوظ رکھے۔ آمین

ثالثاً+ اس موضوع پر لکھنے کیلئے جو مجھے دشواری تھی وہ یہ کہ ناچیز ایک غریب گھرانے کے افراد میں سے ہے جس کے پاس حوالہ جات فراہم کرنے کے وافر کتب خانہ نہیں تھا اس مہم کو سر کرنے کیلئے میں

اوپر مسلط تھے جن کا دور کرنا میرے بس سے باہر تھا مگر اندر میں صمیم قلبی کا سمندر موجزن تھا پس متوکلا علی اللہ خامہ رقم ہاتھ میں لیا اسے جنبش دینا چاہی قدرت آلہیہ نے ہاتھ پکڑا اور میرے مربی شیخ کامل سیدی و مرشدی الحاج حضرت قبلہ بابو جی گولڑویؒ کی روحانی توجہ موجہ عالیہ نے پشت پناہی فرمائی عین اسی وقت حضرت علامہ مولانا محمد رمضان صاحب سالک زادہ نے اپنے قدیم و جدید کتب خانے کا دروازہ میرے لئے کھول دیا پھر کیا تھا قلم میں روانگی آگئی ذھن کھلتا گیا دماغ روشن ہوتا گیا پراگندیوں اور پریشانیوں کے جو سائے چھائے ہوئے تھے پاش پاش ہوتے چلے گئے۔ خامیوں اور کمزوریوں کے جو پر چھائے تھے ان سب کو عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی کے قطروں نے دھو ڈالا مرے حسن ذوق و شوق میں طہارت و نفاست کی دولت آگئی ناچیز نے اپنے اس رسالہ فیض سگالہ کو حوالہ جات سے مزین کر دیا بس یہی دشواری تھی جو اس طرح زائل ہو گئی اس مرحلے میں کامیاب ہو گیا۔ اس بارے میں بھی میں اپنے مخلص اور مہربان دوست علامہ مولانا محمد رمضان صاحب کا اپنے دل کی گہرائیوں میں اتر کر شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے حسن سلوک کو برقرار رکھے اور ان کا جذبہ اخلاق مشفقانہ اور انداز دوستانہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دائم و قائم رکھے۔ متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہ و بکلامہ بجاہ حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آمین ثم آمین۔

ولی محمد گولڑوی بغفر اللہ القوی

ارشاد الانوار لعلوم سیّد ابرار

عنقریب شائع ہو جائیگی

ملنے کا پتہ

مکتبۂ قادریّہ

○ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور